

عناية المأمول في علم الرسول

تصنيف مبارک
فیض ملت، شیخ القرآن، استاذ العلماء
محمد فیض احمد اویسی سرسوی
مستتر علامہ
بِ نَدْوَةِ الْعَالَمِیْنَ

— باہتمام —

مجاہدہ عطاء الرسول اویسی رضوی

ناشر مکئذہ ادریسویہ سیرانی دہاویہ پاکستان



غَايَةُ الْمَأْمُولِ

فِي
عِلْمِ الرَّسُولِ



از قلم

حضرت علامہ شیخ الحدیث والتفسیر مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی

باجہ تمام صاحبزادہ عطا الرسول اویسی

ملنے کا پتہ

سیرانی روڈ

مکتبہ اُولیّیہ رضویہ

بہاولپور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	غایۃ المامول فی علم الرسول
مصنف	مولانا علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی
ناشر	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
سائز	۱۸ x ۲۳
باہتمام	صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی
ضخامت	۱۰ صفحات
کتابت	میز احمد خان پوری دہلی
طباعت	آفسٹ
بار	۱
قیمت	۱۰ روپے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لمن لا يغرب عنه شيء في السموات والارضين
وما هو على الغيب بضيق . عالم الغيب فلا يظنهر على غيبه
احد الا من ارتضى من الانبياء والمرسلين ، والصلاة والسلام
على حبيبہ سيد المرسلين : الذي قال ان الله دفع لي الدنيا وانا انظر
اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم الدين كانما انظر الى كفى
هذه جلديا وعلى الد الطاهرين واصحاب الطيبين :
اما بعد : بنده بے چارہ روزگار ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ربہ بندگان
خدا سے گزارش کرتا ہے کہ جس دور سے ہم گذر رہے ہیں یہ بعینہ وہی زمانہ ہے جس کے
متعلق چودہ سو سال پہلے ہمارے پیارے نبی غیب کی خبریں دینے والے ، صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ میری امت کے تہتر فرقے پیدا ہونگے وہ سب کے سب
دوزخ میں جائیں گے مگر صرف ایک فرقہ ہے جو بہشت کا ستمی ہوگا (اس کا نام اہل السنۃ
والجماعۃ ہے) اس سچے فرمان پر صرف ہمارے پاکستان میں متعدد گروہ خیرات الارض
کی طرح پھیلے ہوئے ہیں مثلاً دہریہ ، نیچریہ ، پرویزیہ ، چکڑاویہ ، خاکساریہ ، بہائیہ ، بڑیا
شیعہ ، دہلیویہ ، مودودیہ ، غلام خانہ ، دیوبندیہ نامعلوم دیگر ممالک میں کتنی شاخیں موجود
ہوں گی۔

سب سے زیادہ شہر دیوبندی فرقہ ہے اس لئے کہ یہ ٹولہ خلق خدا کو گمراہ کرنے
میں ہر طرح کا حربہ استعمال کرتا ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ دین جائے تو جائے لیکن
جماعتی پروگرام پروان ضرور چڑھے بنا بریں ان کی تردید میں فقیر نے زیادہ زور لگایا ہے

مقدمۃ الكتاب

دیوبندیوں و ہابیوں کے عقائد منافقوں والے جو زمانہ نبوی علیٰ ماجہا الصلوٰۃ والسلام میں سرور انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی گستاخی کے لئے ہر وقت تاک میں رہتے جن کا آگے چل کر خوارج نام ہوا پھر وہ اعتزال کے پردے میں چھپے رہے کچھ عرصہ بعد وہابییت سے موسوم ہوئے اب ان کے پاکستان میں دو گروہ ہیں

۱) وہابی غیر مقلد ۲) دیوبندی

نوٹ: جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت (بیتروں والے) اور انجمن سپاہ صحابہ بھی دیوبندی وہابی ہیں صرف نام بدل لیا ہے۔

تفصیل مع دلائل فقیر نے ابلیس تا دیوبند میں لکھ دی ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس گروہ کی خبر جو وہ سوسال

پہلے دیدی چنانچہ مروی ہے:

”حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک وقت مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص اسی مجلس سے بولا اور کہنے لگا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ما عَدَلَتْ فِي الْقَسْمَةِ“ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! تو نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔

اس سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت غصہ آیا اور فرمایا تم کو میرے بعد مجھ سے بڑھ کر کوئی عادل نہیں ملے گا اس بد گستاخ کی بے ادبی کو دیکھ کر زبان نبوت سے یہ الفاظ نکلے:

يُحِبُّ بَنِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمًا كَانُوا هَذَا | آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوئی اور

مِنْهُمْ | یہ گستاخ انہی سے ہے۔
اس کے بعد ان کی علامات بیان فرمائیں۔

يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ وَفِي رِوَايَةٍ يُحْسِنُونَ الْقَوْلَ لَا يَسْتَوْنَ الْفِعْلَ وَفِي رِوَايَةٍ يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَلَيْسُوا بِمَنَافِقِي شَيْءٍ پھر فرمایا

يَمُرُّونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمُرُّ سَهْمٌ مِنَ الرَّمِيَةِ صحابہ کرام علیہم الرضوان اللہ نے پوچھا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا سَيَمَاحُهُمْ (یا رسول اللہ ان کی نشانی کیا ہے؟)
ساری حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ گستاخ کی گستاخی پر آپ نے فرمایا کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی جو بہت قرآن پڑھیں گے لیکن ہوں گے قرآن کے مخالف کہ قرآن ان کے سینے سے تجاوز نہیں کر سکیگا۔ اور میٹھی میٹھی باتیں کریں گے لیکن کردار میں گرسے ہوئے ہوں گے اور ہر وقت کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہوں گے اور اسلام سے ایسے دور نکل جائیں گے جیسے تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے ایسے لوگوں کی علامت پوچھی تاکہ آئندہ عوام ان کی علامت دیکھ کر ان سے کنارہ کش ہوں غیب جاننے والے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نشانی ان کی نشانی ہے۔ سر منڈانا اب وہابیوں کے اکثر چھوٹے بڑے سر منڈوں میں آخر میں فرمایا:

هَمْ شَوْ الْخَلْقَ وَالْخَلِيقَةَ | وہ بدترین مخلوق ہیں۔

عہ مشکوٰۃ ص ۳۰ ایضاً ص ۳۰ ایضاً ص ۳۰

اور فرمایا کہ وہ بت پرستوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کریں گے،

گذشتہ مضامین دیوبندیوں و دہلیوں، موردیوں پر صادق آتے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب دہلی دیوبندی کی نشانی میں پڑے گا۔

بخاری شریف کا آخری ٹکڑا قابل غور ہے کہ اسماعیل دہلوی نے انگریزوں کو چھوڑ کر سرحد کے مسلمانوں سے لڑائی کی اور دیوبندیوں کے اکثر اکابر مسلم لیگ کو چھوڑ کر کانگریس میں شامل ہوئے۔ اب بھی ان کی لڑائی مسلمانوں میں رہتی ہے۔ آریابین۔

گذشتہ مضمون کے مطابق نجد سے محمد بن عبدالوہاب خارجی پیدا ہوا اس نے اہل حرمین اور دیگر اہل اسلام پر ظلم کئے وہی کیا جو حدیث شریف کا ارشاد تھا۔

كَمَا قَالَ ابْنُ عَابِدٍ فِي رَدِّ الْمُخْتَارِ لَمَّا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي أَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ حُجُّوا مِنْ بَجْدٍ وَتَعَبُّوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوا يَنْتَعِلُونَ إِلَى الْحَنَابِلَةِ لَكِنْ هُمْ اعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتَقَادَهُمْ مُشْرِكٌ وَأَسْتَبَاحُوا بَذْلَ قَتْلِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَاءِهِمْ كَسَرِ اللَّهُ شَوْكَتَهُمْ وَحَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَطَفَّرَ جُحُومَ عَسَاكِرِ الْمُسْلِمِينَ عَامَلْتُ وَثَلَثِينَ وَمِائَتَيْنِ دَالِفٍ (فتاویٰ شامی)

یعنی جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہے کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ و مدینہ شریف پر انہوں نے غلبہ کیا اپنے آپ کو جنبی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف ہم مسلمان ہیں اور جو بھی ہمارے مذہب کی خلاف ورزی کرے وہ مشرک ہے اسی لئے انہوں نے اہل سنت کو قتل جواز سمجھا اور اہل سنت کے علماء کو قتل کیا

لہٰذا اب حالات قاہرین کے سامنے ہیں کہ یہ لوگ یا رسول اللہ کہنے والوں کو شہید کر دیتے ہیں اور ان کے ہاں ہندو۔ عیسائی۔ سکھ کے ساتھ گزار رہے ہیں ۱۲۔ اویسی غفرلہ

یہاں تک کہ دہلیوں کی شوکت کو اللہ تعالیٰ نے توڑا اور ان کے شہر دہلی کو ویران کیا اور اس کی فکر کہ ان پر فتح دی یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ میں ہوا۔

بعینہ یہی دستور دیوبندیوں و دہلیوں موردیوں

کا ہے کہ ان کے عقائد کے جو بھی خلاف ہو وہ مشرک اور بد مذہب ہے محمد بن عبدالوہاب نجدی بھی ان کے نزدیک اچھا آدمی تھا جیسا کہ رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو دہلی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا جنبی تھا۔

اسی محمد بن عبدالوہاب کی ایک کتاب "التوحید" عربی زبان میں ہے جس کا خلاصہ مع انوار اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان اور تذکیر الانحوائن کے نام سے ہندوستان میں شائع کی اور دیوبندیوں کے نزدیک تقویۃ الایمان عمدہ و اعلیٰ کتاب ہے جیسا کہ رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے۔

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح

ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پر اس میں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۱)

تقویۃ الایمان کو دیوبندی چھاپ کر مفت تقسیم کرتے ہیں اور گھر گھر پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے سلف نے اس کتاب کی خوب تردیدیں لکھیں علامہ مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا فقیر محمد جمیل اور مولانا مخصوص اللہ حافظ دراز پناوری وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ یہاں تک کہ حضرت شاہ عبدالعزیز سے اسے اصح المطابع کراچی نے مع روچھاپ کر شائع کیا صرف نام کا فرق ہے مضمون وہی ہے اہل انصاف دونوں کا قوانین کر کے دیکھیں ۱۳۔ کذا فی انوار آفتاب صداقت اور حالات کتب دہلیہ مع فتاویٰ رشیدیہ کتاب تقلید

رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر میں بیمار یوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اثنا عشریہ حیا رکھتا۔
سینکڑوں علماء کرام سلف صالحین نے تقویۃ الایمان کا روکھا جس کی تفصیل
فیتر کی کتاب 'التحقیق الجلیل فی تحریک اسماعیل قتل' میں ہے۔

دیوبندیوں سے ہماری لڑائی صرف ان کی بے ادبیوں سے ہے جو ان کے اکابر و
اصاغر لکھ گئے اور لکھتے رہتے ہیں وہی ہذہ

(۱) خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (برائین قاطعہ خلیل انبیٹھوی و رشید گنگوہی)

(۲) خدا تعالیٰ کو جبکہ اور زمانہ اور مرکب ہونے اور مابیت سے پاک مانا بدعت ہے
(ایضاح الحق اسماعیل دہلوی)

(۳) خدا تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلے سے خبر نہیں ہوتی جب بندے اچھے یا برے
کام کر لیتے ہیں تب اس کو معلوم ہوتا ہے۔ (بلقۃ الحیران حسین علی واں بچراں
تمیذ رشید احمد گنگوہی و استاد غلام خان فضلانی دیوبند)

(۴) خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں بلکہ یہ معنی
ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں باقی عارضی لہذا اگر حضور علیہ السلام کے بعد اور بھی نبی
آجائیں تو بھی خاتمت میں فرق نہیں آئیگا۔

(تحدیر الناس مصنف قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند)

(۵) اعمال میں بظاہر امتی بنی کے برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔
(تحدیر الناس)

(۶) حضور علیہ السلام کو بھائی کہنا جائز ہے کیونکہ آپ بھی انسان ہیں
(تقویۃ الایمان اسماعیل دہلوی)

(۷) شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ (برائین قاطعہ)

(۸) حضور علیہ السلام کا علم بچوں پاگلوں جانوروں کی طرح یا ان کے برابر ہے۔
(حفظ الایمان اشرف علی تھانوی)

(۹) حضور علیہ السلام کو اردو بولنا مدرسہ دیوبند سے اگیا۔ (برائین قاطعہ)

(۱۰) ہر چھوٹی یا بڑی حقوق (بنی یا غیر بنی) اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل
ہے۔ (تقویۃ الایمان)

(۱۱) نماز میں حضور علیہ السلام کا تھو لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں دُوب جانے
سے بدتر ہے۔ (اصراط مستقیم)

(۱۲) میں نے خواب میں حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ مجھے آپ پطراط پر لے گئے اور
میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام پطراط سے گرے جا رہے ہیں تو میں نے حضور
علیہ السلام کو گرنے سے بچالیا۔

(مبشرات بلقۃ الحیران از حسین علی واں بچراں)

ان کے علاوہ ان کی بہت گندی عبارتیں ہیں جن کو فقیر نے رسالہ دیوبندی
اور بریلوی میں فرق اور دیوبندی کافر ہیں یا بریلوی میں لکھا ہے۔

ان کی انہی عبارتوں کو دیکھ کر تمام علماء عرب و عجم نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے
اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد برحق محقق بن محقق علامہ بن علامہ
شیخ الاسلام سیدی مولنا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے حام الحرمین
میں اور ان کے تلمیذ عزیز کشمیر بیٹہ اہلسنت علامہ مولنا حشمت علی خان صاحب قدس سرہ
نے 'الصوارم الہندیہ' میں جمع فرمایا۔

عہ علامہ غلام مہر علی چٹیاں شریف کی کتاب 'دیوبندی مذہب' خوب ہے دیوبندیوں کے غلط
عقائد و مسائل کے بارہ میں اس جیسی اور کتاب نہیں ہے۔

یہی توجہ تھی کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو بہاول پور کے بزرگ شریف خواجہ غلام فرید قدس سرہ سجادہ نشین چاچراں شریف بہاول پور سے نکلوا دیا۔ جس کی تفصیل فقیر کی کتاب تذکرہ علماء اہل سنت میں ہے۔

دیوبندیوں کے درج ذیل عقائد و مسائل میں ہمارا تنازعہ ہے۔

- | | | | |
|----|---|----|--------------------------------------|
| ۱ | امکان کذب | ۱۶ | نماز جزدہ کے بعد دعا |
| ۲ | امتناع النظیر | ۱۸ | جنازہ کے آگے آگے نعت خوانی و ذکر خیر |
| ۳ | علم غیب | ۱۹ | مزارات کے گنبد |
| ۴ | حاضر و ناظر | ۲۰ | مزارات پر پھول چڑھانا |
| ۵ | مختار کل | ۲۱ | اولیاء کرام کی ندریں |
| ۶ | استداد | ۲۲ | قبر پر اذان دینا |
| ۷ | بدعت | ۲۳ | زیارت قبور اولیاء کرام کا سفر |
| ۸ | نور و بشر | ۲۴ | کفنی النفی لکھنا |
| ۹ | ندایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | ۲۵ | بلند آواز سے ذکر کرنا |
| ۱۰ | سماع موتی | ۲۶ | یا عبد القادر جیلانی شہید اللہ |
| ۱۱ | محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم | ۲۷ | اولیاء اللہ کا جانور |
| ۱۲ | قیام بوقت ذکر خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم | ۲۸ | بزرگان دین کے ہاتھ پاؤں چومنا |
| ۱۳ | بارہویں کے دن کا جلوس | ۲۹ | عبد البنی وغیرہ نام رکھنا |
| ۱۴ | فاتحہ تیجہ دسواں چالیسواں | ۳۰ | حیلہ و استقاظ |
| ۱۵ | عرس بزرگان اسلام | ۳۱ | انگوٹھے چومنا |

علہ : اور مناظرہ بہاول پور مرتبہ فقیر اولیٰ غفرلہ، علہ جھگڑا اور اختلاف ۱۲

۳۲) رمضان شریف میں ختم قرآن شریف (۳۲) بزرگوں کے مزارات پر چراغاں وغیرات

۳۳) درود و سلام عند الاذان وغیرہ ان کی تردید میں ہمارے اسلاف نے اور دورِ حاضرہ میں بے شمار کتابیں رسالے شائع ہوئیں اور یہودی ہیں مگر ان کے فقیر کی یہی تصنیف بھی ہے۔

غیب کا

لغوی معنی غیب بالفتح مصدر ہے بمعنی چھپنا کہا جاتا ہے۔ غابت الشمس سورج

غروب ہو گیا (مفردات امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ) وکل ما غاب عنک سر وہ چیز جو تجھ

سے پوشیدہ ہو المصباح المنیر ص ۲۹۔ اسی لیے راز اور پست زمین اور شک کو غیب

کہتے ہیں کیونکہ یہ چیزیں پوشیدہ ہوتی ہیں (النجد وغیرہ کہانی المصباح المنیر وغیرہ

اسی غیبت پس پشت کسی کا غیب بیان کرنا اور غیابہ بمعنی زمین کی ڈھلوان اور

قبر اور ہر چیز کا اخیر ہر چیز ڈھانپنے والی اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں:

غیابۃ الوادی والجب۔ یعنی کنوئیں اور وادی کی گہرائی۔ اسی سے لیا گیا ہے غیابۃ البحر

یعنی سمندری کرم کا اجتماع پتھر کی صورت میں۔ شاخ و درشاخ اور کہتے ہیں غیاب الشجر یعنی

درخت کی جڑیں وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ جو چیز انسان سے اوجھل ہو اُسے غیب کہتے ہیں۔

غیب مصدر بمعنی اسم فاعل یعنی غاب (مفردات امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ)

غریب معنی غیب وہ ہے جو حواس یعنی آنکھ، ناک، کان، زبان وغیرہ سے پوشیدہ ہو

کما قال رازی رحمہ اللہ علیہ هو الذی یکون غائباً من الحاسة۔ تفسیر کبیر ص

اور قاضی بھیناوی فرماتے ہیں۔

والمراد به الحق الذی لا یدرکہ الحس ولا یقتضیہ بداهة العقل یعنی

غیب سے وہ چھپی ہوئی چیز مراد ہے جس کو حواس نہ پاسکیں اور نہ ہادہ اسکو عقل چاہے۔
اور مدراک میں ہے:

والغیب ما لم یقصر علیہ دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق

خلاصہ کلام یہ کہ وہ شے جو نہ انسان کو آنکھ سے اور نہ کان سے اور نہ زبان سے اور نہ ہاتھ سے اور نہ دیگر اعضاء اور نہ ہی عقل سے معلوم ہو سکے وہ غیب ہے یہی وجہ ہے کہ طبیب یا ڈاکٹر کے انسان کے اعضاء اندرونی کے پڑھنے کو غیب نہیں کہتے اور نہ ہی بیرونی ممالک اور اندرونی ممالک کی خبروں کو آلات جدیدہ کے ذریعہ معلوم کرنے کو غیب کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں عقل کے ذریعہ یا آلات جدیدہ کی رو سے معلوم کی جاتی ہیں۔

ہاں قبر کے اند کی باتیں، عالم برزخ کے حالات، عالم آخرت کی خبریں اور آسمان اور اس کے وراہ الوری کی معلومات بلکہ وہ ذات اجنہ نے لاتدکک الا بصاً کا دعویٰ فرمایا دیکھنے اور جان لینے کا نام غیب ہے۔ اور ان تمام کو تفصیلاً اجمالاً حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمایا بلکہ اپنی سر اقدس کی آنکھ مقدس سے مشاہدہ فرمایا۔

آنکھ سے دیکھنے کا کام لیا جاتا ہے اگر دیکھنے کا کام کان کرے **افائدہ** اور کان سے سننے کا کام لیا جاتا ہے اگر یہ کام آنکھ یا زبان وغیرہ کریں تو ان کو غیب کہا جائیگا کیونکہ یہ بطور خرق عادت ہوا اور خرق عادت کا نام معجزہ یا کرامت ہے اور ایسا ممکن بھی ہے۔

كما قال العلامة التفازانی فی شرح العقائد للنسفی ص ۱۱

فلا یمتنع ان یخلق اللہ عقیب صرف الباصرة ادراک الاصوات مثلاً

”یعنی یہ بات ممتنع نہیں کہ آنکھ میں اصوات کا ادراک پیدا ہو جائے وغیرہ وغیرہ یہی وجہ ہے کہ امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کو دیکھنے والے کے پانی کو دیکھ کر فرمایا کہ اس میں جھوٹ، گمہ، زنا برہا ہے۔ اسی بناء پر ان کے نزدیک مستقل پانی نجاست غلیظہ ہے اور حضور سیدنا غوث اعظم نے فرمایا۔

وما منہا شہور و لودھورا تمر وتنقطنی الا اتالی

کوئی مہینہ اور کوئی زمانہ عالم میں نہیں گذرتا مگر وہ ہمارے پاس ہو کر اجازت لیکر گذرتا ہے اسی طرح بہت بڑے واقعات روایات صحیحہ سے ثابت ہیں۔ غیب کا قرآن پاک نے غیب کے لغوی و عرفی دونوں معنوں کو مختلف اطلاق قرآن آیات میں بیان فرمایا۔

ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے۔

قال صاحب المظہری تحت هذه الآية۔

المواربہ ما غاب عن البصار هم من ذات اللہ وصفات

والملاشکة والبعث والجنة والنار والصراط والمیزان

وعذاب القبر وغیر ذلک ص ۱۹

افس! گویا یہاں ہر غیب سے اصطلاحی معنی مراد ہیں۔

ترجمہ: اس آیت میں غیب سے مراد وہ ہے جو انسانوں کی آنکھوں سے

اور جہل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات اور ملائکہ اور

قیامت اور بہشت و دوزخ، پطراط و میزان و قبر کا عذاب وغیرہ

اور ان تمام اشیاء کو حضور بنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ صرف جانتے

البتہ لوگوں کے لئے برا تھا جنہیں فرمایا جا رہا ہے۔ فلا تکفرو (تکفر نہ کرو)
اور دنیا میں سے سب سے بدتر چیز شرک اور کفر ہے۔ مگر فقہاء فرماتے ہیں
الفاظ کفریہ کا سیکھنا فرض ہے تاکہ ان سے بچے۔ اسی طرح علم ریا علم بغض اور
حد برے ہیں لیکن ان کا سیکھنا ضروری ہے۔

قال العلامة ابن عابدین فی رد المختار (مقدمہ) "وعلم الریاء
و علم الحسد والعجب و علم الالفاظ المحرمة و المكفرة و لغوی
هذا من اہم المهمات
یعنی علم ریا اور حد، عجب، حرام اور کفریہ کلمات کا سیکھنا ضروری
اور اللہ یہ فرض ہے۔

اسی مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

وفی ذخیرہ الناظرۃ تعلیمہ فوض لرد الساحر لابل الحب
ذخیرہ ناظرہ میں لکھا ہے کہ جادو سیکھنا فرض ہے اہل حرب کے
جادو کو دفع کرنے کے لئے۔

اسی طرح آج ہم مرزائیوں، عیسائیوں اور پرویزیوں کے مسائل جلنے پر
مجبور ہیں تاکہ ہم ان کے جوابات تیار کر سکیں کیا ان کے عقائد و مسائل کھانا فی نفسہ برے
نہیں ہیں لیکن ہم صرف ان کی تردید کے لئے اذہر کہتے ہیں۔
اس تقریر کو بخوبی یاد رکھیں تاکہ دباہیہ دیوبندیہ کا وہ اعتراض کا فور ہو جائے
جو کہتے ہیں کہ

محمود علیہ السلام کو بری چیزیں چوری، زنا، جادو، اشعار کا علم
نہیں کیونکہ ان کا جاننا عیب ہے۔

میں بلکہ آنکھوں سے کئی بار مشاہدہ فرما چکے ہیں۔
۲۔ حفظات للغیب : یعنی نیک بخت عورتیں وہ ہیں جو حفاظت کرنے
والی ہیں پوشیدہ چیز کی
تفسیر مظہری میں ہے۔

اے فی غیبۃ الازواج او الموارد بالغیب ما غاب عن الناس
من اسرار الازواج و احوالہم الخفیۃ۔

یعنی شوہر کے غائب ہونے کے وقت یا غیب سے مراد وہ ہے جو
لوگوں سے مخفی ہے یعنی شوہر کی راز کی باتیں اور ان کے مخفی احوال
ف۔ بہر حال لغوی یا اصطلاحی دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

۳۔ انی ام اخنہ بالغیب۔ میں نے اس کی غائبانہ خیانت نہیں کی۔

ای مکان الغیب دراء الاستقامۃ و الابواب المغلقۃ مظہری ۲۹
اسی طرح ہر جگہ قرآن مجید میں غیب ان دونوں معنوں میں استعمال
ہوا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین

مسئلہ غیب میں گفتگو کرنے سے پہلے چند قواعد خوب یاد رکھیے۔

قواعد ۱۔ نفس علم کسی چیز کا برا نہیں۔ ہاں بری باتوں کا سیکھنا اور عمل
کرنا برا ہے اگر علم فی نفسہ برا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کو ان کا علم ہوتا کیونکہ وہ ہر برائی سے
منزہ و پاک ہے۔

سحر برا ہے لیکن ملائکہ "یعلمان السحر" کا حکم لائے اور فرماتے انما نحن
فلقہ فلا تکفرو ۲

اگر علم فی نفسہ برا ہوتا تو ان ملائکہ کو نہ سکھایا جاتا لیکن ان کے لینے تو برا نہ تھا

سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہنکر ایسے فریب دیتے ہیں جیسے مجوس کا عقیدہ ہے کہ بری چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ نہیں کیونکہ بری شے کا پیدا کرنا برا ہے۔ وغیرہ۔ وہ بھی دھوکہ دہی پر مبنی ہے اور یہ بھی ۲۔ تمام مخلوق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم زیادہ ہے جس کا اقرار مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں کیا ہے۔ بلکہ بفرمان نبی علیہ السلام "واعلم انما قاسمہ واللہ یعطی" بقول دایرہ دیوبند یہ کہ آپ صرف علم بانٹتے ہیں تو بھی پہلے یا اب جتنا لوگ علوم و فنون میں ترقی کر رہے ہیں یہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم ہے اور قاسم سب کچھ جانتا ہے۔

(۳) قرآن اور لوح محفوظ میں سارے واقعات ہیں اس پر ملائکہ کی نظریں ہیں اور لوح محفوظ حضور علیہ السلام کے علوم کا ایک حصہ ہے۔ انہیں سے تقدیر کا کتاب بھی ہے جو حضور علیہ السلام کے غلاموں میں شمار ہوتا ہے۔ قطع نظر آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کے خود لفظ نبی سے علم غیب ثابت ہوتا ہے۔

نبی وہ ہے جسے علم غیب ہو کیونکہ نبی صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور نبوت سے مشتق ہے اور نبوت نبأ سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ احمد قطلانی شارح بخاری رحمہ اللہ مواہب لدنیہ ص ۱۹۲ میں فرماتے ہیں۔
النَّبِيُّ مَا خُوذَةُ مِنَ النَّبَاءِ بِمَعْنَى اِنِّى اُطْلِعُهُ اللّٰهُ عَلَى الْغَيْبِ
یعنی نبوت نبأ بمعنی خبر سے ماخوذ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب پر مطلع فرمایا ہے۔
اور نبأ بھی ہر اس خبر کو کہتے ہیں جو غیبی خبر ہو چنانچہ قرآن پاک کی چند

چند آیات ملاحظہ فرمائیے۔

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ النَّبَاءِ الْعَظِيمِ | کیا بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں وہ بڑی خبر۔

یہاں پر نبأ سے قیامت مراد لیکنی جو غیب ہے۔ اور فرمایا
الَّذِي يَأْتِيكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ قَبْلِهِمْ | کیا تمہارے پاس پہلے لوگوں کی خبریں آتی۔

یعنی نمود و قوم نوح وغیرہ وغیرہ جو پہلے گذر چکے اور وہ ہم سے غیب ہیں اور فرمایا۔
وَآتَىٰ عَلَيْهِمُ نَبَأَ نُوحٍ (پارہ ۱۱۳) اور سناؤ ان کو احوال نوح علیہ السلام کے اور یہ حضرت بھی پہلے تھے جو ہم سے غیب۔ اسی طرح فرمایا
وَآتَىٰ عَلَيْهِمُ نَبَأَ اِبْرٰهِيْمَ (پ ۱۹ ع ۹) اور سناؤ ان کو ابراہیم علیہ السلام کی خبر اسی طرح فرمایا۔

وَآتَىٰ عَلَيْهِمُ نَبَأَ اٰدَمَ (پ ۶ ع ۱) اور ان کو آدم کی خبر دو اور فرمایا۔

فَلَمَّا اَنْبَاَهُمْ (پ ۳ ع ۳) | پس جب بتلایا ان کو
یعنی ملائکہ کو آدم علیہ السلام نے ان چیزوں کی خبر دی جو ملائکہ سے غیب تھی۔
مَنْ اَنْبَاكَ هٰذَا (پ ۲۸ ع ۱) | یہ وہ واقعہ نبی عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کا ہے جو انہوں نے مشورہ کر کے خفیہ بات کی لیکن حضور علیہ السلام نے انہیں بتلادیا۔
اسی طرح یوسف علیہ السلام نے اپنے ساتھ والے قیدیوں کو فرمایا کہ تمہارے طعام آنے سے پہلے تمہارے خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا۔
چنانچہ فرمایا۔ اَلَا نَبَاُ تَكُنَّ قَبْلَ اَنْ يَّاتِيَكُمَا۔ (پ ۱۲ ع ۱)

رابعہا ان لہ صفة بہا یدرأی فی الغیب فہذہ کمالات و
صفات ینقسم کلہا منہا اقسام (نرتانی ص ۲)
ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام وہ ہے جو غیب جانے اگر غیب نہ جانے تو
غیبی خبر کیے۔

نبی واقعی نبوت سے مشتق ہے لیکن نبوت بمعنی رفعت ہے جیسا کہ
سوال لغات کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے اور نبی بمعنی رفیع اور چونکہ نبی اپنی امت
سے برگزیدہ ہوتا ہے اسی لئے اسے نبی کہتے ہیں۔

جواب واقعی نبی اپنی قوم سے برگزیدہ ہوتا ہے اور اسی برگزیدگی کی وجہ
بعض لغات میں بمعنی رفعت لیا گیا ہے لیکن نبوت بمعنی رفعت باعتبار ولایت
التزامی کے ہے گویا یہ اسکا مجازی معنی ہے حقیقی معنی نبوت کا وہی ہے جو
ہم قرآنی آیات سے ثابت کر چکے اور اگر نبوت بمعنی رفعت لیا جائے تب بھی ہمارے
مدعا کے خلاف نہیں کیونکہ نبی علیہ السلام کی برگزیدگی بھی بوجہ علم کے ہی ہے جس کی
شہادت سیدنا آدم علیہ السلام کے واقعہ سے ملتی ہے کہ جب انہیں پیدا کیا گیا اور تاج
خلافت نصیب ہوا تو باری تعالیٰ نے ملائکہ کو اسکا تذکرہ فرمایا انہوں نے وہی کہا جو
کہا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا۔

أَنْبِئُهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ انہیں انکے اسماء کی خبر دے دیجیے۔
تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ پر آدم کی شرافت جلاتے ہوئے ارشاد فرمایا اب چونکہ تم پر
آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہو چکی ہے بنا بری۔
أَسْجُدُوا لِآدَمَ۔ آدم کو سجدہ کرو۔

اب بتائیے آدم علیہ السلام کی فضیلت کا موجب قرآن نے کیا بنایا وہی علم تو

یہ کہ بنا بمعنی وہ خبر جو غیب ہوا اور نبی بناء سے مشتق ہے اب معنی
خلاصہ کلام یہ ہوا کہ نبی وہ ہے جو غیب کی خبریں دینے والا ہوا اور انبیاء علیہم السلام
آتے بھی غیبی خبریں دینے کے لئے ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کی
خبر دی اور اس کے صفات بیان فرمائے اور جنت و دوزخ کی خبر دی اور ملائکہ کی خبر
دی آخرت اور قبر کے حالات سنائے جو سب کے سب ہم سے غیب میں بلکہ علماء
حضرات تو فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا غیبی خبریں دینا لازمہ نبوت ہے۔
چنانچہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ ص ۳۶۵ ج ۱۰ میں ہے۔

ان صحة النبوة تستلزم اطلاع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
على جمیع المغيبات۔

یعنی نبوت کی صحت اس بات کو مستلزم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم تمام غیبی باتوں سے مطلع ہوں۔
امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

النبوة عبارة عما يختص به النبی ویفارق به غیرہ وهو
يختص بأنواع من الخواص احدها انه يعرف حقائق الامور
المتعلقة باللہ وصفاته وملائكته والدار الآخرة علماً
مخالفاً ليعلم غیرہ بکثرة المعلومات وزيادة الكشف
والتحقیق وثانیہا ان لہ فی نفسه صفة بہا تتم الافعال
الخارقة للعادة کما ان لنا صفة تتم بہا الحركات المقرونة
بارادتنا وهي القدرة وثالثہا ان لہ صفة يبصر اللانکة
یشاہدہم کما ان للبصیر صفة بہا یفارق الاعمی

ہے اب ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام واقعی بلند قدر ہیں اور اُس کا موجب نبوت کا علم ہی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا علم علی الدوام والاستمرار ہوتا ہے نہ کہ چند لمحات نکتہ کے لئے دیا گیا ہے اور پھر چھینا گیا کیونکہ نبی صیغہ صفت پہچون شریف ہے جسے دوام واستمرار لازم اور ضروری ہے ایسا نہیں ہوگا کہ شریف کی شرافت کبھی ہو اور کبھی نہ۔ بلکہ ہمیشہ شریف ہی شریف ہے۔

صرف کی مشہور کتاب علم الصیغہ ص میں ہے صفت مشبہ آل کہ دلالت کند بر اتصاف ذاتی بمعنی مصدری بوضع نبوت اب اس معنی پر نبی علیہ السلام کو ہر وقت علم غیب سے موصوف ہونا لازم ہو گیا اگر بالفرض کسی نے نبی علیہ السلام کو کسی وقت عدم علمی سے موصوف کیا تو گویا اُس نے نفس نبوت سے انکار کیا جو صریح کفر ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان صاحب قدس سبہ فرماتے ہیں۔

حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیب کا علم دیا۔ اُس کے آگے چل کر فرمایا کہ۔

یہ باتیں ضروریات دین میں سے ہیں ان کا انکار کفر ہے۔ (خالص الاعتقاد ص ۵) یہ تو ہم مانتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بہت سے غیب پر اطلاع سوال | بحثی گئی لیکن اُسے اطلاع علی الغیب کہہ سکتے ہیں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے کیونکہ اُس کا ترجمہ ہوگا البنی یعلم الغیب

اور ایسا کہنا کفر ہے کیونکہ علم غیب خاصہ خدا ہے اور قرآن و حدیث اور سلف صالحین کی کتابوں و تفسیروں میں کہیں نہیں آیا کہ علم غیب کی نسبت غیر اللہ کی طرف جائے۔

سبحان اللہ یہ عجیب فلسفہ ہے کہ ایک شخص کسی بات کو جانتا ہے **جواب** | لیکن پھر یہ کہا جائے کہ فلاں شخص جانتا تو ہے لیکن ہم اُس کے علم کے قائل تو نہیں اطلاع کے قائل ہیں پھر تو اپنا دین اور اپنا دھرم ہوا جیسے مرضی آئی بنالیا۔ باقی رہی یہ بات کہ ”علم غیب خاصہ خدا ہے۔“ اس کا مطلب بھی آپ سے تاہنوز مخفی رہا کہ یہ تخصیص کون سی ہے اور سلف صالحین نے اس سے کیا رد لی ہے۔

سوال میں دو باتوں کو مطمح نظر بنایا گیا ہے اول یہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یعلم الغیب نہیں کہہ سکتے۔ دوسرا یہ کہ ایسی نسبت معتبر تفاسیر میں نہیں آئی۔

یہاں پر فقیر صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہے۔ تفسیر روح البیان ص ۲۲ تحت آیت۔ قل لا اقول لکم من قال ان نبی اللہ لا یعلم الغیب فقد اخطاء۔

یعنی جو قائل ہے کہ نبی علیہ السلام کو غیب کا علم نہیں وہ غلطی ہے۔ باقی حوالہ جات فقیر کی کتاب ”علم غیب فی القرآن“ میں دیکھیے



باب اول

آیات قرآنیہ

۱ نزلنا علیک الكتاب تبنا لکل شیء (نحلہ ۱۲) ہم نے نازل کی آپ پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

تفسیر اتقان ج ۲ از علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تفسیر میں فرمایا۔
عن ابی بکر بن مجاہد انه قال یوما ما من شیء فی العالم الا ھو فی کتاب اللہ
ابوبکر بن مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے کہا کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن مجید میں نہ ہو۔

۲ ما کان حدیثا یفتی ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شیء (سورہ یوسف رکوع ۱۲)
قرآن ایسی بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان کیا۔

۳ ما فرطنا فی الكتاب من شیء (سورہ النعام رکوع ۴) ہم نے کتاب میں کوئی چیز فرو گذار نہ کی نہیں کی

جب قرآن مجید ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیا روشن اور روشن بھی کس درجے کا مفصل اور اہلسنت کے مذہب میں شئی ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہو اور منجملہ موجودات

کتابت لوح محفوظ بھی ہے تو بالضرورت یہ بیانات محیط اس کے مکتوبات کو بھی بالتفصیل شامل ہوئے اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھئے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

۴ کل صغیر وکبیر مستطور (سورہ قمر ع ۳) لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

۵ وکل شیء احصینا فی امام مبین (سورہ یسین ع ۱) اور ہر شے کو ہم نے شمار کر رکھا ہے کتاب واضح یعنی لوح محفوظ میں۔

۶ ولا حجة فی ظلمت الارض ولا یطوب ولا یالس الا فی کتاب مبین (سورہ النعام رکوع ۴) اور نہ کوئی دلت ہے زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی ترو خشک مگر سب کا سب روشن کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔

اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ مکہ تحت نفی عموم کا فائدہ دیتا ہے اور عام فائدہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر معمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے نہ حدیث احادیث کی تخصیص کر سکتی ہے اگرچہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو جو کہ عموم قرآن کی تخصیص کر کے بلکہ تخصیص مترافی نسخ ہے اور اخراج کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نہیں ہٹاتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی قیاس سے تخصیص ہو سکے۔

قرآنی آیت علم غیب کی بطور تفصیل فقیر کی کتاب علم غیب فی القرآن میں دیکھئے

اس کی شرح میں ملا علی القاری الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ العقدہ فی شرح
القصیدۃ البرودہ میں فرماتے ہیں۔

وكون علومهما من علومه عليه السلام ان علومه تتنوع
الى الكليات والجزئيات وحقائق ومعارف وعوارف تتعلق
بالذات والصفات وعلومهما يكون نهواً من بحر علمه
وحرفاً من سطور علمه (از ابناء المصطفى ص ۱۲)

اور لوح و قلم کے علوم حضور علیہ السلام کے علوم کا بعض حصہ اس لئے ہیں
کہ حضور علیہ السلام کے علوم منقسم ہیں جزئیات اور کلیات اور حقائق اور معرفت
اور ان معارف کی طرف جنہیں ذات و صفات سے تعلق ہے لہذا لوح و قلم کا
علم کے دریاؤں کی ایک نہر اور آپ کے علوم کے سطروں کا صرف ایک حرف
ہے۔

وصلی اللہ علی حبیبہ خیر الخلق کلہم

۹) وما من غائبة في السماء ولا
في الارض الا في كتاب مبين
ہر غیب جو زمین و آسمان میں ہے وہ
سب کتاب میں ہے۔

(پ ۲۱ ع ۲)

۱۰) ويكون الرسول عليكم
شهيذاً (سورہ بقرہ رکوع ۲۵ سورہ
نجم رکوع ۱)
اور یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے
رسول اور گواہ ہوں۔

۱۱) الحمد للہ اب اصل شرح مذکور فقیر کو دستیاب ہوگئی ہے جو صاحب اصل دیکھنا چاہیں تو
فقیر اصل کتاب بھی دکھا سکتا ہے۔

اس کے متعلق فقیر نے قواعد و دلائل و حوالہ جات فقیر نے اپنی کتاب "احسن
البيان في مقدمة تفسير القرآن" میں درج کئے ہیں۔

۷) وما يعزب عن ربك من
مثقال ذرة في الارض ولا في
السماء ولا اصغر من ذلك
ولا اكبر الا في كتاب مبين
(سورہ یونس رکوع ۱۲)

۸) لا يعزب عنه مثقال ذرة
في السموات ولا في الارض
ولا اصغر من ذلك ولا اكبر
الا في كتاب مبين۔
(سورہ مبارک رکوع ۱۱)

لوح محفوظ میں ذرہ ذرہ کے اندراج کے متعلق مزید برآں دلائل کی ضرورت نہیں جبکہ
قرآنی نصوص موجود ہیں کہ اس میں ماکان و مایکون کی ہر شے کا ذکر ہے اس سے مزید
اوکیا چاہیے اور لوح محفوظ ہماری نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم پر
پایاں کا ایک حصہ ہے۔

کما قال الامام محمد البوصيري في القصيدة البردة الشوليفية
فان من جودك الدنيا وضرتها | ومن علمك علم اللوح والقلم
دنیا و آخرت آپ ہی کے کرم سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا بعض
حصہ ہے۔

تفسیر یزیدی اسی آیت کے تحت میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”رسول علیہ السلام مطلع است بنور نبوت بروین ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان اوست و جابے کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس اومی شناسد گناہان شمار و درجات ایمان شمار و اعمال بد و نیک شمار و اخلاق و نفاق شمار۔ لہذا شہادت را در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول جواب العمل است۔“

ترجمہ: یعنی حضور علیہ السلام اپنے نور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ تک پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور کونسا حجاب اس کی ترقی سے مانع ہے پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تہائے گناہوں کو اور تہائے ایمان درجات کو اور تہائے نیک و بد اعمال کو اور تہائے نفاق و اخلاص کو پہچانتے ہیں لہذا ان کی گواہی دینا بحکم شرع امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔

۱۱ من الذی یشفع عنده الا باذنه یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم۔ (بقوۃ ۱۷)

آیت ہذا میں بطرح تعلیم کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی بعض مفسرین نے لوٹائی ہے۔

کما قال مولنا اسماعیل اللقی فی تفسیر روح البیان یحتمل ان تكون ابناء کناۃ عند علیہ السلام

یعنی ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس ضمیر سے حضور علیہ السلام مراد ہوں روح البیان کی تائید تفسیر نیاپوری سے بھی ہوتی ہے۔

کما قال تحت هذا الآية۔ ”یعلم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما بین ایدیہم من اولیات الامر من قبل الخلائق وما خلفہم من احوال القيامة۔“

”یعنی حضور علیہ السلام مخلوق کے پہلے حالات اور جو مخلوق کے بعد قیامت میں ہیں سب کو جانتے ہیں۔“

۱۲ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولكن اللہ یحب من رسلہ من لیشاء فامنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلكم اجر عظیم

سورہ ال عمران ع ۱۸

اس آیت کا شان نزول اکثر تفاسیر میں حضرت سیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یوں مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

عوضت علی امتی فی صورہا فی الطین کما عوضت علی آدم و اعلمت من یؤمن بی ومن یکفر بی۔

میری امت اپنی اصلی صورتوں میں جو مٹی میں تھیں میرے رو پر ویش کی گئیں جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پیش کی گئی تھیں میں نے ہر ایک

ہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں جو ہمارا رب ہے اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے اور
قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور آپ سے جو آپ ہمارے نبی (علیہ السلام) ہیں
ہمیں معاف فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو۔
اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فهل انتہ منتمون | کیا تم کچھ اور نہیں پوچھنا چاہتے۔ تم نے
پوچھنے سے کیوں بس کر دی۔ اس کے بعد منبر شریف سے اترے تو اسی وقت
مذکورہ آیت اتری۔ کذا فی معالم التنزیل و تفسیر تیشا پوری و روح المعانی و کبیر و لباب
النقول و اسباب النزول للواحدی وغیرہ۔

حضرت ابن عباس، ضحاک، قتادہ، کلبی اور اکثر مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ یہ خطاب کفار اور منافقین کو ہے۔

فان نزول کو غور سے پڑھیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف پر
طعن زن کون گستاخ ہے اور پھر اسی طعنہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو
کٹارنخ و غصہ ہوا اور مومن صحابہ کرام کی شان اس بارہ میں کس طرح تھی اب بھی وہاں
دیوبندیہ علم غیب پر طعن زن ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رنج و غصہ کی خبر قبر یا حشر
میں معلوم ہوگی جب فرمایا جائے گا۔

سحقاً، سحقاً دور ہو جاؤ۔ دور ہو جاؤ۔

اور ہم مجددہ صحابہ کرام کے طریق پر چل رہے ہیں کہ ہر غیب بتائے پر ایمان رکھتے
ہیں بلکہ منکرین و مخالفین کے ساتھ شب و روز زبانی و جھگڑا رکھتے ہیں۔ باقی نکات
و تحقیقات کتاب ”علم غیب فی القرآن“ میں دیکھیے۔

شخص کو پہچان لیا کہ جو مجھ پر ایمان لائے گا۔ اور جو کفر کر گیا۔
منافقوں نے جب یہ بات سنی تو ہنسی و مذاق کرتے ہوئے کہا۔
نعم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم انه يعلم من
یؤمن بہ ومن یکفر من لم یخلق بعد ونحن معہ و ما
یعوفنا۔

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہے کہ اُسے علم ہے کہ جو ابھی پیدا نہیں
ہوئے کہ کون ایمان لائے گا اور کون کفر کر گیا۔ ہم تو اس کے پاس
ہر وقت رہتے ہیں ہماری تو اُسے کوئی خبر بھی نہیں۔“

یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچی تو آپ ناراض ہو کر منبر
پر تشریف لائے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

ما بال اقوام طعنوا فی علم
ایسی قوموں کا کیا حال ہے جو علم غیب
پر طعن کرتے ہیں۔
لو تسألونی عن شیء فیما
بینکم و بیننا و بین الساعۃ
الانبات کعبہ
مجھ سے قیامت تک کے حالات جو کچھ چاہو پوچھ
سکتے ہو میں ان کو ذرہ ذرہ کی خبر دوں
گا۔

حضرت عبداللہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ میرا باپ کون ہے۔ آپ نے
فرمایا خداؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر کہنے لگے۔

رضیت باللہ رباً و بالاسلام دیناً و بالقوان اماماً و ببدء نبیاء
قاعف عنا عفی اللہ عنہ۔

۱۳) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ
وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا
(سورہ نساء ۱۱۴)

آیت ہذا میں لفظ ما موجود ہے جو عموم کا مقتضی ہے اس میں قرنیہ قیاس سے تخصیص نہیں ہو سکتی اور نہ ہی مفسرین نے خاص کیا ہے۔ جبائین سے لے کر روح المعانی تک لکھ رہے ہیں

ای من الاحکام والغیب اور فرمایا۔
ای من امور الدین والشوائع
ومن خفیات الامور وضمان
القلوب۔ (مدارک)

یعنی آپ کو احکام اور غیب کی تعلیم دی
(جبائین)
یعنی امور دین اور احکام شریعت کے علاوہ
تمام پوشیدہ امور غیبیہ اور تمام لوگوں کے
اندرونی بھید آپ کو سکھائے۔

اگر یہاں ماموم کے لئے ہے اور جمیع علوم ثابت ہوتے ہیں تو ہم بھی جمیع
سوال علوم کے عالم ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ

تفصیل دوسرے مقام میں ہے اجمالی جواب یہ ہے کہ پہلی آیت بھی
جواب ہمارے لئے نہیں بلکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے کیونکہ یہ آیت
سورۃ اقرآن میں ہے اور دوسری آیت میں عَلَّمْکُمْ کا فاعل حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم ہیں اور مخاطب جمیع الناس من حیث الجمع ہیں اور ہر ایک ایک کے علم کو جمع
کیا جائے تو عموم ثابت ہو جائیگا لیکن ضروری نہیں کہ عموم ہر ایک کا برابر ہو کیونکہ
اصول کا قاعدہ ہے کہ عموم کے مراتب ہیں۔

مثلاً اللہ تعالیٰ اپنے لئے فرماتا ہے۔ یَعْلَمُ مَا فِي الْبُحْرِ اَوْرِيَا مَعْمُوم
کے لئے اور علوم غیر متناہیہ مراد ہیں اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے لئے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ میں عموم ہے لیکن علوم متناہیہ مراد ہیں کیونکہ
حضور علیہ السلام کے لئے علوم غیر متناہیہ نہیں بلکہ متناہیہ ہیں۔ اس فرق کے بعد ذی
ہم خود ہی اندازہ لگائے کہ وہ معلم ہیں اور ہم سب قیامت تک آنے والے متعلم
اور ہمارے عموم کی وہی حد ہے جس کے ہم اہل ہیں۔

مزید جوابات ”رسالہ غیب فی القرآن“ میں ہیں۔

۱۴) وَجَنَّبَكْ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ
شہید (نساء ۱)
تفسیر نیا پوری میں ہے۔

”لان روحہ علیہ السلام شاہد علی جمیع الارواح والقلوب
والنفوس بقولہ علیہ السلام اول ما خلق اللہ نوری“
یعنی حضور علیہ السلام کی روح طیبہ تمام ارواح اور قلوب و نفوس
کو مشاہدہ فرما رہی ہے۔ اس لئے آپ کا ارشاد ہے سب سے
پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

۱۵) وَتَفْصِيلُ الْكِتَابِ لَا يَرِيْبُ
فیہ
کسی نے خوب فرمایا ہے۔

جميع العلم في القرآن لكن تفاسيره افهام الرجال

لہ اس کا مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب نور الایمان میں ہے۔ اویسی غفرلہ

یعنی تمام علوم تو قرآن مجید میں ہیں لیکن لوگوں کی سمجھ سے وارد الوداع
جبنا کسی کو عطیہ نبویہ علی صاحبہا التیجہ ہوتا ہے اتنا وسعت بلند ہوتی ہے
یہاں تک کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

لوضاع لی عقال بعیوی لوجدہ فی القرآن (القان، صامی)
اگر میرے اونٹ کی نیکیل گم ہو جائے تو میں قرآن کی گہرائیوں سے مطلع
ہو کر حاصل کر لوں گا۔

یہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جنکو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
حافظہ نصیب ہو کر جبرالامتہ کا لقب پایا۔

(۱۶) الرحمن علم القرآن
خلق الانسان علمہ البیان
(سورہ رومن ع ۱)
رحمن نے قرآن سکھایا۔ انسانیت
کی جان کو پیدا کر کے اُسے بیان
سکھایا۔

تفسیر معالم التنزیل اور حنفی میں انسان سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اور بیان سے ماکان و مایکون مراد لیا یعنی جو دنیا سے عالم میں پیدا ہوا اور جو پیدا
ہو گا سب کچھ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلایا۔

(۱۷) ولین سألتمہم لبقولن انما کنا نخوض ونلعب
قل ابالله وآیاتہ ورسولہ کنتم تستہزؤن
لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔

(سورہ قوبہ رکوع ۸)

”اگر آپ ان سے پوچھو گے تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی
اور کھیل میں تھے۔ آپ فرمائیے کیا اللہ تعالیٰ اور اُس کی آیات

اور اُس کے رسول علیہ السلام سے ہنسی کھیل کرتے ہو اب
کوئی عذر نہ کرو تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔
درمشور اور طبری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ
ایک منافق نے کہا۔

یحدثنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ناقة فلان بواد فلان و
فلان وما یدیدہ بالغیب۔

حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خبر دے رہے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں
جنگل میں ہے انہیں غیب کی باتوں کی کیا خبر۔

اس کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی

آیت کے شان نزول سے ذی فہم سمجھ گئے ہوں گے کہ علم نبوی پر طعن و تشنیع
گرامنا فقوں کا کام ہے۔ اور پھر آیت سے واضح ہو گیا کہ علم نبوی پر طعن کرنا
کفر ہے اگرچہ طعن سے قبل دعویٰ ایمان ہو لیکن ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

دیوبند یوا، دایو، ذرا سوتج لو۔ قرآن مجید کی تلقین قیامت تک جاری ہے
اس کے مورد منافقین ہیں لیکن تم بھی حکم میں شامل ہو۔

(۱۸) وما هو علی الغیب بضئین | اور وہ غیب کی بات پر بھل کرنے والے
(س تکویر ع ۱) نہیں۔

تفسیر جلالین اور بیضاوی و دیگر تفاسیر میں ہے کہ هُو کا مرجع نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اب ظاہر ہے کہ غیب اگر آپ کے پاس نہ ہوتا تو بخل کا الزام کیا
بخل تو اس وقت ہو جب کسی کے پاس کچھ ہو۔ اب ہینے والا استعداد مطابق
دیتا ہے اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شخص کو اس کی اہلیت کے

مطابق غیب عطا فرمائے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے۔
قال حفظت من رسول الله وعائين فاما احدهما فبثثة فيكم
واما الاخر فلو بثثته قطع هذا البلغم يعني مجرى الطعام۔
”میں نے حضور علیہ السلام سے دو علم حاصل کئے ہیں ایک تو میں نے

تمہیں بتایا۔ دوسرا اگر بتاؤں تو میرا یہ حلقوم کاٹ لیا جائے۔ رواہ البخاری
۱۹) وهو بكل شئ عليم | اور وہ ہر شے کو جاننے والا ہے
(سورہ حدید رکوع ۱)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مدازح النبوة کے خطبہ میں فرماتے
ہیں جس کا اردو ترجمہ یوں ہے کہ

”اب رہا یہ اشارہ کہ آپ ہر شے کے جاننے والے ہیں۔ بیشک حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی حق تعالیٰ کی ذات کی شان اور صفات
حق اسماء، افعال اور جمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر کے جاننے اور
احاطہ کرنے والے اور فوق کل ذی علم علیم۔ یعنی ہر جگہ اور ہر صاحب
کے اوپر اور زیادہ جاننے والا ہے۔ کے مصداق ہیں۔“

۲۰) فلا يظهو على غيبه | اپنے خاص غیب پر کسی کو مستط نہیں
احد الامن ارتضى من رسول | کرتا ہاں رسولوں میں سے جس پر راضی
(سورہ جن رکوع ۲) ہو جائے۔

یہ آیت دیوبندی ٹولے کے لئے تلوار کاری ہے کیونکہ جب بھی کوئی حدیث یا
آیت پیش کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ معجزہ کے طور پر ہوا اور وہ بات استمراراً و دواماً

یہ تقی

۱۔ حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ نبی علیہ السلام کا معجزہ دوامی ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن
پاک معجزہ ہے لیکن دوامی اور موسمی علیہ السلام کا ہاتھ سفید ہو جانا اور عصا کا
ساپ بن جانا معجزہ تھے لیکن دوامی اور موسمی علیہ السلام کے احیاء الموتی وغیرہ
معجزے تھے لیکن دوامی۔

۲) خود لفظ بنی صیغہ صفت کا ہے جو دوام و استمرار کا مقتضی ہے جیسا کہ
مقدمہ میں گذرا۔

۳) آیت میں باب اظہار کے بعد لفظ علی صلب ہے جس کا معنی ہے تسلط
قدرت، علی الغیب کہا قال تعالیٰ لا يظهره على الدين كلفه۔ فلہذا نبی علیہ السلام
کے لئے مطلق علم غیب کا کفر ہے۔

یہ آیت آخری ہے اسی لئے اس کے لئے کچھ باتیں یاد رکھنے کی ہیں۔

محققین فرماتے ہیں ”لا يظهو على غيبه احداً“ ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ
عبارت کا تقاضا تھا کہ لا يظهو غيبه على احد الخ فرماتا یعنی ہر غیب کا ظہار
مقصود نہیں ایک خاص غیب جو صرف باری تعالیٰ سے مخصوص ہے کیونکہ عام غیب تو
ظاہر ہوتا رہتا ہے خواہ وحی سے یا الہام سے وغیرہ وغیرہ لیکن یہ خاص غیب ہے
جو پسندیدہ رسولوں کا حصہ ہے خصوصاً وہ رسول جو سب رسولوں کی جان اور
کائنات کی جان و ایمان میں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب وہ غیب خاص کیا ہے حضرت
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی تحت آیت لہذا فرماتے ہیں۔

”آپچہ بہ نسبت بہ مخلوقات غائب است۔ غائب مطلق است۔ مثل وقت

آمدن قیامت و احکام کونیہ و شریعہ باری تعالیٰ در ہر روز و ہر شریعت و

مثل حقائق ذات وصفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل این قسم را غیب خاص
او تعالیٰ نیز می نامند فلذا یظهر علی غیبیہ احد ایں مطلع کند بر غیب خاص
خود بچکس را مگر کے را پسند می کند و آن کس رسول باشد خواه از جنس
مک و خواه از جنس بشر مثل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او
را اظہار بعضی از غیوب خاصہ خود می فرماید

ترجمہ: جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ غائب مطلق ہے جیسے قیامت
کے آنے کا وقت روزانہ اور ہر شریعت کے پیدائشی اور شرعی احکام
اور جیسے پروردگار کی ذات و صفات بر طریق تفصیل اسی قسم کو رب
تعالیٰ کا خاص غیب کہتے ہیں۔ پس اپنے خاص غیب ہر کسی کو مطلع
نہیں کرتا اس کے سوا جس کو پسند فرمائے اور وہ رسول ہوتے ہیں
خواہ فرشتے کی جنس سے ہوں یا انسان کی جنس سے جیسے حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بعض غیب پر ظاہر فرماتا ہے۔
ان سے پہلے فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر میں لکھ گئے۔

”ای وقت وقوع القیمة من الغیب الذی لا یظہر اللہ احدا
یعنی قیامت کے آنے کا وقت ان غیبوں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ
نے کسی پر ظاہر نہیں فرمایا“

وَلَا یُکُونُ الرَّسُولُ عَلَیْکُمْ شَهِیدًا
اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

(کنز الایمان)

پتا

اس آیت سے نہ صرف حضور علیہ السلام کا علم غیب کا بلکہ آپ کے حاضر و ناظر ہونے کا

بھی ثبوت ہے چنانچہ ① صاحب روح البیان نے لکھا کہ

و معنی شہادة الرسول علیہم
اطلاعه علی رتبة کل متدین بدینہ
و حقیقۃ التی ہو علیہا من دینہ
و حجابہ الذی ہو بہ محبوب عن
کمال دینہ فمنہو یعرف ذنوبہم
و حقیقۃ الایمانہم و اعمالہم و
حسناتہم و سیئاتہم و اخلاصہم
و لنفاقہم و غیر ذلک بنور الحق۔
پہچانتے ہیں۔

(روح البیان)

② حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں و یقول
الرَّسُولُ عَلَیْکُمْ شَهِیدًا یعنی و باشد رسول شمار شاہ گواہ۔ زیرا کہ او مطلع است بر نبوت
بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ۔ و حقیقت ایمان او صیت و
حجاب کہ بدان از ترقی محبوب ماندہ است کدام است۔ پس اوسے شناسد گناہان شمار او درجہ
ایمان شمار او اعمال نیک و بد شمار او اخلاق و نفاق شمار۔

نہ صرف عالم بیداری میں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ عالم خواب میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اپنی امت کے حالات سے آگاہ رہا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ ملاحظہ کشمیری کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔ حدیث تنام عینی
ولا ینام قلبی کہ تحریر یافتہ بود اشارت بدوام آگاہی نیست بلکہ اخبار است از عدم غفلت
از جریان احوال خویش و امت خویش۔ (مکتوبات) بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اب بھی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے احوال سے آگاہ رہتے ہیں۔

نوٹ: اس آیت کے متعلق مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی تصنیف "دلوں کا چین یعنی حاضر و ناظر" میں پڑھیے۔

عقیدہ اسلاف الشہید

ہمارے اسلاف کا بھی یہی عقیدہ ہے

حضرت اسماعیل صری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بروہ شریف میں فرماتے ہیں

فان من جودك الدنياء وضوحتك من علومك
علم اللوح والقلم
تمہارے جود دنیا اور اس کی صورت یعنی
آخرت ایک حصار و تمہارے علوم میں سے
لوح و قلم کا علم ایک محکمہ۔

حضرت علامہ قاری شارح مشکوٰۃ حنفی اس کی شرح میں
نشر زیدہ میں فرماتے ہیں

ترجمہ: اس کے مطلب کا ایضاً یہ ہے کہ علم لوح سے مراد وہ قدسی نقوش
اور غیبی صورتیں ہیں جو اس میں ثبت کی گئیں اور علم قلم سے مراد ہے کہ حوالہ نقاشی
نے جس قدر چاہا اس میں ولایت رکھا۔ اور منافات ادنیٰ علاقے کے سبب ہے۔

اور لوح و قلم کے علوم علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حصہ ہونی کی وجہ یہ ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم بہت اقسام ہیں۔ کلیات و جزئیات اور حقائق
و دقائق اور عوارف و معارف کہ ذات و صفات اللہ سے متعلق ہیں اور لوح و قلم
کا علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتب علوم سے نہیں مگر ایک سطر اور آپ کے علوم
کے سمندر میں سے ایک نہر پھر یہ اس ہمہ اس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے صدف ہے۔

باب دوم

اعتراضات پہلے چند عقائد دیوبند ملاحظہ ہوں

① کسی انبیاء اولیاء امام شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ

غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی جناب میں
یہ عقیدہ نہ رکھے کہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۶)

② جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کوئی امام یا کوئی
بزرگ غیب کی بات جانتے ہیں سو وہ جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات اللہ
کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۷)

③ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان ص ۲۷)

④ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا
صریح شرک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۱)

⑤ اور جو یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کافر
ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۲)

⑥ اور جو یہ کہتے ہیں کہ علم غیب جمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا
عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ از گنگوہی ص ۳۲)

ان کے یہ عقائد وسائل کے ساتھ ان کی تفسیر بازی کے الفاظ بھی یاد رہنے لازمی ہیں
جبکہ ان کی اہمست نے گرفت کی توفیل کے جوابات دیئے جو درج ذیل ہیں ان دونوں
مبارک کاموں میں اہل انصاف کے جواب میں کہ دیوبندی اپنے ایک عقیدہ پر کیوں نہیں جم کے رہتے۔

مخالفین کی طرف سے پیش کردہ دلائل

گویا ان کے کہنے موجب علم غیب خواہ عطائی کیوں نہ ہو کا قائل کا فراؤ
مشرک ہے اور کفر و شرک کا فتویٰ کے لئے استدلال آیات یا احادیث متواترہ سے
ہوگا بنا بریں ان کے پیش کردہ دلائل کو غور سے دیکھیں اور چند قواعد یاد رکھیں۔

(۱) دیوبندی دہلی کی آیت پیش کردہ قطعی الدلالت ہو جس کے معنی میں چند
احتمال نہ نکل سکتے ہوں اور حدیث ہو تو متواتر (خبر احاد سے عقائد نہیں ثابت ہوتے)
(۲) اس آیت یا حدیث سے علم کے عطا کی نفی ہو کہ اللہ تعالیٰ فرمائے کہ میں نے ان کو
اس کا علم نہیں دیا یا حضور علیہ السلام خود فرمائیں کہ مجھ کو یہ علم نہیں دیا گیا۔

(۳) صرف کسی بات کا ظاہر نہ فرمانا کافی نہیں ممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کو علم
تو ہو لیکن مصلحت کے تحت ظاہر نہ کیا ہو اسی طرح حضور علیہ السلام کا فرمانا خدا ہی جانے
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا مجھے کیا معلوم وغیرہ کافی نہیں کہ یہ کلمات کبھی علم
ذاتی کی نفی اور مخاطب کو خاموش کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔

(۴) جس کے لئے نفی کی گئی ہو وہ واقعہ ہوا اور قیامت تک کا ہو ورنہ کل صفات
الہیہ اور بعد قیامت کے تمام واقعات کے علم کا ہم بھی دعویٰ نہیں کرتے۔

(جاء الحق از ازاۃ العیب ص ۴)

فقیر غفرلہ نہایت دثوق سے عرض کرتا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں علم
(۱) غیب کی نفی ہے وہاں کفار و مشرکین و منافقین کی وجہ سے ہے وہ
صرف اس وجہ سے کہ یہ لوگ نبوت کے دعویٰ کو سکر غیب کی باتیں پوچھتے اور

ادھر انکا عقیدہ تھا کہ جو بھی علم غیب جانے وہ ساحر اور کاہن ہے ادھر نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اپنے سحر و کلمات وغیرہ جیسے الزام کو دور کرنے کی کوششیں
کرتے بار بار ایسا ہوا کہ ہر شے کے علم کے باوجود پھر بھی اُس کے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف
سپرد کرتے۔

(۲) جب کفار و مشرکین کی تردید مقصود نہیں ہوتی تو وہاں پر علم غیب کا
اثبات فرمایا جیسا کہ آیات گذشتہ میں گذرا اور جب خالص صحابہ کرام سے موقع گفتگو
ہوا تو پھر کوئی کسر چھوڑی جیسا کہ تیسرے باب میں مفصل آتا ہے یہ مختصر تقریر ہے
اُسے تفصیل اور دلائل سے ”غیب فی القرآن“ میں لکھ دیا گیا۔

مندرجہ ذیل قواعد دیوبندیہ کے اعتراضات از آیات و احادیث وغیرہ
قواعد کے جوابات کے لئے اجمالی طور خوب مفید ثابت ہوں گے۔

(۱) نفی علوم کی آیات عموماً آیات مکیہ ہیں اور اثبات کی آیات اکثر مدنیہ ہیں
(۲) علوم کی نفی صرف کفار کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ تمام آیات منیفہ وہاں پر
ہیں جہاں کفار سے کوئی گفتگو ہو رہی ہوگی۔

(۳) علم کے ہوتے تب بھی مصلحت کے تحت نفی ارشاد سے علم کی نفی ہو سکتی
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے متعلق فرمایا: ”لا علم لنا“

یعنی قیامت میں جب اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے ان کی امتوں کا حال پوچھ گیا
تو وہ عرض کریں گے ہمیں کوئی علم نہیں حالانکہ انہیں علم ہو گا کہ وہ دنیہ میں ان کے
ساتھ کس طریقے سے پیش آئے۔ لیکن اس کے باوجود اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں اعلیٰ مصلحت
ہے جس کی تفصیل اسی آیت کے تحت آئے گی۔ ۴۔ کبھی تواضع و انکاری کے طور نفی ہوگی
۵۔ ذاتی علم کی نفی ہوگی۔

مخالفین کی پیش کردہ آیات

سوال | قل لا اقول لكم عندى خزائن الله

ولا اعلم الغيب ولا اقول لكم عندى خزائن الله و

لا اقول لكم انى ملك - ۱ سورہ انعام رکوع ۱۵

ترجمہ - "اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے

پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب جانتا

ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں" یہ آیت صراحتہ دلالت

کرتی ہے کہ نبی علیہ السلام غیب نہیں جانتے تھے۔

۱۰ مخالف کی ہر دلیل پیش کردہ کو اول و آخر دیکھ لیا کریں قطع

جواب | نظر دیگر دلائل کے وہی دلیل الٹا ہماری مؤید ہوگی۔ چنانچہ اسی آیت کو

سالم پڑھیں گے تو اس کے آگے یہ الفاظ موجود پائیں گے۔

ان اتبع الا ما یوحى الحق | میں نہیں تا بعداری کرتا مگر صرف

اس کی جو میری طرف وحی کیجاتی ہے۔

اب مطلب صاف ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات سے علم کی نفی فرما رہے ہیں

اس لیے کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ بھی ان جادو گروں سے ہیں بلکہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ

میں نبی برحق ہوں جو بات کہتا ہوں وہ وحی ربانی ہوتی ہے۔

۲ دوسرے کہ آیت کے سابق سے معلوم کر لیا کریں کہ یہ گفتگو کس سے ہو

رہی ہے چنانچہ آیت کے ماقبل کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کو مختلف طریقوں

سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلائل بیان فرما رہا ہے۔ یہاں بھی آپ کی نبوت کی دلیل ارشاد فرمائی کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان کو فرمائیے کہ نبوت کا دار و مدار وحی ربانی پر ہے چنانچہ میں بھی ہر بات وحی کے مطابق کہوں گا۔ تمہاری لالچنی باتوں کی مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

۳ آیت کا شان نزول بھی دیکھ لیا کریں کہ آیت کس واقعہ پر نازل ہوئی

اس آیت کا شان نزول یوں ہے کہ کفار کا طریقہ تھا کہ حضور در عالم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے طرح طرح کے سوالات کرتے تھے کبھی کہتے کہ آپ رسول مجاہد

تو ہمیں بہت سامان اور دولت دیجیے کہ ہم کسی کے محتاج نہ ہوں یا ہمارے لیے پہاڑ

کو سونا بنا دیجیے اور کبھی کہتے کہ ہمیں گزشتہ اور آئندہ کی خبر دیجیے۔ اور مستقبل

میں ہمیں کیا کیا پیش آئے گا تاکہ منافع حاصل کر لیں اور نقصان سے بچنے کے انتظام کریں

کبھی کہتے کہ ہمیں بتائیے کہ قیامت کب قائم ہوگی کبھی کہتے کہ آپ کیسے رسول

ہیں کہ آپ کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی اور نکاح بھی کرتے ہیں ان کی لالچنی باتوں

کا جواب دیا گیا کہ

اے کفار تمہاری یہ سب باتیں نہایت بے محل اور جاہلانہ ہیں کیونکہ جو

شخص کسی امر کا مدعی ہو اس سے وہی باتیں دریافت کی جاتی ہیں غیر متعلق

باتوں کا دریافت کرنا اور اس کے دعویٰ کے خلاف ان باتوں کو حجت

ٹھہرانا اتہاد رجحان کا جہل ہے۔

ان کے لیے قرآن مجید میں جواب دیا گیا کہ آپ ان کو فرمائیں کہ ان اشیاء کا میں نے

دعویٰ نہیں کیا بلکہ میرا دعویٰ کچھ اور ہے۔ باقی رہا کہ یہ چیزیں مجھے باذن بار تعالیٰ

حاصل ہیں یا نہیں۔ تو باب اول علم غیب کے اثبات میں کافی ہے اور کچھ باب

سوال: قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب

الا للہ (سورہ نمل ع ۵)

اے محبوب مدنی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے کہ آسمان وزمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی غیب نہیں جانتا۔

آیت میں حصر اور عموم ہے جو بنی علیہ السلام اور ملی جن فرشتے سب سے علم غیب کی نفی ہے۔

(۱) یہاں بھی وہی بات ہے کہ کفار کو سمجھایا جا رہا ہے کہ تم جن جواب کی پرستش کر رہے ہو وہ تو نہ کسی کو پیدا کر سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی دوسری قدرتیں رکھتے ہیں۔ چنانچہ سابقہ آیات ”اللہ خیر امالی شئ کون الخ“ سے یہ گفتگو چلی اور یہاں تک کفار کے اصرار کی کمزوریوں کو ظاہر کیا گیا آخر میں ان کے باطل عقیدہ کی تردید کی گئی کہ تمہارے یہ خیال کہ ہمارے معبود سب کچھ جانتے ہیں۔ غلط ہے بلکہ بطرح وہ سابقہ مضامین کے رُوسے دیگر قدرتوں سے خالی ہیں وہ علم کی نعمت سے بھی محروم ہیں۔ بلکہ ہر قسم کے علوم کا ذاتی طور میں ہی مالک ہوں اس آیت میں دینے اور نہ دینے کی کوئی بات نہیں۔ اپنے طور قیاس آرائی کو ناجزیم غلط (۲) خود قرآن نے آگے چل کر واضح کیا ہے کہ

وما من غائبة فی السماء والارض | یعنی آسمان وزمین میں کوئی چیز
الانی کتاب مبین۔ | مخفی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ
(سورہ نمل رکوع ۶) | ہو۔

اب لوح محفوظ کے متعلق (علوم کے) مختصر پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔
(۳) حصر سے مغالطہ کھانے والے غور کریں کہ ایک جگہ حصر آجانے سے

ثالث میں لکھی جائیں گی اور خزائن اللہ کا عطیہ بھی ملا جیسا کہ بحث اختیار میں چل کر عرض کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور فرشتے ہونے کی نفی صرف کافروں کے قول کی وجہ سے تھی کہ یہ کیے رسول میں کھاتے پیتے اور نکاح بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں رسول ہوں فرشتہ نہیں ہوں۔

(۴) وجہ بالاکے علاوہ مفسرین نے کئی جوابات دیے ہیں۔

(۱) ذاتی اور بالاستقلال کی نفی ہے۔ (نیشاپوری، انیم الریاض، روح البیان)

(۲) کس نفی، تو اھم اور اپنی عبودیت کا اقرار تاکہ لوگ وہ اعتقاد نہ کریں جو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کیا۔ (کبیر، خازن عرائس)

(۳) جمیع معلومات و مقدرات کی نفی ہے جس کے ہم بھی قائل ہیں۔ (کبیر، نیشاپوری)

(۴) دعویٰ کی نفی ہے یعنی میرا دعویٰ اختیار علم کا نہیں بلکہ نبوت کا دعویٰ ہے (نیشاپوری، کبیر، روح البیان)

عبارات و دیگر دلائل (غیب فی القرآن) میں دیکھئے۔

ف اقول میں قول بمعنی دعویٰ ہے اور اعلم الغیب کا عطف لا اقول پر ہے۔
ای لا ادعی اعلم الغیب۔ الخ۔

باقی جوابات فقیر کے کتاب ”احسن التحریر فی تفسیر دیورہ تفسیر“ میں بڑھئے۔

میں درج ہیں۔ میں اسکا ثبوت ہے۔

۳۴) آیت میں نفی ہے تو دوسرے آیات میں اثبات بھی اور بقاعدہ اذا لقارض النفي والاثبات فالاثبات اولیٰ، جب نفی اور اثبات میں معارضہ آجائے تو اثبات والی دلیل کو لینا اولیٰ ہے۔ اہل سنت کے مسلک کو ترجیح ہے۔

علاوہ وجوہ مذکورہ کے مفسرین نے فرمایا۔
 ذاتی اور بالاستقلال۔
 جمع معلومات الہیہ کی نفی ہے۔ تفسیر نیشاپوری۔ نیم الریاض۔ زرقانی
 شرح مواہب تفسیر انموزج۔ مارک۔ قتاوی نووی۔ قتاوی حدیثیہ وغیرہ
 ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما
 مسنى السوء (اعواف ع ۱۳)
 اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع
 حاصل کر لیا کرتا اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی۔

نہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم غیب کی خود نفی فرمائی ہے پھر تم بلا وجہ کیوں اثبات کے دیرے ہو۔

جواب | دو عبد القہار میں دس رکعتیں ہیں اور کچھ علم غیب المعروف مناظرہ عاشق رسول
لکھے ہیں۔ اجمالاً یہاں بھی لکھا جاتا ہے۔

جواب | دعب القہار میں منج کیے ہیں اور کچھ "علم غیب فی القرآن" میں لکھے ہیں۔ اجمالاً یہاں بھی لکھا جاتا ہے۔

۱۰ مزید فقیر کے کتاب احسن التحریر میں دیکھئے

<https://archive.org>

۱۰۰ مزید فقیر کے کتاب احسن التحریر میں دیکھئے

<https://archive.org>

① یہاں بھی وہی بات ہے کہ کفار کے چند غلط اعتراضات تھے مثلاً وہ کہتے کہ اگر آپ بنی برحق ہیں تو ہمارے کہنے کے مطابق ہماری دنیوی مصفات کو دفع کرو۔ ہم محتاج ہیں ہمیں غنی کر دو اور ہمارے فلاں اقارب قریب مرگ ہیں یا مر گئے انکو تندرست اور زندہ کر دو۔ ہمیں غیب کی باتیں بتاؤ کہ ہمیں کاروبار میں نفع ہو گا یا نقصان۔ مینہ کب برسے گا۔ فلاں مفقود الخیر کہاں ہے اور کب آئے گا۔ کوئی اونٹ کھوئے گئے پوچھتا کہ کہاں ہیں تفسیر کبیر میں تحت ہذا الآیہ لکھا ہے کہ

جب آپ غزوہ بنی مصطلق سے واپس لوٹے تو آپ نے رمانہ کا مدینہ میں مرنے کا بیان فرمایا اور پھر اپنی اونٹنی کی تلاش کا حکم بھی دیا اس پر عبداللہ بن ابی ریش المنافقین نے منکر کہا کہ مدینہ اتنا دور ہے اس کے واقعہ کی خبر تو دے رہے ہیں اور اونٹنی چار قدم ہوئی وہ نہیں معلوم کہ کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں جگہ فلاں درخت میں اونٹنی کی مہارنگی ہوئی ہے جاؤ لے آؤ۔ لوگ وہاں گئے تو اونٹنی موجود تھی۔

اس پر یہ آیت اتری۔

چنانچہ آیت کے ماقبل میں کفار کی مختلف باتوں کی تردید بھی شاہد ہے اور پھر انا الانذیر الخ فرائد کفار کو فرمایا کہ تم لایعنی باتوں کو چھوڑ دو۔ میرے دعویٰ کو دیکھو۔ کہ میں تمہیں غیب منوانے نہیں آیا بلکہ میرا کام توحید و رسالت کا اتنا ہے باقی تمہارے یہ سوال یہ نبوت و رسالت کے اقرار کے بعد خود حل ہو جائیں گے اور بحمدہ تعالیٰ یہ تمام باتیں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں

کو کر کے دکھلائیں جو اپنے اپنے مقامات پر ثابت ہیں۔

② علم غیب کی نفی مشروط بدو شرط ہے۔

① خیر کثیر

② مس سور۔ یعنی مجھے علم غیب نہیں کیونکہ مجھے خیر کثیر حاصل نہیں اور دوسرے مجھے دکھ بھی پہونچے۔

بقاعدہ: اذافات الشرطات المشروط، جب شرط ختم ہو جائے تو شرط بھی ختم ہو جاتا ہے۔

آیت میں نفی غیب کا علم ہے شرط اور خیر کثیر نہ ہونا اور دکھ نہ پہونچنا مشروط ہے۔

قرآن کریم نے مشروط یعنی خیر کثیر کی نفی کو اثبات سے بدل دیا۔
لما قال "انا اعطيتك الكوثر"۔

جمہور مفسرین نے الکوثر سے مراد خیر کثیر لی ہے (کبیر، روح المعانی وغیرہ) بلکہ تیسرے پارہ میں یوں فرمایا۔

من یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا۔

جسے حکمت دی جاتی ہے اسے خیر کثیر بھی دی جاتی ہے۔

اور ہمارے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف حکمت نہیں دیے گئے بلکہ آپ کو حکمت کا معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

لما قال تعالیٰ: یعلمہم الکتاب والحکمة۔

بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب و حکمت کے معلم ہیں۔

جب خیر کثیر کی نفی اثبات سے تبدیل ہوئی تو نفی علم غیب بھی اثبات سے

تبدیل ہو اور نہ قرآن کا ابطال لازم آتا ہے یہ قاعدہ نہ صرف عقلی ہے بلکہ آیات قرآنیہ ثبوت علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت موجود بھی ہیں۔

(۳) لو کہ قاعدہ ہے کہ مستقبل کو ماضی سے تبدیل کرتا ہے۔ (کہا ہو معلوم للنخاة والدغویین والبیانیین) اب مطلب یہ ہوا کہ اگرچہ زمانہ ماضی میں نفی علم غیب ہے۔ مستقبل اور نزول آیت کے وقت سے نفی نہیں ہوتی جیسا کہ شان نزول کے واقعہ میں بیان ہو چکا ہے کہ آپؐ غیبی خبریں بیان بھی فرمائیں۔

ہماری سلف صالحین بھی اس آیت کے منکرین علم غیب کو تین جواب دے رہے ہیں۔

- (۱) تواضعاً وانساراً اظہاراً للعبودیت فرمایا۔
 - (۲) جمیع معلومات الہیہ کی نفی
 - (۳) ذاتی علم کی نفی ہے۔ (خازن، حاشیہ جلالین، جیل، صاوی نسیم الریاض، کبیر، شرح مواقف۔ روح البیان وغیرہ)
- سوال | وعنده مفاتیح الغیب | اسی کے پاس ہی ہیں غیب کی کنجیاں
لا یعلمها الا اللہ | انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جب غیب کی کنجیاں ہی اس کے ہاں محفوظ ہیں پھر تمہارے دعاوی کہانتک سچ اور پھر حصر کے ساتھ کہ سوائے اس کے کسی کو معلوم نہیں۔

جواب (۱) مناظرہ کے فن کا قاعدہ ہے کہ دعویٰ کے مطابق دلیل ہونی چاہیے۔ دیوبندیوں کا دعویٰ تو نفی علم غیب کی ہے اور دلیل

ہے نفی کنجیوں کی۔ کیونکہ ہا کا مرجع مضاف الیہ مفاتیح ہے نہ کہ غیب۔
(۲) کنجیوں کی نفی سے علم غیب کی نفی نہیں ہو سکتی کیونکہ خزانہ کے مالک کا طریقہ ہوتا ہے کہ خزانہ سے عطا عام کر کے کنجیاں اپنے پاس رکھتا ہے۔
(۳) غیب کی کنجیوں سے مراد مکتوبی امور ہیں کیونکہ کنجی کا کام بھی یہی ہے کہ اندر کی چیز باہر اور باہر کی اندر کر دینا۔

کہا قال صاحب روح البیان: وقلم تصویرہا الذی ہو مفتاح یفتح بہ باب علم تکوینہا علی صور تھا الخ
ان چیزوں کے نقش باندھنے کا قلم جو ایسی کنجی ہے جس سے ان چیزوں کے پیدائش کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے نہ کہ نبی علیہ السلام کا۔

(۴) حصر علم کے لئے ہے نہ کہ اعلام کے لئے اصول کا قاعدہ ہے کہ نص میں جس شے کا ذکر نہ ہوا اسے اپنے قیاس سے شامل نہ کیا جائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے نہ دینے کا ذکر نہیں فرمایا۔ دیوبندیوں کو کس نے اجازت دی ہے کہ وہ اپنے قیاس سے اسے شامل کریں۔

(۵) یہاں بھی وہی کفار کی تردید مقصود ہے اور پھر مومنوں کے لئے آگے فرمایا ولا حجة فی ظلمت الارض ولا مطلب ولا یابس الا فی کتاب مبین
اس میں اشارہ ہے کہ کنجیاں میرے پاس ہیں لیکن دینے سے مجھے رکاوٹ بھی نہیں جبکہ میں نے ان کے کھولنے کی خبر دی ہے۔ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً

۶ مفسرین نے بھی اس کے متعلق جواب لکھے۔

۱ جمیع معلومات کا جاننا

۲ چیزوں کے پیدا کرنے کی قدرت

۳ ابتدا ان کے متعلق معلومات رکھنا

۴ ذاتی اور بالاستقلال کی نفی، اکبر، خازن، روح البیان، عرائس البیان

۵ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات کے ہر قسم کی کنجیاں دی گئی ہیں جیسا کہ مسئلہ اختیار میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

سوال: یوم یجمع اللہ المومنین فیقول ماذا اجبتہم قالوا لا علم لنا انک علام الغیوب

جس دن اللہ تعالیٰ رسول علیہم السلام کو جمع فرما کر کہیگا کہ کفار سے تم کو کیا جواب

کہیں گے ہمیں کوئی علم نہیں ہے شک

تو ہی غیب کو خوب جاننے والا ہے۔

انبیاء علیہم السلام سب مل جل کر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کوئی علم نہیں اب تمہارا

دعویٰ علوم کلینہ کا خود بخود باطل۔

۱ اثبات کو نفی بنانا جہالت کا ثبوت دینا ہے قیامت کی

جواب: بات کو اب فرمایا جا رہا ہے کہ ایسے ایسے بات ہوگی جو ذات کل کی بات

آج بتائے اسے بھی لا علم کہنا عجیب منطقی ہے۔

۲ اللہ تعالیٰ جمیع علوم کو جاننے کے باوجود پھر بھی پوچھتا ہے کہ ماذا اجبتہم

اللہ تعالیٰ علیم ہو کر سوال کر رہا ہے تو اس کے علم پر اعتراض نہیں ہوتا اسی طرح

انبیاء علیہم السلام کا عالم ہو کر بنا بر مصلحت جواب میں لا علم لنا کہہ رہے تھے تو بھی اعتراض

نہ ہونا چاہیے۔

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۳ کیا انبیاء علیہم السلام کو معلوم نہیں تھا کہ قوم نوح نے کیا جواب دیا اور عا

۴ و نوح اور قوم لوط کے کیا کیا جواب تھے۔ نمرود و فرعون و ہامان اور ابو جہل وغیرہم نے

کیا کیا لیکن بات لا علم لنا کہہ رہے ہیں اس میں یا تو ان کا جھوٹ ثابت ہوتا ہے

اور جھوٹ سے وہ معصوم یا اس میں کوئی مصلحت ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوال میں

مصلحت ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے جواب میں بھی مصلحت ہے۔

۵ علم کے ہوتے نفی کر دینا اس میں ہماری تائید ہے جیسا کہ اصول میں

ہم لکھ چکے۔

۶ عبودیت کا اظہار کہ جب بڑا عالم چھوٹے سے پوچھے کہ رضو، میں اگر

دن کا سح رہ جائے تو کیا وضو ہو جائے گا تو چھوٹا آدمی علم کے باوجود اپنی انکساری

کے تحت بڑے عالم کو کہے کا حضور آپ زیادہ جانتے ہیں اسی طرح یہاں ہے۔

مفسرین کرام نے بھی جواب دیے۔

۱ ہمارا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے نہ ہونے کے برابر ہے فلہذا

سوال سنکر لا علم لنا کہہ دیا۔

۲ ادب کی بنا پر لا علم لنا کہہ دیا۔

۳ قیامت میں عدل و انصاف کی بات ہوگی اگر انبیاء علیہم السلام ہر امت

پر شہادت دے دیتے تھے تو ان پر سزا لازم ہو جاتی انبیاء علیہم السلام امت

کا معاملہ کریم کی کریم کے سپرد کر کے لا علم لنا کہہ دیا۔

باقی جوابات "غیب فی القرآن" میں دیکھئے۔

سوال: و ما ادری ما یفعل ولا یفعلکم ۛ مجھے کیا پتہ کہ میرا اور تمہارے لئے کیا ہوگا

جب وہ اپنے خاتمہ سے بھی بے خبر ہیں اور دوسروں سے بھی بیزاری کا اظہار

فرماتے ہیں پھر علم کلی ثابت کرنا کہاں کا انصاف ہے۔

۱) وہی بات جو پہلے ہو ہی تھی دوبارہ آگئی وہ یہ کہ دعویٰ کے مطابق جواب دلیل پوری نہیں دعویٰ تو علم کی نفی کا ہے اور دعویٰ میں درایت کا دعویٰ تحقیق مع نظائر و امثال ”غیب فی القرآن“ میں ہے۔ یہاں پر اتنا یاد ہے کہ روایت بمعنی اپنے قیاس اور اسکل و پچوسے کسی کے بتائے بغیر کسی شے کو جاننے کی کوشش کرنا اور ہم اپنے عقائد میں کہہ چکے کہ بنی علیہ السلام کا علم ایک برابر بھی بغیر بتائے اللہ تعالیٰ کے ماننا کفر ہے چنانچہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود وضاحت فرمادی ہے مخالف نے آگے کے الفاظ چھوڑ دیے۔ ان اتباع الاما یوحیٰ لکئی (میں اسکی تابعداری کرتا ہوں جسکی پھر وحی کی جاتی ہے)۔

۲) یہ آیت منسوخ ہے ناسخ انا فتحنا لک فتحا مبینا الخ ہے۔

۱) کا قال ملا عبد الرحمن فی رسالۃ الناسخ والمنسوخ۔ ۲) خازن

۳) حاشیہ جلالین ۴) کبیر ۵) درنثار

۶) ابو السعود وغیرہ

۳) بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن تمام امتیوں کے بہشتی و دوزخی ہونے کی خبر دی۔ جس کے لئے باب ثالث میں چند احادیث نقل کی جائیں گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

سوال خبر میں نسخ نہیں ہوتا۔

جواب خبر میں نسخ جائز ہے جیسا کہ قرآن میں بھی اس کے نظائر موجود ہیں مثلاً قال اللہ تعالیٰ: ان تبدوا ما فی انفسکم الخ لیکلف اللہ نفساً الا وسعها من نسخ۔

اس کے متعلق مزید تحقیق فقیر کتاب ”الناسخ والمنسوخ“ میں دیکھیے۔ سوال لا تعلمہم نحن نعلمہم ۱۰ تو انہیں نہیں جانتا میں ہی انہیں جانتا ہوں منافقین جو کہ ہر وقت ساتھ رہتے تھے ان کے متعلق بھی معلومات نہیں تھے چہ جائیکہ علم کلی۔

۱) یہی خیال تو منافقین کا تھا کہ ہم باوجودیکہ ساتھ رہتے ہیں لیکن جواب سہارا انہیں کوئی علم نہیں لیکن بوجہ مصلحت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باتیں سن کر غیبی باتیں تو بتا دیتے لیکن ان کو علیحدہ رہنے کا حکم نہ دیتے جب تک ان کو علیحدہ رہنے کا حکم نازل نہ ہوا۔

۲) لتعرفہم فی لحن القول (سورہ محمد رکوع ۳) آپ ان کی بات سننے انکو جان لیتے ہیں۔ جبل حاشیہ جلالین میں ہے۔

فکان بعد ذالک لا یتکلم عناق عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا عوفہ ویستبدل علی فساد باطنہ ونفاقہ ”اس آیت کے بعد کوئی منافق حضور علیہ وسلم کے ہاں کلام نہ کرتا مگر آپ اس کو پہچان لیتے اور اُس کے اندرونی فساد اور اُس کی منافقت پر دلیل پکڑتے۔“ جب ان کو علیحدہ کرنے کا حکم ہوا تو مجلس میں بیٹھے ہوئے ہر ایک مرد اور عورت کا نام لے لے کر اٹھا دیا جیسا کہ عینی شرح بخاری ج ۲۲ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة فقال اخرج یا فلان فرمایا اے فلان نکل جا اس لئے کہ تو منافق فانک منافق فخرج منها ناساً حضور علیہ وسلم نے جمعہ کا خطبہ دیا اس میں ہے اس میں بہت سے آدمیوں کو آپ

۱ نے نکال دیا۔

تفسیر صادی ص ۱۰۷ شرح شفا اللہ علی قاری ص ۲۴ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

”جن منافقوں کو حضور علیہ السلام نے نکالا تھا ان کی تعداد اس وقت ۴۰۰
”چار سو ستر“ تھی جن میں سے تین سومرد اور ایک سو ستر عورتیں تھیں۔“

۳ جب کسی پر غصہ کیا جاتا ہے اور کوئی اس کی سفارش کرنے لگے تو غصہ والا
کہتا ہے کہ اس خبیث کو تو نہیں جانتا اس کی خیانت مجھے معلوم ہے حالانکہ اس کی
نالائقی سے ہر ایک واقف ہوتا ہے چونکہ منافقین کے بارہ میں سخت سزائیں
بیان کی جا رہی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے رحم کھاتے۔ اللہ تعالیٰ
نے ان کے لیے فرمایا۔ چنانچہ اگلا ٹکڑا اسی تقریر کا قرینہ ہے۔

سنعذبهم موتین

۴ لا تعلمهم الخ لتعرفنهم فی لمن القول سے پہلے اتری ہے (حاشیہ)
جدا لین از جبل تحت ہذا الآیۃ

سوال منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقص
علیک۔

بعض انبیاء علیہم السلام میں سے وہ ہیں جن کا قصہ ہم نے کر دیا بعض وہ
ہیں جن کا قصہ ہم نے نہیں کیا۔

جب انبیاء علیہم السلام کے واقعات کی بھی خبر نہیں تو پھر عالم کلی کہاں رہا۔

۱ جواب دعویٰ دلیل مطابق نہیں آیت میں قصہ کی نفی ہے تمہارا دعویٰ
علم کی نفی میں ہے۔

۲ دوسری جگہ فرمایا۔ اور سب کچھ ہم آپ کو رسولوں کی خبریں
و کلا نقص علیک من انباء

الرسول

جب قرآن نے خود گواہی دیدی تو تم بلاوجہ کیوں عیب تلاش کرتے ہو۔

۳ قرآن میں اگرچہ تفصیلی طور ذکر نہیں لیکن اجمال تو اپنی جگہ ثابت ہے۔
کما قال اللہ تعالیٰ ونزلنا علیک نبیان لکل شئی۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاة شرح مشکوٰۃ ص ۵۰ میں فرماتے ہیں۔

هذا الامتیاز فی قوله تعالیٰ منهم من لم نقص علیک لان النقص
هو التفصیل والثابت هو الاجمال۔

یعنی منہم من لم نقص ہم سے خلافت نہیں کیونکہ آیت میں تفصیل کی نفی
ہے باقی رہا اجمال وہ تو اپنی جگہ ثابت ہے۔

۴ بہت سے مسائل قرآن میں اجمالی ہیں لیکن تفصیل احادیث میں ہے جس
طرح قصص قرآن میں اجمال ہے اور احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

شب اسرار حضور علیہ السلام نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی اور ہم کلام
بھی ہوئے۔

مفسرین کے اقوال ”غیب فی القرآن“ میں درج کئے گئے۔

بیوالب ویسئلونک عن الروح آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں

قل الروح من امر ربی وما ایتکم

من العلم الا قلیلا۔ آپ فرمائیے روح میرا سر ہے اور تم
اس کا تھوڑا سا علم دیتے گئے ہو۔

جب روح کے علم سے بھی بے خبر تھے تو علوم کلیہ کا اثبات بے محل ہے۔

۵۔ مفسرین اور سلف صالحین نے اثبات میں ارشادات تحریر فرمائے ہیں۔

۱۔ احیاء العلوم للغزالی

۲۔ مدارج النبوة للشیخ عبدالحق ص ۲۴

۳۔ تفسیر خازن تحت ہذا الآیۃ

۴۔ روح البیان ۵۵۔ مدارج ۶۔ صادی وغیرہ وغیرہ

عیارات و مزید تحقیق "غیب فی القرآن" اور فقیر کے رسالہ "مختصر فی تحقیق الروح" میں ہے

سوال: وما علمناہ الشعور وما ینبغی لہ | اور نہ ہم نے ان کو شعر سکھایا اور نہ ہی ان کے لائق ہے۔

جب آپ کو شعر کی تعلیم نہیں دی گئی تو پھر علم کلی کا دعویٰ کیا۔

جواب: مخالفین یہ تو مانیں گے کہ یہ آیت کفار کے کسی طعنہ کے جواب میں بیان کی گئی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کفار آپ کو کیا کہتے ہیں جبکہ اس آیت میں جواب دیا جا رہا ہے وہ کہتے

انہم کانوا اذا قیل لہم لا الہ الا اللہ یستکبرون ویقولون انا لتارکوا آلہتنا لشاعر مجنون

جب ان لوگوں (کفار) کو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا ہم ایک شاعر کے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔

دیکھئے اس آیت میں کفار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر قرار دیا ہے۔ اور اس وقت کی شاعری بام مروج پر تھی اسی لئے وہ اپنے آپ کو ادب

۱۔ سائل کفار ہیں اور کفار کی استعداد اس کی حامل نہیں تھی کیونکہ

جواب: یہ ایک باریک سسہ ہے جب انکو اسکی اہلیت ہی نہ تھی تو جواب میں اس کی استعداد وما اوتیتہم من العلم الا قلیلا کو ظاہر کیا گیا جیسے چاند کے متعلق انہوں نے پوچھا کہ یہ گھٹنا بڑھتا کیوں ہے تو جواب تو گھٹنے بڑھنے کے متعلق دینا چاہیئے تھا لیکن نہیں بلکہ ان کی استعداد کے متعلق فرمایا۔ قل ھی مواقیئ للناس والجمیع اس سے کوئی بھی نہیں کہے گا کہ نبی علیہ السلام کو چاند کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق کوئی علم نہیں تھا۔ اسی طرح یہاں سمجھیے باقی راہی علیہ السلام کو علم تھا یا نہ وہ من امور ربی میں ثابت کیا گیا۔

۲۔ من امور ربی میں بتعریفہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے عالم امر سے ایک امر روح بھی ہے جیسا کہ کتب تفاسیر و کتب تصوف کے پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ عالم ہرگز سے ایک عالم امر بھی ہے جو العالمین کے افراد سے ایک فرد ہے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمطابق: وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ بلا تخصیص ہر عالم کے لئے آپ رحمت ہیں۔ اب فیصلہ خود فرمائیے کہ اگر رحمت عالم کو عالم امر و روح کا علم نہیں تو پھر اس کے لئے رحمت کیسی۔

۳۔ شب معراج تمام عوالم سے گذر ہوا عالم عناصر اور عالم طبیعت اور عالم ارواح سے گذر کر کے عالم امر کے طے کرتے ہوئے وہاں پہنچے جہاں وہاں نہیں عالم امر سے گذرنے والے کو بے خبر بنانا نشان نبوت سے جہالت کا ثبوت دینا ہے

۴۔ حقیقہ محمدیہ علی صاحبہا التیمۃ تمام حقائق کی اصل الاصول ہے اور اصل کو اپنے فروع کا علم ضروری ہے۔ امپر مستقل بحت "حاضر و ناظر" مسئلہ نور میں آئے گی اللہ تعالیٰ۔

ان ہوا الذکر وقرآن مجید | یعنی میرے محبوب کا کلام ذکر اور قرآن
مبین ہے۔

باقی رہا عرفی شعروہ تو آپ کہہ بھی دیتے تھے۔

کما هو معلوم لقاری کتب السیر و شعروہ صلی اللہ علیہ وسلم مشہور
انا البنی لا کذب | انا ابن عبد المطلب

وغیرہ وغیرہ۔ اگر شعر سے یہی شعر گوئی مراد ہو تو پھر تو قرآن کو غلط قرار دینا پڑ گیا جبکہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی شعر کہہ بن دیتے تھے اور غلط و صحیح کا امتیاز بھی
فرماتے۔ اسکی تفصیل فقیر کی کتاب "نعت خوانی پر انعام" میں پڑھئے کر بڑے بڑے شاعر کے
کلام کی تصحیح بھی فرمائی اور انعام بھی بخشا۔

اسی لئے یقیناً آپ کو شعر کا علم بھی اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوا کیوں نہ ہو جو
حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم اولیٰ و آخرین
تعلیم فرمائے گئے جن سے کشف حقائق ہوتا اور آپ کے علوم واقعی نفس الامری ہیں
کذب شعری نہیں جو حقیقت میں جہل ہے وہ آپ کی شان کے لائق نہیں جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا يَنْبَغِي لَهُ | اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ
کا دامن اس سے پاک ہے۔

اس شعر میں بھی کلام موزوں کے جاننے اور اس کے صحیح و سقیم و جید و ردی
کو پہچاننے کی نفی نہیں ہے۔

اسی لئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریعت میں طعن کرنے

ناطق اور دوسرے لوگوں کو عجم (گوٹکا) تصور کرتے۔ انہوں نے شاعر کہا ہے تو
کس بناء پر یہ ایک فلسفہ ہے جو ذی شعور لوگوں کے سوا کسی کو سمجھ نہیں آئیگا،
قرآن کی عبارت نظم تو ہے نہیں حالانکہ عرف میں شاعر اُسے کہتے ہیں
جو اپنا کلام نظم میں پیش کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنا کلام
خواہ قرآن ہو یا غیر قرآن کبھی شعر میں نہیں کہا (الانادر) تو اب لامحالہ ماننا
پڑے گا کہ شعر گوئی سے کچھ اور مراد ہے اور وہ کیا ہے اس کو بھی قرآن نے بیان
فرمایا کفار حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام الہی سنکر کہتے
ان ہی الاساطیر الاولین | یہ قرآن نہیں ہے مگر پہلے لوگوں کے
جھوٹے قصے۔

اور وہ کہتے۔

افتری علی اللہ کذابا | کیا وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افترا کر
بہ جنت۔

ان دو آیتوں سے ثابت ہوا کہ وہ لوگ شعر سے جھوٹ مراد لیتے تھے ورنہ
عقلاً بھی اور روایت بھی مذکورہ آیات کی کھلی تردید ہو جائے گی اور وہابیہ و دیوبندیہ
سے تو کہتے ہوتے ہیں انہیں بڑی کتابوں کا مطالعہ نصیب نہیں تو کم از کم منطق کے
جھوٹے رسالے دیکھ لیں کہ انہوں نے شعر سے کیا مراد لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں
الشعر هو المؤلف من المقدمات | شعروہ ہے جو جھوٹے مقدمات سے
الکاذبة مرکب ہوا

اب معنی یہ ہوا کہ ہم نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹی باتیں نہیں سکھائیں
اور نہ ہی جھوٹ ان کے لائق۔ چنانچہ آیت کا دوسرا جزو اس کی تقریر کرتا ہے وہ یہ کہ

والوں کے لئے یہ آیت ہرگز سند نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا۔

وَيَقُولُونَ إِنَّا لَنَأْتِيَنَّكَ الْهَيْئَةَ نَكْسَأُ بِمُجْتَنُونَ مَبْل
ترجمہ: اور کہتے تھے کہ ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے بلکہ وہ تو حق لائے اور انہوں نے (پتار ۵ سورۃ الصفۃ) رسولوں کی تصدیق کی۔

فائدہ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ کفار کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاعر کہنا مراد کذب ہے۔
جواب: وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ میں شعر گوئی کے ملکہ کی نفی ہے اور یہ عیب نہیں کہوں گے

کہتے مروج قواری کے جاننے والے فن شعرا کے ماہر ایسے ہیں کہ وزن شعر کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں شعر کے مروی و حید میں قیصر نہ ہو۔ فن کے قواعد و مصطلحات سے بے خبر ہوں۔ ہاں شعر گوئی کا ملکہ نہیں علم سے بہت مرتبہ ملکہ مراد ہوتا ہے روزمرہ کے محاورے ہیں مثلاً ہم کہتے ہیں کہ فلاں عالم نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ املا یا رسم الخط یا حروف کی صورت و ہیئت اور قواعد کی انکسیر نہیں۔ سب کچھ جانتا ہے لیکن لکھنے کا ملکہ نہیں اسی طرح یہاں مراد علم ملکہ ہے۔ کچھ محاورات پر ہی منحصر نہیں بلکہ ہر ملک اور ہر زبان میں علم معنی ملکہ بکثرت مستعمل ہے اور یہاں بھی ملکہ کی نفی مراد ہے چنانچہ ایک قاعدہ سے ثابت ہوتا ہے وہ کہ علم تعلیم کے بعد کوئی صنعت واقع ہو تو وہاں تعلیم سے مراد ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے لئے فرمایا۔

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ ترجمہ: اور سکھایا ہم نے اسے تمہارا

لَتَخَصَّ بِكُمْ مِّنْ مَّا سَأَلْتُمْ فَهَلْ
اَنْتُمْ شَاكِرُونَ۔
پہنا دانا نا کہ نہیں آج سے بچائے
تو کیا تم شکر کرو گے۔

پتار ۵ سورہ انبیاء

اس قاعدہ سے واضح ہو گیا کہ علم کے معنی ملکہ کے ہیں۔

اسی طرح آیت وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ سے بھی علم کے مراد ملکہ ہے اور ملکہ ہی کی نفی ہے۔ نہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا علم نہیں پھر کیونکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حید و مروی اور موزوں اور غیر موزوں میں امتیاز فرماتے تھے۔

جواب: علم شعر کی نفی آج تک کسی شاعر نے نہیں کی چونکہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان کے لائق نہیں ہے اس لئے حضور و انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق انشاء صادر نہیں ہوا۔ ہر بشری محال آپ کے علم جامع کے تحت ہے اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

ہر فصیح و بلیغ اور شاعر و اشعار و ہر قبیہ کو ان لغات اور انہی عبارات میں جواب دیتے تھے اور کاتبوں کو علم خط اور اہل حرفت کو ان کی تعلیم فرماتے تھے جیسا کہ فن میرت کے مؤلفین کو معلوم ہے۔

جواب: اس ملکہ کی نفی کی بات بھی تب ہے جب آپ اہل مکہ کے ہاں تھے جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دوسرے علوم کی طرح اس ملکہ کو بھی بوقت ضرورت استعمال فرمایا اور یہ آیت بالاتفاق مکیہ ہے جیسا کہ اصول اسلام سے ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم اور امور شریعہ و تدبیر ہی ہیں وقت سے پہلے کسی علم کو برکت ظاہر نہ کرنا علمی کو دلیل نہیں مثلاً آپ نے ایک دفعہ فرمایا، لَا تَفْضَلُونِي عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى بَحْرِي يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِرَفِيعَتِهِ نَدُو۔ یہاں آپ نے یونس علیہ السلام پر فضیلت دینے سے روک دیا حالانکہ آپ محمد انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اس کا محدثین نے یہی جواب دیا ہے کہ فضیلت کی نفی وقت سے پہلے ہے۔

سوال: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے عربی کے اور کسی بولی کو نہیں جانتے (اسی لئے

دیوبندیوں نے حضور علیہ السلام پر بہتان تراشا کہ آپ نے اردو علمائے دیوبند سے سیکھی۔ (معاذ اللہ) براہین قاطعہ (اولیٰ غفرلہ)

جواب قرآن مجید میں ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا
بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ - ترجمہ: ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ اُن سے کھوسے۔

(پاٹ ۱۔ سورہ ابراہیم) بیان کر دیں۔

فائدہ: اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کُل کائنات کے ذرہ ذرہ کے نبی و رسول ہیں اس عقیدہ کے مطابق اس آیت شریفہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہر رسول کو اپنی قوم کی زبان کا علم ہوتا تھا۔ اسی سے نتیجہ نکلا کہ ہمارے نبی علیہ السلام اپنی امت کا علم عطا فرما دیا ہے۔

جملہ کائنات کے نبی صلی علیہ وسلم: اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام جملہ

کائنات کے رسول ہیں اس کی تائید ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا حَافَّةً لِّلنَّاسِ
بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (پاٹ ۱۷۔ سورہ سبأ)

ترجمہ: (یا رسول اللہ) ہم نے آپ کو ساری کائنات کے انسانوں کے لئے رسول و بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی
کے ہر فرد کی بولی جانتے ہیں چنانچہ صاحب تفسیر جمل اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں

وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قوم سے

کَانَ يَخَاطَبُ كُلَّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ
(تفسیر جمل جلد ۲ ص ۵۱۲)

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق کی زبانوں کا علم ہے۔ چنانچہ نسیم الریاض شرح شفا شریف جلد اول میں علامہ خجائی فرماتے ہیں
انہ صلی اللہ علیہ وسلم لجميع ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ حضور صلی اللہ
الناس علمہ جميع اللغات۔ علیہ وآلہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا

(نسیم الریاض جلد ۲ ص ۳۸۷) تو اللہ تعالیٰ نے تمام زبانیں بھی سکھادیں۔

ثابت ہو گیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی زبانوں
عبدہ لیسكون للعلمین نذیرا قرآن نازل کیا تاکہ ہوں جملہ عالمین کے
نذیر (نبی)

حدیث شریف میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً (مسلم) میں تمام مخلوق کا رسول ہوں (رواہ مسلم و بخاری)
فائدہ ثابت ہوا کہ حضور آقا و جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری دنیا کے رسول و
بشیر و نذیر ہیں پہلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی خاص قوم کے رسول بنا کر بھیجے
جاتے تھے لیکن سرور کائنات کے لئے کسی قوم کی قید نہیں بلکہ جملہ عالم کے رسول ہیں۔

جو ذات کہ ساری کائنات کے رسول اور بشیر اور نذیر ہوں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر قوم کی زبانوں کا علم ہے ورنہ یہی ثابت ہو گا کہ رسالت مآب

کی رسالت کل عالمین ہونے کو تسلیم نہیں کرتے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام زبانوں
کا علم ہے تو جو سید المرسلین ہیں ان کو تمام زبانوں کا علم نہیں (حالانکہ آدم علیہ السلام
کو وہ جملہ لغات حضور علیہ السلام کے طفیل نصیب ہوئیں۔ (تفصیل تفسیر اویسی میں دیکھئے)

بولی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: حدیث شریف میں ہے۔

فَأَصْبَحَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ يَتَكَلَّمُ
بِلِسَانِ الْقَوْمِ الَّذِي بَعَثَ فِيهِمْ
الْمُحْصَنُ الْأَكْبَرُ لِحِزْزِ الثَّانِي وَ
حُجَّةَ اللَّهِ عَلَى الْعَالَمِينَ۔

ترجمہ: ان صحابیوں نے صبح کی تو ہر صحابی جس قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اسی قوم کی زبان میں کلام کرنے لگا۔

اصل واقعہ: ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں جعفر بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار صحابیوں کو قیصر۔ کسریٰ مقوقس اور نجاشی کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔ ان صحابیوں نے صبح کی تو جس صحابی کو جس قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر پاک سے اُن صحابہ کو وہ زبانیں آگئیں حالانکہ وہ صحابی اپنی زبان کے علاوہ اور کسی زبان کو نہیں جانتے تھے۔

فائدہ ثابت: ہوا کہ مالک کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ فیض سے امتیوں کو بغیر سیکھنے کے دوسری زبانیں آجائیں اور خود انہیں عربی کے علاوہ اور کوئی زبان نہ آئے۔ سبحان اللہ یہ امتی ہیں کہ خود جاہل ہیں تو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے خبر بلکہ اُردو کا خود کو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استاذ بناتے ہیں۔

(إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)۔

آج بھی پہلے سے بڑھ کر: در رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری ہر ملک اور ہر علاقہ کے مسلمانوں کو نصیب ہو رہی ہے اور بوقت حاضری ہر عاشق اپنی بولی میں بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے معروضات پیش کر رہا ہے ہمیں معلوم نہیں یہ کون ہے کیا کہہ رہا ہے آج بھی جالی مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر یہ نظارہ دیکھا جاسکتا ہے لیکن حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر امتی کا نام بھی جانتے

ہیں اور کام بھی اور اس کی نہ صرف زبان (بولی) بلکہ اس کا ایمان بھی جانتے ہیں اگر کسی احمق کا عقیدہ نہیں تو پھر وہ ہزاروں روپے خرچ کر کے اتنا دُور کیوں جاتا ہے اور جن کا عقیدہ نہیں ہے وہ (بجلی دہانی) سرے سے حاضری ہی نہیں دیتے اگر حاضر ہوتے بھی ہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے ہی نہیں یہ دولت صرف اور اہلسنت کے عقیدہ والوں کو نصیب ہے۔

دل کی گہرائیوں کو جانتے ہیں: بلکہ ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ ہے کہ بوقت حاضری یہ تصور ہو کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری دل کی گہرائیوں کو بھی نہ صرف جان رہے ہیں بلکہ دیکھ بھی رہے ہیں۔ چنانچہ علامہ قسطلانی آداب زیارت میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَيَنْبَغِي أَنْ يَقِفَ عِنْدَ مُحَاذَاةِ الْعَبَةِ
أَذْرَعُ وَيَلْزِمُ الْأَدَبَ وَالْخُشُوعَ
وَالْقَوَاعِظُ غَاثُ الْبَصْرِ فِي مَقَامِ
الْمُهَيْبَةِ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ فِي حَالِ
حَيَاتِهِ إِذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ
وَحَيَاتِهِ فِي مَشَاهِدَتِهِ لِامْتِنَانِهِ
وَمَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ
وَعِزَّتِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ ذَلِكَ
عِنْدَهُ جَلِيٌّ لَا خَفَاءَ بِهِ۔ فَانْقَلَبَتْ
هَذِهِ الصِّفَاتُ مَخْصَصَةً بِاللَّهِ
تَعَالَى فَالْجَوَابُ أَنْ مَنْ انْقَلَبَ إِلَى

چاہئے کہ زیارت کرنے والا قبر شریف سے چار ہاتھ پر سامنے کھڑا ہووے اور ادب و خشوع و تواضع کو لازم پکڑے اور مقام ہیبت میں آنکھیں بند کر لے جیسا کہ حضور کی حیات شریف میں کیا جاتا تھا اپنی امت کے مشاہدے اور ان کے احوال و نیات و عزائم و خواطر کی معرفت میں حضور کی موت و حیات یکساں ہے اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ سے محقق ہیں تو اس

عالم البرزخ من المؤمنین
یعلم احوال الاحیاء غالباً و
قد وقع کثیر من ذلك كما هو
مسطور فی مظنة ذلك من
الکتاب و قد روی ابن المبارک
عن سعید بن المسیب قال لیس
من یوم الا و تعرض علی البیت علی
الله علیہ وسلم اعمال امتہ
عذوة و عشیة نعرفهم
بسیما هم و اعمالهم فلذلك
یشهد علیهم (مواهب لدنیہ)

زبان سے کہنے کی حاجت نہیں: حضرت ابن الحجاج المدغل میں لکھتے ہیں کہ
فاذا زاره صلی اللہ علیہ وسلم
فان قدرا لا یجس فهو به
اولی فان عجز فله ان یجلس
بالادب والاحترام والتعظیم
وقد لا یحتاج الزائر فی طلب
حوائجہ ومغفرة ذنوبہ ان
یذکرها بلسانہ بل یحضر
ذلك فی قلبہ وهو حاضر بین

ترجمہ: جس وقت زائر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے۔ اگر وہ طاقت
رکھتا ہو کہ نہ بیٹھے تو اس کے لئے نہ بیٹھنا
اولیٰ ہے۔ اگر وہ کھڑا رہنے سے عاجز ہو
تو اسے ادب واحترام وتعظیم سے بیٹھنا
جائز ہے۔ زائر کے لئے اپنی حاجتیں اور
گناہوں کی معافی طلب کرنے میں یہ ضروری
نہیں کہ ان کو اپنی زبان سے ذکر کرے

یدیدہ صلی اللہ علیہ وسلم
لانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علم
بحوائجہ ومصالحہ و ارحمہ
منہ لنفسہ و اشفق علیہ من
اقرار بہ و قد قال علیہ الصلوٰۃ
والسلام (انما مثلی ومثلکم
کمثل الفراش تقعون فی النار
وانا الخذ یحجزکم عنہا) اوکما
قال وهذا فی حقہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی کل وقت و اوان اعنی
فی التوسل بہ و طلب الحوائج
بجاهد عند ربہ عز وجل
ومن لم یقدر لہ زیارتہ صلی
اللہ علیہ وسلم بحجسہ فلیتوکل
کل وقت بقلبہ لیحضر قلبہ
انہ حاضر بین یدیدہ متشفعاً
الی من من بہ علیہ رمدخل
لابن الحاج۔ جزء اول۔ زیارت
سید الاولین والآخرین صلی اللہ

بلکہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے حضور میں دل میں حاضر کر کے کیونکہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زائر کی حاجات و
ضروریات کا علم خود زائر سے زیادہ ہے
اور حسید اس پر خود اس کی نسبت زیادہ
رحم والے اور اس کے اقارب سے زیادہ
شفقت والے ہیں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا ہے "میر حال اور تمہارا
حال پر والوں کے حال کی طرح ہے کہ تم
آگ میں گرتے ہو اور میں تم کو کمر سے پکڑ کر
آگ سے بچانے والا ہوں۔" اور یہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں بڑی بڑی
اور ہر لحظہ میں ہے یعنی حضور سے توسل
کرنے میں اور آپ کے جاہ کے وسیلہ
سے حاجتیں مانگتے ہیں اور جس شخص کے لئے
بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی زیارت مقدر نہ ہو اسے چاہیئے کہ ہر
وقت اپنے دل میں زیارت کی نیت کرے
اور یہ سمجھے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علیہ وسلم۔

کے سامنے حاضر ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو بارگاہ الہی میں شفیع لارہا ہوں
جس نے آپ کو بھیج کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے
ہر جگہ ہر آن: امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

النظر في اعمال اُمتهم والاستغفار
لهم من السيئات والدعاء بكشف
البلاء عنهم والتردد في اقطار الارض
لحلول البركة فيها وحضور جنازة
من مات من صالحى اُمتهم فان
هذه الامور من جملة اشغاله
في البرزخ كما وردت بذلك
الاحاديث والاثار (انباء الاذكياء)
میں وارد ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے سورۃ لقمان میں پانچ علوم کی غیر اللہ سے نفی فرمائی ہے بلکہ پانچ
علوم کے لئے خود حضور علیہ السلام نے اپنے اور تمام لوگوں سے نفی فرمائی ہے چنانچہ فرمایا:
خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ (بخاری)
پانچ علوم اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔
جواب بار بار عرض کیا جا رہا ہے کہ جہاں مطلق نفی ہو وہاں ذاتی علم کی نفی مراد ہوتی ہے
اور ہم عطائی علوم کے قائل ہیں۔ تفصیل سے پہلے ایک منطقی قاعدہ سے سمجھئے۔

منطقی قاعدہ سے: ایسا غوجی صغریٰ کبریٰ کے مبتدی طالب علم کو معلوم ہے کہ
لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ سالبہ کلیہ ہے کیونکہ مستثنیٰ منہ اعدیہاں مخدوف ہے اور نہ

تحت نفی واقع ہو تو فائدہ عموم کا دیتا ہے اور اللہ مستثنیٰ ہے تو تقدیر عبارت یوں
ہوتی:

لَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ (ای لا)
یعنی اللہ کے سوا مخلوق کے ہر ہر فرد سے
یَعْلَمُ الْخَمْسَ أَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِ بِالشَّيْءِ
بِطَرِيقِ الْفَرَادِيَةِ وَاجْتِمَاعِيَةِ عُلُومِ خَمْسَةٍ
مِنَ الْعَالَمِ وَأَمَّا الْخَلَائِقُ لَا يَعْلَمُ
بِطَرِيقِ جَمْعِيَّةٍ وَفَرْدِيَّةٍ نَفْيٌ هِيَ۔
الْخَمْسَ إِلَّا اللَّهُ۔

اور سالبہ کلیہ کی نفیقن موجبہ جزئیہ ہے اور حضور علیہ السلام کے لئے کل کیا ہوگا
کا علم ثابت ہے۔ گو قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں یہ ثابت کیا جاسکتا ہے
کہ ہمارے نبی پاک پانچوں علوم رکھنے والے ہیں مگر دعویٰ کے بطلان کے لئے اتنا کافی ہے
اب تقدیر عبارت یوں ہوگی۔

بعض الانسان اعني محمدًا صلى الله عليه وسلم، يعلم من الخمس
اب اگر سالبہ کلیہ میں ذاتی کی قید کا لحاظ نہ کیا جائے تو اجتماع نفیقین لازم آئے گا
اور وہ بالاتفاق محال ہے۔ لہذا ضروری ہوا کہ سالبہ کلیہ کو مقید بقید الذات مراد لیا جائے
موجبہ جزئیہ کو مقید بقید العطا تو اس صورت میں ان دونوں میں کوئی نفیقن نہ ہوگی۔

جواب جو آیات لکھیں ہیں ان کے مضامین کی احادیث بھی انہی کے حکم میں ہوتی ہیں
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی اور مدنی زندگی کے احکام و افعال
میں فرق ہے مکی زندگی میں جن امور کی نفی ہے انہی امور کا اثبات مدنی زندگی میں ہے
اس کی مثالیں فقیر نے "حسن التخریر" فی تعاریر دورہ التفسیر میں لکھ دی ہیں اسی لئے
اگر حضور علیہ السلام ان علوم کی نفی فرمائی ہے تو اس سے مطلق نفی مراد نہیں جیسے ہم کہتے

ہیں دنیائے عالم سے تشریف لے جانے سے پہلے آپ کو یہ علوم عطا ہوئے۔
جواب ان علوم میں بعض جزئیات کفار و مشرکین اپنے معبودوں یا جادو و گردن کھولنے
مانتے تھے حضور علیہ السلام ان کے اذہان فاسدہ کی تصحیح کے لئے فرمایا کہ ان امور کا
مالک واحد معبود حقیقی ہے تمہارے خیالات غلط ہیں اور وہ مالک ان امور کا عظیم
صرف اور صرف اپنے محبوبوں (انبیاء و اولیاء) کو بخشا ہے اور تمہارے معبود اور جادو
تو مبغوضان ہیں نہ کہ محبوب و مرغوب۔

جواب ان امور کے سہال کفار تھے اور کفار کجالات سوائے یہود کی اور ضد کے اور کچھ
نہ تھے تفصیل فقیر کی کتاب "احسن التقریری قواعد و رة التفسیر میں۔ اس کا شان نزول
ملاحظہ ہو۔

شان نزول: ایک شخص جس کا نام وارث بن عمرو تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی دربار میں حاضر ہو کر عرض کی کہ قیامت کب قائم ہوگی اور ہمارے شہر تباہ ہو رہا ہے
ہیں بارش کب ہوگی اور میری عورت حاملہ ہے کب بچہ جنے گی اور مجھے یہ تو پتہ ہے کہ راج
میں نے کیا کیا ہے لیکن یہ فرمائیے کہ کل میں کیا کروں گا اور یہ تو مجھے پتہ ہے کہ فلاں جگہ
میں پیدا ہوا لیکن آپ بتائیے کہ میں مروں گا کہاں۔ اس کے سوال کرنے پر یہ آیت نازل
ہوئی۔ (ذکر نخوة البغوی والواحدی والتعلی۔ روح المعانی ص ۱۹۰ جلد ۲) ہمارے
جواب کی تائید ملاحظہ ہو۔

قال القسطلانی ذکر خمساً وان کان
الغیب لا یتناهی لان العد دلا
ینفی زائد اعلیہ ولان هذه
امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ نے صرف پانچ کا ذکر فرمایا اگرچہ اس کا
غیر متناہی ہے اس لئے کہ گنتی خاص زائد کے

الخمسۃ ہی الٹی کا نوید عون
علہا۔
منافی نہیں علاوہ ازیں کفار صرف ان پانچوں
کے مدعی تھے۔

جواب: اسلاف صابین نے فرمایا۔
(۱) حضرت آلوسی نے لکھا کہ:

انہ یحوزان یطلع اللہ تعالیٰ بعض
اصفیاء علی احدی ہذا الخمس
ویرزقہ عزوجل العلم بذاک
فی الجملة (ص ۱۱۲ ج ۲ روح المعانی)

(۲) شارح بخاری نے لکھا کہ

وامام قسطلانی نے ذکر کیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ
(عزوجل) جب بارش کا حکم فرماتا ہے اور جہاں
اسے روانہ کرنا چاہتا ہے تو اس کا علم ان
ملائکہ مؤکلین کو ہوجاتا ہے جو اس کام کے لئے
مامور ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے
جسے چاہتا ہے۔

فائدہ اس سے امام قسطلانی نے استدلال فرمایا ہے کہ آیت وحدیث میں نفی صرف ذاتی
کی ہے ورنہ اللہ جسے چاہے ان کے علوم عطا فرمادے۔ مالک ہے جیسے ملائکہ مؤکلین
اور اس کی بعض مخلوق کو بارش برسنے کا علم۔

۳۔ حدیث شریف میں ہے:

اخرج البخاری عن انس بن مالک
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
اللہ وکل بالرحم ملکاً۔

۴۔ امام قسطلانی نے فرمایا۔
قائدہ: اس حدیث سے بھی ثابت ہوا مافی الارحام کا علم فرشتے کو عطا ہوتا ہے۔

قد نقل القسطلانی فی فتح الباری
عن القرطبی انہ قال بن ادعی
علم شیء من الخمس غین مسنداً
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان کاذباً فی دعواه۔ وإن ما اطلع
اللہ تعالیٰ علی نبیہ من وقت
قیامہا فی غایۃ الاجمال وان
کان اتم من علم غیرہ من البشر
صلی اللہ علیہ وسلم (روح المعانی ص ۳۱۳)

۵۔ ویجوز ان یکون اللہ تعالیٰ قد
اطلع حبیبہ علیہ السلام علی وقت
وقت قیامہا علی وجہ کامل
لکن لا علی وجہ علمہ تعالیٰ
بہ الا انہ سبحانہ اوجب علیہ
صلی اللہ علیہ وسلم کتمہ للحکمة

حضرت سید محمود آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیام قیامت کا
علم بطریق کامل عطا فرمایا لیکن نہ ایسا کہ اسے
اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق کہا جائے ہاں
ساتھی ہی یہ بھی حکم فرمایا کہ اسے چھپانا ہے

ویکون ذلک من خواصہ علیہ
السلام وانکار المعتزلة لذلک

مکابرة۔ (روح المعانی ص ۳۱۳)

قائدہ الحمد للہ صاحب روح المعانی نے فیصلہ فرمادیا کہ علم قیام قیامت کا انکار از
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معتزلہ کا عقیدہ ہے اور انکا انکار بھی محض ہٹ دھرمی
اور ضد ہے ورنہ ان کے پاس انکار کے لئے کوئی دلیل نہیں اس سے ثابت ہوا کہ دیوبندی
وہابی "معتزلہ کے وارث ہیں جو دورِ حاضرہ میں سوائے اس گروہ کے اس کا کوئی انکار نہیں
کر رہا۔ ان کی معتزلہ نہ چال کی تفصیل فقیر کا رسالہ "وہابی دیوبندی معتزلہ" میں پڑھئے۔

(۶) تفسیرات الاحمدیہ فی الآیات الشرعیہ میں ہے۔

ولک ان تقول ان علم ہذہ
الخمسۃ وان کان لا یعلمہا
احد الا اللہ لکن یجوز ان یعلمہا
من یشاء من محبہ واولیائہ بقرینہ
قوله ان اللہ علیہم خیراً علی
خبیر میں خیر بمعنی مخبر ہو۔

ان یکون الخبیر بمعنی المخبر:

(۷) بذریعہ وحی والہام علم غیب انبیا واولیاء کو عطا ہونا ہمارا عین ایمان ہے۔ علامہ
شیخ ابوالہیثم بخاری رحمۃ اللہ علیہ شرح قصیدہ بردہ میں ارقام فرماتے ہیں۔

ولم یخرج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ
تعالیٰ بہذہ الامور الخمسة۔

ترجمہ: یعنی نہیں تشریف لے گئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے مگر بعد اس
کہ کہ معلوم کرا دیا اللہ تعالیٰ نے ان پانچ باتوں کو

ایسا ہی شوقانی نے جمع النہایتہ میں ارقام فرمایا ہے۔ ایسے ہی فضائل کبریٰ و مدارج النبوة و شرح قصیدہ ہمزہ روح البیان اور تفسیر صاوی وغیرہ میں ہے حوالہ جاتا اور مزید تحقیق کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "طلوع الشمس فی علوم الحنفیہ" اور سب اہل الساعۃ فی علم الساعۃ۔

جواب آیت اور حدیث میں ان علوم کو درایت سے منفی فرمایا ہے تاکہ اہل فہم خود ہی سمجھ لیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی نفی نہیں کیونکہ آپ کا علم وحی سے ہے نہ کہ درایت سے درایت ایک خاص طریقہ کا نام ہے اس کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

درایت کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہوتی: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نفس اور عیب سے مقدس جاننا فرض ہے بلکہ ہر وہ امر جو غلط ہو وہ کسی بھی تاویل سے آپ کی طرف منسوب کرنا سوادب اور گستاخی ہے۔ اس قاعدہ پر درایت کی نفی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم کی نفی کا تصور کسی بے ادب اور گستاخ ذہن میں آسکتا ہے۔ اس لئے کہ درایت کا بالاتفاق اہل لغۃ اور محققین اور اہلسنت معنی ہے کہ امر کو اہل بچو اور گمان لڑا کر کسی شے کو جاننا چنانچہ حضرت علامہ ملا قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۶ میں لکھا کہ

الدراية اكتساب علم الشئ اكل کے ساتھ کسی شے کو جاننا۔

ایسا کہ نشان نبوت سے کوسوں دور ہے کیونکہ نبوت کا علم باعلام اللہ اور بالوحی ہے۔ بلکہ قرآن نے اہل بچو سے جاننا کافروں کا طریقہ بتایا ہے چنانچہ فرمایا

وان هم الا يخبرصون۔ اور وہ نہیں ہیں مگر اہل بچو سے کام لیتے ہیں غیو

اور وہ کام جو کفار کا ہو وہ نبی علیہ السلام کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے اللہ تعالیٰ

کو عوام اہل ایمان سے دیکھنا بھی گوارہ نہیں۔ اسی لئے فرمایا

ان بعض الظن اشم بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے علوم خمس کے لئے فرمایا یہ اہل بچو سے حاصل نہیں بلکہ اہل الہی ہے آیت و حدیث میں انکار نہیں بلکہ غور سے دیکھا جائے تو اثبات ہے جیسا کہ مفسرین نے فرمایا۔

نکتہ صاحب روح المعانی یہاں پر ایک نکتہ لکھتے ہیں کہ

وفي العدول عن لفظ العلم الى لفظ الدراية لما فيها من معنى الخلل والحيلة لان اصل دري دية وهي الحلقة التي يقصد سلبها الدماء وما يتعلم عليه الطعن ولكونها علما بضرب من الخلل والخلل لا ينيب اليه عز وجل اليه اذ اولت بمطلق العلم۔

اور آیت میں علم کے بجائے درایت فرمایا اور اس لئے کہ اس میں ختل و حیلہ کا معنی ہے اس لئے کہ دري کا اصل دري ہے یعنی وہ حلقہ جو تیر انداز اپنے مقصد خاص کے لئے تیار کرتے ہیں اور اسی سے تیر مارنے کا سیکھتے ہیں (اس میں ایک قسم کا حیلہ و مکر ہے) علاوہ ازیں اس میں ایک قسم کا مکر و فریب کا معنی ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا بلا تاویل جائز نہیں و تاویل ہے درایت معنی علم

(ص ۳۶ روح المعانی)

خلاصہ یہ کہ درایت میں تخمینہ اور اہل بچو کا معنی ہے انبیاء و اولیاء کے علوم اہل بچو سے پاک ہیں وہ علوم الہیہ ہیں جو وحی و الہام سے حاصل ہوتے ہیں۔

آیت میں نفس نفی ہے آیت میں حدیث میں نفس کے علم کی نفی ہے اور عموم نہ کہ نبی و ولی سے

و ما تعلم نفس ما اخفى لهم کسی نفس کو کیا معلوم ہے کہ ان کے لئے بہشت

میں کیا کیا نعمتیں پوشیدہ ہیں۔

یہاں نفس سے عام انسان مراد نہیں تو پھر جنت کی نعمتوں کی پوشیدگی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت کیجئے بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ادلیا کرام سے مخفی نہیں۔

معتزلہ اور دیوبندی وہابی | نفس کو آیات و احادیث میں عام قرار دینا اور معظّم الشان کی تخصیص نہ کرنا معتزلہ کے اصول پر ہے جب انہوں نے خلق القرآن کا فتہ برپا کیا تو استدلال میں کہا جب اللہ تعالیٰ خالق کل شئی ہے تو قرآن بھی ایک شے ہے فلہذا وہ بھی آیت کے عموم میں داخل ہے حالانکہ یہاں پر شے عام نہیں جیسا کہ علم الکلام میں مفصل ہے ویسے ہی یہ لوگ عام الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل رکھنے کی عادی ہیں جیسا کہ ان کے دلائل پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوگا۔

مناظرہ سنی بہ معتزلی | بشر مریسی معتزلہ کا سرغنہ تھا اس کے مناظرہ میں مولانا عبدالعزیز سنی نے فرمایا کہ اگر شے کے عموم میں قرآن بھی داخل ہے اور اس کی عظمت تمہارے نزدیک ایسا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے لئے بھی ایسے مثلاً کل نفس ذالقة الموت میں نفس عاکبہ اور اللہ تعالیٰ نے خود کو نفس کہا ہے کما قال یحذرکم اللہ لنفسہ (تو معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ پر بھی موت کا اطلاق ہو۔ اس سے معتزلی لاجواب ہوگا۔ مناظرہ کی تفصیل فقیر کی کتاب "مناظرے" پر پڑھئے۔

بہر حال وہاں تدری نفس "وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل کرنا زری جہالت ہے۔

سوال عفا اللہ عنک لم آذنت لہم تجھے اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا تو نے منافقوں کو کیوں اجازت دی؟

فائدہ اگر حضور علیہ السلام کو علم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہوگا تو آپ نے منافقوں کو جہاد پر نہ جانے کی کیوں اجازت دی اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام پر ناراض بھی ہوا۔ (معاذ اللہ)

جواب افسوس کہ مخالفین نے صرف ترجمہ پر بھروسہ کر کے اعتراض جڑ دیا پر نگاہ نہ کی۔ الحمد للہ محاورہ عرب سے تو اس کلمہ میں اَلْا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت شان کی دلیل ہے۔ کیونکہ عفا اللہ عنک کے معنی یہ ہیں کہ اللہ انہیں معاف کرے گناہ سے تو تمہیں واسطہ ہی نہیں اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تکریم و توقیر اور تسکین و تسلی ہے کہ قلب مبارک پر لہر اذنت لہم فرمانے سے کوئی بار نہ ہو جیسا کہ عام طور پر مخالفت کو جھڑکتے وقت پہلے اپنے پیارے سے پیار کے کلمات بولے جاتے ہیں لیکن ان کو رفعت شان کے معانی کا تصور کہاں انہیں تو تحقیق کی تلاش ہے کسی طریق سے ملے اگرچہ محاورات عرب اس کے خلاف کیوں ہیں۔ انشاء اللہ فقیر آگے چل کر وضاحت کرے گا کہ عفا اللہ عنک کا استعمال پیار و محبت کے موقع پر بھی آتا ہے۔

سوال لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا لا تتبعوک سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض افراد نے جنگ کے معاملہ حضور علیہ السلام کی اتباع سے روگردانی کی اس لئے کہ لو کا قاعدہ ہے کہ جواب کی نفی سے شرط کی نفی ہو جاتی ہے اور عفا اللہ عنک ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا جنگ پہ جانا حضور علیہ السلام کی اجازت سے ہوا۔ اور یہ غلطی گویا (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تبھی تو اللہ تعالیٰ نے عفا اللہ عنک فرمایا۔

قائدہ لہذا ذلت لہم عفو کا بیان ہے جس کا عفا اللہ عنک میں اشارہ ہے۔
جواب عفا اللہ عنک کی تقدیم میں لطیف اشارہ ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیغفر اللہ ماتقدم و ماتاخر کی خوشخبری سے نوازا تو عفا اللہ عنک میں اس کی تصدیق و توثیق فرمائی اب مطلب واضح ہو گیا کہ اے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ نے منافقین کو اجازت بخش کر خلافت اولیٰ کا ارتکاب فرمایا ہے جسے عوام (دوبانی وغیرہ) عقاب یا غلطی سے تعبیر کرتے ہیں تو کیا ہوا آپ تسلی فرمائیے کہ جب میں نے آپ سے پہلے وعدہ کر رکھا ہے کہ آپ کے عوضاً لہذا آئندہ امر اچھے خوات لونی ہوں تمام غلط دیکھیں۔

وہابی کہہ دے، وہ بے بندی ہے آیت پر کہ عوام کو بھگاتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو اللہ کا پیغمبر مقرر کیا ہے، جو ملک دی ہے۔ (مصادر انسانی)

صاحبہ مدح البیان ان کی اس غلطی کا ازالہ صدیقین پہلے فرمائیے گا قال،

حوالہ لیا اذنت لہم ما کان علی وجہ العتاب حقیقۃ بل کان علی اظہار لظنہ بہ وکمال سرافتہ فی حقہ۔
 لہذا اذنت لہم بطور عتاب نہیں بلکہ وہ حقیقت اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال شفقت و رحمت کا اظہار فرمایا ہے۔

(كذا في التاويلات النجشيه)

قال سفيان بن عيينه انظر الى هذا
الطغف بدو بالفتوح بل ذكر العفو
ولقد اخطأوا في الادب وبئس
فعل فيها قال وكتب لي من بعد الكلام
مكتوبة من الجناية وان معناه اخطأت
ببني فلان في الاشهاد
(نوع البيان من ١٠٠٠٠ تحت كسر الشا)

و چون از این سخن نشاء که قال الکاشفی
 تفسیر عفا الله عنک دعا له است حق سزا
 و تعالی بیز خود را میفرماید که حق سزا
 دعاست مردمی باشد که دعاست که با خود و دست
 و مغفرت بدو تو بخشای از دست چنانچه گفته
 آید و در جواب میگوید غفر الله له یا در جواب
 عاقل میگوید بزرگ الله - (ایضا)

صاحب روح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ کا اپنا فیصلہ
 اول وقت اصحاب فی تفسیر و صحابہ
 فی تفسیر و ان خطاء النسخی عن اللہ علیہ
 وسلم و سہوہ و لیس من قبیل خطاء
 الامۃ و سہوہم و نسیا نہم قالو المتأدب
 ان ینکث عما یشین بجالہ اولاً ینکث کمالہ

سیدنا محمدؐ نے فرمایا کہ مسلمان اگر ایک روز اللہ تعالیٰ نے
اپنے حبیب علیہ السلام کے ساتھ گفت و گو کر تم فرمایا کہ
خلفاء کے اظہار کے بغیر ملوث لا اظہار فرمایا اور اس
شخص سے بہت فتنی ہوئی جو کہتا ہے کہ اس میں
عسکر علیہ السلام کو جبر فرمایا ہے۔

گلشن ہے کہ یہ جلا انسانیہ جو حسیہ را کاشنی نے اپنی
 تفسیر میں لکھا ہے کہ عفا الله عنك میں اللہ تعالیٰ
 شفا پنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شفا عازہ بود پر
 دعا دی ہے کہ تو کن کا عام عادت ہے کہ جرم و قصور کے
 صلہ سے کہ اپنے دماغ میں دیتے ہیں شفا کسی کو کہی پائی
 پڑے ترو اسے کہتا ہے عفا الله لك۔ اسی طرح
 چھیک دینے والے کو کہتا ہے عفا الله۔
 صاحب روح البیان رحما اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا احادیث
 گزیر کر آخر میں تحریر فرمایا کہ :

پائے تروے اسے کتا ہے خضر اللہ ملک۔ اسی طرح
چھیک دینے والے کو کتا مانتا ہے روح اللہ۔
صاحب روح الیساں روح اللہ تعالیٰ نے ذکرہ بلا حوالہ
کی کہ آخر میں تحریر فرمایا کہ
بہترین قول ہے جس سے کما کبریت کے خلاف
الیساں کو کبریت کے خلاف دلیلیں ملے گذرہ صاحب دہلی
نہیں اس لیے ہیں ایسے شکات پر خاموش رہنا
بہتر ہے۔

طہاس فرم سے مراد صاحب روح البیان کے قلم کے لکھنے کے واسطے جو خانو کے مالکی و زبانی اور دینی پروری اور پیکر کلاسی
دنیا و دنیاوی میں جنوں نے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور علیہ السلام کو مقرر کیا۔

اے میری جمہوریت کا عقیدہ ہے اور اس میں عزت کے آداب کا تقاضا ہے کہ نہایت پر حشمت گیری اور کھار کی طرح احترافات۔

اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا۔

فائدہ

مفسرین نے اس آیت کے دونوں جملوں کے بارے میں فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جہاد سے رہ جانے کا عذر کرتے فحاک کا قول ہے کہ یہ فاسر بن طفیل کی جماعت تھی انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں جائیں تو قبیڈے کے عرب ہماری بی بیوں بچوں اور جانوروں کو لوٹ لیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال سے خبردار کیا ہے اور وہ مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا عمرو بن اعدانے کہا کہ ان لوگوں نے عذر باطل بنا کر پیش کیا تھا۔ یہ دوسرے گروہ کا حال ہے جو بغیر کسی عذر کے بیٹھ رہتے یہ منافقین تھے انہوں نے ایمان کا دعویٰ جھوٹا کیا تھا۔

اصل وجہ عقائد اللہ عنک تو کلمہ پیار ہے مجبوروں کو دشمنوں کی غلطیوں کو عوام کے سامنے لاتے وقت کہا جاتا ہے۔ جیسے ہم اصل بات کرنے سے پہلے پیار سے کہتے ہیں سلامتی وغیرہ وغیرہ چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی امر کی صراحت نہ مخالفت نہ فرماتا آپ عمومی اجازت پر محمول کر کے عمل فرماتے رہتے۔ بالخصوص منافقین کے متعلق آپ کی عادت مبارکہ رہی کہ کلمہ کی لاج رکھتے ہوئے ان سے عموماً چشم پوشی سے کام لیتے یہاں بھی آپ نے اسی پر عمل فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب ان کے لئے چشم پوشی مفید نہیں اس لئے کہ یہ ان کے دل کا چور اب خود بخود ظاہر ہونے لگ گیا آپ انہیں اجازت نہ بھی دیتے تب بھی یہ جنگ پر ہرگز نہ چلتے۔

ازالہ وہم و ہراس دیوبندیہ کو حضور علیہ السلام پر لامعی کاشک حتیٰ تبیین لکھ اور تعلم الکاذبین سے ہوا ہے کہ لفظ ہر حتیٰ غایت کو چاہتا ہے اور غایت تبیین لکھ: ہمیشہ زندہ رہو۔

شان نزول اسی آیت کے تحت روح البیان میں ہے کہ ان منافقوں کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے غزوہ تبوک سے جی کترانے کے لئے بہانے ڈھونڈے اور جنگ پر حاضری نہ دی اس سے ثابت ہوا کہ ہم اذن ہم ان میں نہ لائے علم ہے نہ عتاب۔ عتبم عتاب تب ہے جب اللہ تعالیٰ نے پہلے کہیں روکا ہو کہ انہیں کسی کو اجازت نہ دینا اجازت کی تصریح کے بجائے ہم نے اجازت کی تصریح عرض کر دی ہے اس کے باوجود اگر کوئی عتاب کی بات کرتا ہے تو وہ خود عتاب میں ہے۔

منافقین کی منافقت اتنا واضح تھی کہ ان کی اجازت طلبی خود ہی منافقت کی دلیل تھی کیونکہ جنگ پر نہ جانے کے اعذار پیش بھی منافق کرتے چنانچہ اسی پارہ کی چند آیات ملاحظہ ہوں۔

واذا نزلت سورة ان آمنوا بالله اور جب کوئی سورہ اترے کہ اللہ تعالیٰ وجاہدوا مع رسولہ استاذنک پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ اولو الطول منہم وقالوا ذرنا جہاد کرو تو ان کے والے تم سے نکلن مع القاعدون رضوا بات رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیکھو کہ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہوں یہ یکنوا مع الخوالف وطبع علی قلوبہم انہیں پسند آیا کہ پیچھے رہنے والی عورتوں فہم لا یفقهون۔ کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے۔

وجاء المعذرون لیؤذن لہم و اور آئے بہانے بنانے والے گنوار کہ انہیں فقد الذین کفروا اللہ ورسولہ رخصت دیجئے اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے

کا حکم ظاہر ہے جس پر حضور علیہ السلام نے عمل فرمایا۔ رب کو منظور نہ تھا کہ حبیب کا دشمن ظاہری عزت بھی پاوے۔ لہذا قرآن کریم نے حضرت فاروق کی تائید فرمادی۔ غرض کہ اس مسئلہ کو علم غیب سے کوئی تعلق نہیں اس کا منافی ہونا ظاہر تھا مگر اس نماز میں بہت سی مصلحتیں تھیں۔ کریم کا کرم غیر اختیاری ہوتا ہے۔

تفصیلی جواب: مخالفین کی عادت ہے کہ اعتراض ہونہ ہو خواہ مخواہ بنا ہی لیں گے آیت میں کسی طریق سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاعلمی کا ذکر نہیں ہے صرف نماز جنازہ پڑھانا لاعلمی کا ثبوت نہیں اسے حکمت پر محمول کیا جاسکتا ہے لیکن مخالفین کو حکمت نبوی سے کیا تعلق انہوں نے معمولی شبیر پر دشمنوں کی طرح وار کرنا ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منافی کی نماز جنازہ پڑھنے کی اصل وجہ وہ ہے جو اہل ایمان میں ہے کہ اسی عبد اللہ بن ابی بن سلول کا بیٹا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت زیادہ عاشق اور جان نثار تھا اس نے والد (ابی بن سلول) کی نماز جنازہ پڑھنا کی استدعا کی اور یہ قاعدہ سنی ہے کہ جب تک کسی حکم کی ممانعت صراحۃً نازل نہ ہوتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مطلق حکم پر عمل فرماتے منافقین کے بارے میں بہت زیادہ نرمی اختیار فرماتے تب بھی آپ نے سبعین صدقہ کی قید سے اجتہاد کے طور پر استغفار مطلق پر عمل فرمایا یہاں بھی نماز جنازہ کے لئے اس لئے تشریف لے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے استغفار سے روکا ہے نہ کہ نماز سے منع فرمایا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ آپ کو رئیس المنافقین کی منافقت جاننے کے باوجود اس کی نماز جنازہ کے لئے اس لئے تشریف لے گئے کہ آپ کے علم میں تھا کہ آپ کے اس خلق عظیم سے ہزاروں کو دین و اسلام کی دولت نصیب ہوگی چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ تفصیل آنے کی چنانچہ

اور علم ہے اور وہ وقت سے پہلے نہیں ہو سکتا فلہذا معاذ اللہ حضور علیہ السلام کی لاعلمی ثابت ہوئی اور یہ اعتراض انہوں نے معتزلہ سے سیکھا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کے عمل سے پہلے علم نہیں ہوتا جب وہ عمل کرتا ہے تب اسے علم ہوتا ہے وہ اپنے دلائل میں اسی قسم کی درجنوں آیات پیش کرتے ہیں ان میں ایک نمونہ حاضر ہے ولعلمن اللہ الذین آمنوا ولعلمن المنافقین۔ نون تقيده مستقبل پر دلالت کرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حب اہل ایمان و اہل نفاق عمل کریں گے تب معلوم کر دیں گا۔ اس کے جواب میں قدما اہلسنت نے جوابا فرمایا کہ یہاں علم بمعنی اظہار ہے تو یہی جواب ہم وہابیوں دیوبندیوں کو دیں گے کہ حضور علیہ السلام منافقین کی منافقت کو جانتے تھے لیکن اسے ظاہر نہیں کرنا چاہتے اللہ تعالیٰ نے یہاں ظاہر ہو جانے کے متعلق فرمایا ہے نہ کہ حضور علیہ السلام کی لاعلمی۔ تو پھر میں حق بجانب ہوں کہ کہہ دوں لیکن الوہابیہ قوم لا یعقلون۔

سوال وَلَا تَصِلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَاتَ حضور علیہ السلام نے عبد اللہ ابن ابی منافق کی نماز جنازہ یا تو پڑھ لی یا پڑھنا چاہی فاروق اعظم نے منع کیا مگر ان کی عرض نہ سنی تب یہ آیت اُتری جس میں آپ کو منافقین کی نماز جنازہ سے روکا گیا۔ اگر علم غیب تھا تو منافق کا جنازہ کیوں پڑھایا؟

اجمالی جواب: اس منافق کا حضرت عباس پر کچھ احسان تھا اور اس کا فرزند مخلص و مؤمن اور خود اس منافق نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھائیں اور اس وقت تک اس کی ممانعت نہ تھی لہذا دینی مصلحت سے اجازت پر عمل فرمایا۔ تفسیر کبیر اور روح البیان نے فرمایا کہ اس کی وصیت کلامت تو یہ تھی اور شریعت

ف۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ تبرک سے بڑھ کر دہکات کا عقیدہ رکھنا اہل تبرکات تقسیم کرنا مستند رسولی اگر ہم صلہ آ
ملید قلم ہے۔

صاحبِ روح البیان کا اپنا مشاہدہ صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بادشاہوں کے غزائوں کا قصور

میں نے کہا کہ میں اس کا حقیر ہوں، لیکن یہ تو قیاس ہے، اگر ہم انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے تبرکات میں یہی تاثیر دیکھتے ہیں، جیسے
 مسماہ کرام اہل بیت مبارک سے زندگی بھر صرف تبرک کے کچھ سا تو کسے کھانے کے وسیلہ سے درجہ پانچ سے کچھ زیادہ روزیئے نے شرف
 بدست کسے کھانے سے مسلمان ہمارا کمال ہمارا کہ نہ بدست کھانے سے جیسے پاکستان میں مذہبی شرفین، سکھ مذہبی اور کشمیری
 سکھ مذہبی وغیرہ۔ اور یہ غلطی

فت الحدیث بفتح الدال المشددة، ہر شخص جس کے دل میں خبر کی بات ڈالی جائے اور وہ اسی فراست سے صحیح احادیث کی قبل از وقت خبر دے۔ پھر خبر طرح و خبر سے اسی طرح ہو جائے۔ چنانچہ اس کے ساتھ لفظ الاصلیٰ والے لفظ کو کہتے ہیں اہل ولایت یہی سب سے بڑا امتیاز ہے۔

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مشہور کفریہ شرط پر دلالت کرتا ہے (سے بطور تردید اور ازالہ شک کے بیان نہیں فرمایا کہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت پر مزید تاکید فرمائی جیسے کہا جاتا ہے کہ اگر دنیا میں میرا کوئی پیارا دوست ہے تو فلاں ہے۔ اس سے اس شخص کی صداقت کی تاکید مطلوب ہوتی ہے نہ یہ کہ اس شخص کا سر سے کوئی دوست ہے یہ نہیں۔ علاوہ انہیں جب ایک محدث دوسری باتوں میں پائے جاتے ہیں تو مشہور علیہ السلام کا افضل انہم میں پایا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کسی شاعر نے خوب فرمایا اس

لہ فتنانی لا تخفى عن احد

الا على احد لا يعوف القبر

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتنان کسی پر مخفی نہیں ہاں اس سے مخفی نہیں جو قبر کو نہیں جانتا، یعنی جس طرح قبر چاند کو مگر کوئی جانتا ہے

ایسے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتنان پانچ کس طرح روشن ہیں ہاں چمکا دے چاند کی چاندنی سے انعام۔ اس طرح مشہور اعلیٰ اسلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتنان سے ہے۔ (دکنانی شائق الانوار) سوالیہ از دیار بیاد و بسند یہ: اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلمہ تبارک کہہ کافر ہو اور کفر و مرابہ تو پھر آپ نے اس پر نافرمانہ کیوں نہیں کیا اور نافرمانہ میں دعائے مغفرت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفار کی دعائے مغفرت سے روکا تھا پھر آپ نے کافر کیوں نہیں کیا؟ کیا ایک بہت بڑا اعزاز ہے حالانکہ آپ کو حکم ہے کہ کفار کی امانت کریں۔

جواب: جب اس کیفیت منافی الہی الی نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیاس طلب کیا اور نافرمانے کی بھی استدعا کی تو جلیلہ السلام نے ان قوانین سے بجا کہ وہ موت سے پہلے کہ چکا ہو جبکہ اس کی زندگی دشمنی میں گزری لیکن اب میں موت کے وقت محبت و غلوں و کما رہا ہے اور حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں کہ ہم ظاہر پر عمل کرنے کے لیے یاروں میں اشریں۔ علاوہ انہیں اسلام کا اعلان بھی کرتا ہے اس لیے آپ اس کی نافرمانے کے لیے تیار ہو گئے۔ پھر جب جبریل علیہ السلام مقرر ہوئے اور اس کے متعلق خبر دی کہ اس کی موت یقیناً قریب ہوئی ہے اس پر آپ نے اس کی نافرمانہ پر کسی۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ اس پر نافرمانے کے لیے تیار ہوئے کہ وہ نازل ہوئی۔ پھر بعد ازاں آپ نے زندگی بھر کی منافی پر نافرمانہ کی اور نہ ہی کسی منافی کی قبر پر تشریف لے گئے۔

قیس مبارک کے متعلق جوابات جواب: جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ خود بدر میں قیدی ہو کر مقرر ہوئے

آن عثمان کے خزانہ بعض ایسے تبرکات ہوتے ہیں جن کے فیض و برکات سے بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً آل عثمان کے خزانہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بجز تبرکات ہیں اور بہت سے اپنی انگلیوں سے دیکھا لیکن آل عثمان کے ان سے فیض و برکات اور انہیں وسیلہ بنانے کی قرین نصیب نہیں حالانکہ ان کے ہاں نبوی لوہا مبارک بھی ہے لیکن ان کے ملک میں مصائب و آفات و بلیات کی بھر مار ہے۔ صاحب روح البیان فرماتے ہیں کہ انہیں اس کی سزا ملی ہے اس لیے کہ آل عثمان نے ان تبرکات کی عزت و احترام نہ کی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ کوئی مسئلہ و مریضہ کے متعلق صحیح روایات سے ثابت ہے کہ ان میں طاغوت کا عقیدہ بند ہے لیکن جب ان کے ملکوں نے غلام کاری اور زنا و دھامی کا ارتکاب کیا تو سزا کے طور پر طاغوت مسئلہ کر دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض ارشاد نبوی کے خلاف برہان بعض سزا یا تنبیہ کے طور پر تا ہے ورنہ اسی طرح ہونا ضروری ہے جس طرح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔

باقی قصہ ابن ابی بن رسول حبیب اللہ بن ابی بن رسول فوت ہوا تو اس کی لڑکی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور رضی اللہ عنہ کی کبریہ سے والد کا جنازہ تیار ہے تشریف لے چیں۔ آپ نے اس سے پوچھا تیار کیا ہے؟ عرض کیا: الجواب بن جبرائیل آپ نے فرمایا: آج کے بعد تمام جبرائیل میرا شریک ہیں اس لیے کہ انہیں بیشک کاما ہے۔ دکنانی القاموس: اس لیے کہ تمہارے لیے یہ نام تمہارے ہے۔ آپ نے اسے فرمایا کہ اس پر تم خود نماز پڑھو کہ دفعتی کر دو اس نے عرض کیا: اگر آپ نے میرے والد کی نماز جنازہ پڑھی تو کوئی بھی میرے والد کی نماز جنازہ نہ پڑھے گا اس طرزی میری منت وقت ہوگا اور دشمن نہیں گے۔ آپ نے اسے تسلی دہانی اور اس کے والد کی نماز جنازہ کے لیے تیار ہو گئے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور آپ کے آگے کھڑے ہو گئے تاکہ آپ متافقی کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں اور عرض کیا: کیا آپ اللہ تعالیٰ کے دشمن کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ آپ کو یاد دہان کیا کہ فلاں فلاں موقع اس نے کیسے کرنا ارادہ کیا؟ اس کی تمام غلط کاریاں ایک لک کر کے بتائیں چنانچہ یہی بات اتری اور جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے قیاس مبارک کو پورا کرنا پڑا۔ دعا اور پڑھا: لا تھتھن علی احد منکم من قبل ان یات آیتہ۔ حضور علیہ السلام نے یہ آیت سن کر متافقی کی نماز نہ پڑھائی۔

اس سے واضح ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت بڑے مناقب کے حامل ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب ان کے خداداد مبارک کے مطابق ذمہ داری ہیں جو جمہود آیات تازل بنیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دین میں بہت بڑی قد و منزلت ہے اس لیے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں نبی نہ کہ رسول نہ ہوتا تو اسے عمر نام ہی رکھ دیتا۔ ہر سو ہوتا اور فرمایا: نانا سا جبرائیل محدث و بالفتح و تشدید الیٰ ہوتے میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

ہوں وہ کسی کو نہ بتانا، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں فلاں کی نماز جواز پر پڑھنے سے روکا ہے۔ آپ نے منافقین کی ایک بہت بڑی جماعت کے اسمائے گنائے۔ حضور ص و سلم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور خلافت میں کسی پر شک کرتے کہ وہ منافقین سے ہوگا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے جاتے اگر حضرت حذیفہ اس کی نماز کے لئے تیار ہو جاتے تو اس کی نماز جواز پر پڑھتے ورنہ صاف انکار کر دیتے (روح البیان)۔

صحابیوں والا عقیدہ ہونے کہ اتمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی عقیدہ تھا **وہابیوں والا** کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز داں تھے۔ اس سے وہابیہ کا وہ اعتراض اٹھ گیا جو کہا کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے نماز کا کوئی علم تھا بلکہ آپ کا وہی علم تھا جو شریعت نے ظاہر کیا۔

سوال وَمَا يَكْفُرُتَا وَيَكْفُرُتَا وَاللَّهِ اور اس کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تشابہات کے علوم کی اپنے سوا سب کی نفی فرمائی ہے نبی ہو یا ولی پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام علم غیب جانتے ہیں۔

جواب حسب عادت اس آیت میں بھی مخالفین خیانت علمی کرتے ہیں اس لئے قاعدہ ہے کہ جہاں حصر ہو وہاں تحقیقی مراد ہے تو معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ذاتی علم کی طرح اور کوئی نہیں جانتا اور یہاں دوسری آیات نفی کی طرح حصر اضافی ہے (مظہری) اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے طفیل تشابہات کے علوم جانتے ہیں (تفسیر مظہری پ، روح المعانی پ، تفسیر بیضاوی پ و روح البیان پ)۔

جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اپنی علیہ السلام سے ہم کلام ہے اگر آپ اس کے

قرآن کا قیاس نہیں تھا اور آپ طول اقامت کے کسی کا قیاس آپ کے جسم پر پورا نہ آتا تھا۔ اس مرتبہ اسی جہاد میں الیٰ بنی سہل نے قیاس دیا آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطور بلا قیاس ثابت فرمایا اس سے اعتراض مطلوب نہ تھا اور نہ اس سے اجراء کا قصور ہو سکتا ہے۔

جواب آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی۔ چنانچہ آپ کو فرمایا واما السائل فلا تنهر۔ اور پھر ہم نے روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضور علیہ السلام کی قیاس کے متعلق خصوصی درخواست کی تھی۔ اگر آپ اس کا سوال پورا نہ کرتے تو یہ آپ کی شاہد کیلئے کفایت ہوتا۔ اس لئے قیاس و نہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ دیکھ کر اعتراض جواب دینے ہی علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہیے۔ **جواب** وہابیہ کے دینے آپ کو معلوم ہوا کہ اگر آپ منافق کو قیاس ثابت فرادیں اس طرف سے آپ کے غیبی حکم کا خود ہر گز اس کی برکت سے ہزاروں کو ملت اسلام نصیب ہوگی۔ روایت ہم نے گزشتہ اور قدس نقل کی ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

سبق، ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم نبوت کے ہر عمل کو حکمت پر عمل کریں جو بات مجربہ ہے اس سے ہر عامری اختیار کریں وہی اللہ تعالیٰ کی طریق تحقیق کی ہدایت دینے والا ہے۔

(روح البیان)

مزید برآں منافقین کی منافقت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لاعلمی کا شبہ عجیب المخلوق کا کام ہے ورنہ ان کی منافقت اتنا واضح تھی کہ عرب کا بچہ بچہ باخبر تھا اور خود اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لتعرفتم بسیماہم ولتعرفم فی الحسن القول آپ ان کی پیشانیوں سے انہیں پہچانتے ہیں اور ان کی باتوں کی لہجے سے ہی سمجھ جاتے ہیں بلکہ آپ نے تمام منافقین کے اسماء ایک راز داں صحابی کو نوٹ کر لیئے تھے۔

صحابی راز داں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب صاحب مہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز داں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے ایک راز بتاتا

مفہوم کو نہیں سمجھتے تو پھر یہ ہمکلامی بحث ہے جسے زندگی عربی سے بولے ہندی۔ مذہبی سے گفتگو کرے تو مطلب ملے جو تو یہ گفتگو بے کار اور اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا سمجھنا بے کار بلکہ حماقت ہے۔ (بیضاوی وغیرہ) اس موضوع پر تفصیلی گفتگو فقیر کی کتاب ازالۃ المشتبہات فی الآیات المتشابہات میں پڑھے۔

سوال ولا تقولن لشيء إني فاعلٌ ذلک عندا لا ان یشاء اللہ (پاکستان) اور نہ کہو کہ یہ میں کل کروں گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔

حضور علیہ السلام کبھی بے خبری سے کچھ فرما دیتے کہ کل کروں گا مالاخرہ آپ کے علم میں نہ ہوتا کہ وہ کل کر سکیں گے یا نہ چنانچہ آپ ایک دفعہ ایسے کر بیٹھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھر مکر دیا نیز اس کا شان نزول یوں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفار نے چند سوالات کئے۔ روح اور ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے متعلق تو آپ نے فرمایا کہ میں کل جواب دوں گا ایسے ہی آپ کل پڑھ لیتے رہے۔ وحی بند آخر کئی روز بعد وحی کر آپ انشاء اللہ کہہ دیا کریں۔ لہذا اگر حضور علیہ السلام کو علم ہوتا تو آپ پہلے سے انشاء اللہ کہہ دیتے۔

جواب شان نزول بتا رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے سوالات کرنے والے کافر لوگ ہی تھے کیونکہ وہ علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر تھے اس لئے وہ ہر وقت اسی تلاش میں رہتے تھے کوئی نہ کوئی ایسا سوال کرتے رہیں جس سے مقام نبوت کے علم کی نفی نہ کہن یہ سب کوششیں رائگاں گئیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل جواب دوں گا تو امیں علم کی نفی کہاں سے ثابت ہوئی۔

جواب کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جواب اللہ تعالیٰ کے اشارے سے فرمایا ہوتا

تھا اُس پر انشاء اللہ استعمال فرماتے تھے یا امور امتحانیہ یا امور شرعیہ پر کبھی آپ نے انشاء اللہ فرمایا ہو؟ نہیں باقی امور میں تو آپ کا ہاں کرنا سوائے اشارے الہیہ کے ہو سکتا ہی نہیں تھا۔

جواب اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوتی ہے۔ ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر معیت الہیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے کیا باقی انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے غی لہین پر بوقت مقابلہ اپنی معیت کا اظہار کرتے ہوئے غالب کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوقت مقابلہ کفار معاذ اللہ عاجز کریں جن کی نبوت اور غلبہ قیامت تک رہنا ہے۔ یہ قانون خداوندی کے خلاف ہے جو بات مخالفین سمجھیں کہ اگر غیب ہوتا تو پہلے ہی انشاء اللہ فرما دیتے۔

جواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جو کفار سے فرمایا اخبرکم عندا میں تمہیں کل خبر دوں گا۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی خواہش سے کلام کرنا تھا۔ یا کہ رضائے الہی پر اگر یہ تسلیم کرو کہ اگر آپ کا اخبرکم عندا فرمانا اللہ تعالیٰ کی رضا پر تھا تو پھر شیعہ کی گنجائش نہیں اگر یہ کہو کہ آپ نے (معاذ اللہ) اخبرکم عندا اپنی مرضی اور بغیر رضائے الہی کے فرمایا تھا تو خود ہی بتا دیتے کہ مقام نبوت کہ منکر ٹھہرے یا کہ نہیں کیونکہ نبی اللہ کا تو ہر قول و فعل منشأ الہی پر ہی ہوتا ہے اس لئے پھر تم خود ہی سوچو کہ ایسا شیعہ کرنے والے کون لوگ تھے جنہوں نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کا جواب بھی خود ہی دینا پڑا کہ:

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ وَلَلْآخِرَةُ

اے محبوب آپ کو آپ کے رب نے نہیں

خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاَوْلىٰ وَكَسُوْتُ
يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔
(سورہ الضحیٰ ۲۱)
چھوڑا۔ آپ کی تو ہر گھڑی پھٹی گھڑی سے
بہتر ہے آپ کو اتنا عطا فرمائیں گے کہ قریب
ہے راضی کر کے چھوڑ دیں گے۔

آیت ما وِدَّكَ کے جواب فدا دندی نے کفار کو خاک میں ملا کر رکھ دیا اور ان
کی تمام شورشوں کو پامال کر دیا۔ اس لئے کہ کفار کو یہ بتانا مقصود تھا کہ تم جو میرے نبی
پر یہ اعتراض کرتے ہو اور کہتے ہو قَاتِلُوا اِنَّمَا
اَنْتُمْ مُّغْتَبِقُونَ تو نبی اپنی طرف سے آیتیں بنا تا ہے اور ہمیں کہتا ہے کہ یہ ارشاد الہی ہے
اس کو کفار اچھی طرح سمجھ لیں کہ میرے محبوب کا منہا رے سوالات کا جواب نہ دینے اور میرے
اتنے روزی نازل نہ فرمانے میں یہی وجہ تھی کہ تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ میرے نبی کی نبوت
اپنی اختراع نہیں ہے اور یہ غیبی خبر بھی آپ کی اختراعی نہیں ہے بلکہ نبوت بھی عطائے
الہی سے ہے اور غیبی خبر بھی عطائے الہی سے منقول ہے۔

جواب: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان اشیاء مسئلہ کا علم تو ضرور تھا کیونکہ
قرآن فرماتا ہے کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ
اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحَىٰ۔ (پ ۱۵ سورہ نجم)
یہ نبی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں فرماتے مگر
وہی جو ان کو وحی کی جاتی ہے۔

آیت ہذا سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں یَنْطِقُ عَنْ الْهَوَىٰ
کے مطابق عالم تھے لیکن بغیر اشارہ الہیہ اپنے علم کو لفظ سے ظاہر نہ فرماتے تھے کفار
کے سامنے حضور علیہ السلام کے اسی حکم کا یقین دلانا مقصود تھا کہ کفار کے سامنے عاجز
ہونا (معاذ اللہ) جیسا کہ منکرین نے سمجھ رکھا ہے۔

جواب: ہر مقام پر جب کوئی سوال کرے تو آپ کو اشارہ الہی فوراً انہار کی اجازت
بخشے۔ لیکن اس موقع پر انہار کی اجازت نہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ بات کو ذرا مہلت
دے کر جواب کی اجازت دینے کی ضرورت تھی تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا ثبوت
اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار کے سامنے مضبوط ہو جائے کہ یہ وہی نبی ہیں جو کبھی اپنی خواہش
سے ہوتا تو کفار کو جلدی جواب دیتے لیکن یہ حکمت الہی اور حکمت مصطفائی کون جان سکتا
ہے جو کہ ابھی تک رسالت مآب کے مقام عالیہ سے ہی نا آشنا ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ اِنِّي فَاعِلٌ
ذٰلِكَ عَدًّا اَلَا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ۔
(اور ہرگز یہ نہ فرمائیے کہ میں اس کو کل کو ننگا
مگر یہ کہ اللہ چاہے)
پ ۱۵ ع ۱۵ سورۃ الکہف)

مخالفین کی پیش کردہ آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ اے محبوب آپ
انشاء اللہ فرما دیا کریں تاکہ یہ آئندہ کے لئے قانون مقرر ہو جائے جو آپ کی بعثت کا اصل مقصد
تھا کہ امت کو انشاء اللہ کی تعلیم ہو۔

پوری اور سنیہ زوری مخالفین آیت شریفہ کا ترجمہ کرتے ہیں کہ معاذ اللہ (اے
نبی تم نے انشاء اللہ کیوں نہ کہا) استغفر اللہ۔ یہ بھی ان
لوگوں کی سب سے بڑی مکاری اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس
پر حملہ اور پوری سنیہ زوری ہے، بہر حال آیت میں اللہ تعالیٰ آئندہ کے لئے قانون مقرر
فرما رہا ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفار کے مقابلہ میں ایسے جوابات
کا بوجھ اٹھا دیا ہے۔

وَوَضَعْنَا عَنكَ وَزِدَكَ الَّذِي اُلْفَقَ
ظَهْرَكَ۔
تاکہ اے محبوب آپ کی ذات پر کسی قسم کا بوجھ
ہی نہ رہے۔

تو ان تمام دلائل قویہ سے یہ معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں نہ تو آپ کے عدم علم پر دل

ہے اور نہ نیاں مراد ہے اور نہ ماقبل کی کوئی وجہ ہے اور آپ کو ان سوالات کا علم تھا لیکن اس کا اظہار اس وقت مقصود نہ تھا نہ کہ لاعلمی مراد ہے۔ جیسا کہ حاسدین نے علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی کی بنا پر اپنے اوپر قیاس کر لیا جیسے انکی عادت ہے کہ وہ اصول کو نظر انداز کر کے حضور علیہ السلام کا ہر امر اپنے اوپر قیاس کر کے سوال جیڑ دیتے ہیں حالانکہ نبوت کے ہر کام میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں اسی لئے علمائے فرمایا جب تک صریح نفی نہ ہو اپنے طور نبوت سے نفی نہ کیا کرو۔

سوال جبرائیل علیہ السلام جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہلی وحی لے کر آئے تو انہوں نے کہا اقرار پڑھئے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو آپ نے فرمایا ما انا بقاری میں پڑھا ہوا نہیں ایسا تین مرتبہ ہوا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا اقرار یا سحر ربك الذی خلق تو آپ نے پڑھا تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو علم ہوتا تو آپ کو ما انا بقاری پکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب مخالفین کا یہ اعتراض بھی ان کی صریح منکاری اور جہالت کی بنا پر ہے بھلا بتائیے تو یہی ما انا بقاری کا ترجمہ یہ کہاں ہے کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ ہا انا بقاری کے معنی تو یہ ہیں کہ میں نہیں پڑھنے والا یا یعنی میں نہیں پڑھتا۔ کیونکہ قاری اسم فاعل کا صیغہ ہے کہ میں نہیں پڑھتا۔ تو اس میں آپ کے عدم علم ہونے کی دلیل کیسے ہو سکتی ہے آپ کا جواب اپنے مخاطب کو بالکل صحیح اور آپ کے علم عظیم کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اگر آپ اپنے مخاطب حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ جواب نہ فرماتے تو قانون خداوندی ہی غلط ہو جاتا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے عظیم خاصہ یہی ہے کہ آپ نے کسی مخلوق سے تعلیم حاصل نہیں کی اور آپ کسی مخلوق سے علم نہ حاصل کرنے کی وجہ سے ہی لقب اُمّی سے یاد کئے جاتے ہیں اور آپ کا یہی لقب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و اُمم سابقہ کی زبان پر جاری ہوا ہے اُمّ کی طرف منسوب ہے اس لحاظ سے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی سے علوم و فنون کا کتاب نہیں کیا آپ کو اُمّی کہتے ہیں۔ ملک عرب کی یہی حالت تھی کہ وہ کھنے پڑھنے

عاری ہوتے تھے وہ اپنی تمام عمر اسی حالت میں گزار دیا کرتے تھے جو ایک ایسے بچہ کی ہوتی ہے جو نہ مکتب لیا۔ نہ درس لیا۔ نہ قلم ہاتھ میں پکڑا۔ اور نہ ہی سبق زبان پر جاری ہوا۔ چنانچہ یہود نے اہل عرب کا نام اُمّیوں رکھا۔ قرآن کریم خود اس کی وضاحت فرماتا ہے۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ ۚ
یہودی کہتے ہیں کہ ہم ان اُمّی لوگوں کے ساتھ خواہ کچھ ہی برتاؤ کریں۔ ہم کچھ ملاحظہ

(پ ۷۷ سورۃ آل عمران)

چنانچہ یہ نام عرب کی پہچان بن گیا اور قرآن کریم نے اسی لفظ کے ساتھ اہل عرب کو خطاب کیا۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ

خدا کی وہی ذات ہے جس نے اُمّیوں میں

رَسُولًا ۚ (پ ۲۸ سورۃ الحجۃ)

ایک خاص رسول مبعوث فرمایا۔
قرآن کریم نے ان پڑھنا خواندہ اشخاص کے لئے لفظ اُمّی کو استعمال کیا ہے۔
وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ (یہودی ایسے ناخواندہ بھی ہیں جو کتاب کا کچھ علم نہیں رکھتے)۔ (پ ۷۸ سورۃ البقرہ)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ لفظ اُمّی کے معنی ان پڑھ اور ناخواندہ کے ہیں۔

اب قرآن کریم نے جو حضور اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں ما انا بقاری فرمایا اس کا حاصل یہی ہے کہ آپ نہ مخلوق میں کسی کے شاگرد اور نہ مخلوق میں آپ کا کوئی استاد ہے۔ آپ کو جو علم ماکان وما یکون حاصل ہیں وہی ہیں۔ اسی لئے اُمّی ہونا حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک فیصلہ القدر معجزہ قرار پایا ہے اور قرآن نے لاکھوں مخالفوں کی بھیڑ میں آپ کے وصف اُمّیت کو بطور تحدی پیش کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخْطُّهُ بِمِمْنَةٍ
اے محبوب آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ

إِذَا لَاقَىٰ تَابَ الْمُبْطِلُونَ (پارہ ۱) لکھتے تھے۔ یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

جواب: آیت میں اس امر کا اظہار ہے کہ تم میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شدہ کتاب کو جھٹلاتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ کتاب من جانب اللہ نہیں ہے حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ میرے رسول اُمّی ہیں نہ کسی مکتب میں داخل ہوئے اور نہ کہیں تعلیم حاصل کی نہ کوئی کتاب پڑھی نہ اپنے ہاتھ مبارک سے کچھ لکھا۔ پھر تم کتاب اللہ سے کیوں منحرف ہوتے ہو؟ نہیں قرآن کے منجانب اللہ ہونے میں شبہ اس وقت ہو سکتا تھا جب کہ یہ رسول کی مخلوق سے تعلیم حاصل کرتے اور کسی یونیورسٹی کی سند حاصل کرتے۔ اگر ایسا ہوتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ یہ کتاب خود انہوں نے مرتب کر لی ہے۔

حضرت کا علم علم لکڑی تھا اے امیر!

حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھتے

تاریخ شاہد ہے اور قرآن کریم ناطق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کتاب علم نہیں کیا سوائے ربانی انوار و برکات کے آپ کے لوح قلب پر کسی کی تحریر و تقریر کا ایک حرف بھی ثبت نہیں ہوا اور قرآن نے آپ کے اس وصف اُمّیت کا بار بار اظہار فرمایا الَّذِیْنَ یَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِیَّ الْأُمِّیَّ الَّذِیْ یُذِکِّرُ بِالْقُرْآنِ ۚ سُوْرَةُ الْأَعْرَافِ رسول اُمّی کی جو غیب کی خبریں دینے والے ہیں تو تسلیم یہ کرنا پڑے گا کہ محبوب رسول وہ ہیں جن کی تعلیم حظیرہ قدس میں ہوئی ہے جن کو ارشاد شاگردی کا شرف عظیم حاصل ہے تو صرف رب العالمین سے ہے یہی وجہ تھی کہ اس نبی اُمّی کے دربار مقدس میں جہاں کے فصحاء بلغاء، علماء اور فلاسفہ کی جماعتیں حاضر ہوتیں اور عرض کرتیں کہ سرکار ہمارا علم اور آپ کا عرفان قطرہ و قندرم کی مثال بھی نہیں رکھتا اور فصحاء عدنان اور بلغائے قحطان کا قویہ حال تھا کہ

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں!

گویا کافروں کو اشاروں سے سمجھایا کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی اور ایک ان پڑھ اور جاہل قوم میں مبعوث ہوئے جن کے لئے تعلیم و قلم کے تمام دنیاوی اسباب مفقود تھے وہ ساری کائنات کے استاد اور دونوں عالم کے دقیقہ دان ہیں اور دماغ کو روشن ضمیر کو ہموار۔ قلب کو متجلی۔ روح کو منور کر دینے والی تعلیم سے نوازا رہے ہیں ہنر مند اخلاق۔ تدبیر منزل اقتصادیات و عمرانیات کے سبق پڑھا رہے ہیں۔

اُمّی دقیقہ دان عالم! بے سایہ سائبان عالم

علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

كُنْتُ نَبِيًّا وَاَدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالجَسَدِ (خصائص کبریٰ جزء الاول ص ۱۱) میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

اس حدیث کو امام احمد۔ بخاری۔ طبرانی۔ حاکم۔ ابونعیم نے بھی نقل فرمایا اور یہ حدیث مختلف الفاظ میں آتی ہے۔

قاعدہ نبوت ایک وصف ہے اور وصف کے لئے ذات کا پہلے ہونا ضروری ہے جس سے اس امر کی قطعی وضاحت ہوتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھی۔

گھر کی گواہی محافلین کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب نشر الطیب کا بھی ایک حوالہ ملاحظہ فرمایا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ جس وقت کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان تھے روایت کیا اس کو ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

فائدہ مولوی اشرف علی تھانوی نے اسی کتاب نشر الطیب میں مذکورہ حدیث کے علاوہ اور احادیث صحیحہ نقل کی ہیں کہ حضور علیہ السلام اس وقت بھی نبی تھے جب کوئی شخص پیدا نہیں کی گئی تھی اسی کتاب کے صفحہ ۶ پر مولوی اشرف علی تھانوی احادیث صحیحہ دلائل قویہ سے یہ ثابت

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات علیہ السلام والصلوة کے گھر سے سب کچھ پیدا فرمایا۔ گویا کہ آپ کو پیدا نہ کرتا تو نہ لوح و قلم ہوتے نہ زمین و آسمان ہوتے نہ عرش و کرسی ہوتے۔ جنت و دوزخ ہوتے نہ ملائکہ ہوتے عرض کر عالمین کی کوئی شے پیدا نہ ہوتی۔

اس موضوع کو فقیر نے شرح حدیث لولاک میں تفصیل سے لکھا ہے یہاں بتانا یہ ہے کہ حضور

معجزہ ہمارے رسول علیہ التحیۃ والتنا کا بنی ہونا بہت بڑا معجزہ ہے اور کسی کو یہ حق نہیں ہو سکتا کہ آپ کا مخلوق میں کوئی بھی ایک آن اور ایک لمحہ کے لئے بھی معلم و استاد بنا ہو بلکہ جو اس محبوب کا خود معلم ہے اُس نے خود ہی اعلان فرمادیا ہے

الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ

نیز فرمایا۔

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ

فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ آپ نہ جانتے تھے آپ ہم نے آپ کو بتا دیا اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

امام المفسرین علامہ ابن جریر علیہ الرحمۃ تفسیر ابن جریر جزا الخا مس اسی آیت کریمہ کے ماتحت فرماتے ہیں۔

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَيْرِ

الاولین والآخرین وما کانت

وما هو کائن قبل ذالک من فضل

اللہ علیک یا محمد من خلقک

(التفسیر ابن جریر جلد پنجم ص ۱۶)

اے محبوب سکھایا آپ کو جو کچھ نہ جانتے تھے تمام اولین و آخرین کی خبروں سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب سے اللہ آپ کو پیدا فرمایا ہے اُسی وقت سے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے۔ یعنی ماکان وما یكون کا علم عطا فرمایا ہے یہی آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

مذکورہ تمام دلائل اور آیت قاطعہ اور علامہ ابن جریر کے کلام سے واضح ہو گیا کہ اللہ

تعالیٰ نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علوم سکھا دیئے ہیں۔

فائدہ علامہ ابن جریر علیہ الرحمۃ کا یہ کلام کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کُنش سے ہی ماکان وما یكون کا علم عطا فرمایا ہے یہ حدیث بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ السلام کو معاذ اللہ بے خبر ثابت کرنا دیوبندیوں کے چھوٹے مولافوں کی بد قسمتی ہے ورنہ ان کے بڑے گستاخ تو تھے لیکن جاہل نہیں تھے لیکن یہ منکولانے گستاخ بھی ہیں اور جاہل بھی۔

حقیقت مسئلہ دراصل دیوبندی وہابی نجدی ایک عقیدہ سے ایسے مقامات میں غلط طریقہ اختیار کر جاتے ہیں وہ غلط عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی علیہ السلام کی نبوت چالیس سال کی عمر سے

شروع ہوتی ہے یہاں تک مودودی اور ان کے دوسرے مولوی دیوبندی وہابی غیر مقلد و مرئی وغیرہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو چالیس سال کی عمر تک یہ علم نہ تھا کہ میں نبی ہوں گا آپ عالم انسان تھے اسی لئے کبھی مزدوری سے پیٹ پالتے کبھی بکریاں چرا کر وغیرہ وغیرہ (معاذ اللہ)

عقیدہ اہلسنت اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اول پیدا ہوئے اور اسی وقت سے نبوت ملی آپ ہر عالم میں نبوت کا پیغام پہنچاتے رہے

یہاں تک کہ آدم علیہ السلام جب روح و جسد کے درمیان تھے اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے۔ آپ ہر دور میں اسی دور کے مطابق طور طریقہ رکھتے اسی انسانی ملک میں آئے تو انسان جیسی تخلیق ہوئی۔ اور اسی طرح رہے ورنہ اول میں پیدا ہونے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت بھی نبی تھے جبکہ عالمین کی کوئی شے پیدا نہ ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ خود آپ کو تمام علوم کی تعلیم فرمادی۔ اسی لئے فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

أَدَّبْنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ رِيَّتِي

مجھے میرے رب نے تعلیم دی اور بہترین تعلیم دی۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ جس ذات کی یہ شان ہے کہ وہ اقرآن کر کیسے بے خبر ہو گیا یاز وہی جانے جو حضور علیہ السلام سے عشق رکھتا ہے ورنہ ان جہال اور خشک دماغوں کو کیا خبر۔

جواب انا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے جبرائیل کو ایک سبق دیا وہ یہ کہ سیدنا

جبرائیل علیہ السلام سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارا بتا دیا کہ میں کسی کا شاگرد تو ہوں نہیں اور نہ مجھے کسی اور سے پڑھنے کی ضرورت ہے اب تو مجھے دوسروں کو پڑھانے کی ضرورت ہے چنانچہ بخاری شریف میں اتنا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا میں تم پر فرمایا پڑھئے تو آپ نے یہی فرمایا کہ میں نہیں پڑھتا لیکن جبرائیل علیہ السلام نے یہ فرمایا اقربا سم ربك الذی خلقك پڑھئے آپ اُس رب کا نام جس نے آپ کو پیدا فرمایا ہے تو آپ نے فوراً فرمایا: اقربا سم ربك الذی خلقك اس سے جبرائیل علیہ السلام کو گویا سبق ملا کہ صرف اقر کے بارے میں ہوا اللہ تعالیٰ کا نام تو لیتے نہیں ہو جب انہوں نے باسم ربك کہا تو آپ نے پڑھا۔

جواب اقر اسی سے کہا جاتا ہے جو پڑھا ہوا ہو جاتا ہو۔ جبرائیل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمانا پڑھئے اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ آپ پڑھئے ہوئے ہیں فلہذا پڑھئے۔

لطیفہ وہابی دیوبندی تمام حدیث بخاری کے ہر جملہ پر کہتے ہیں۔ جبرائیل نے یہ کیا وہ کیا تب بھی آپ نے نہ پڑھا ان بے عقلوں کو تا حال سمجھ نہیں (اقر) ایک ایسا آسان جملہ ہے کہ ہر زبان والا معمولی سچ بھی فر فر کر کے پڑھ سکتا ہے لیکن افعی العرب پر الزام کہ وہ نہیں پڑھ سکتا۔ لا حول ولا قوة الا باللہ کتنا جہالت بلکہ حماقت ہے ایسا عقیدہ۔

بہر حال لفظ نبی الامی اور ہمارا بتا دیا کہ بتا دیا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے اپنے رب العالین ہی سے تعلیم حاصل کی ہے اسی لئے جو تلمیذ خاص اللہ تعالیٰ کے ہی ٹھہرے وہ کسی اور سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے نہ کہ ہمارا بتا دیا کہ یہ مطلب ہو کہ آپ ان پڑھتے تھے معاذ اللہ علیہا سفہائے زمانہ نے سمجھ رکھا ہے۔ اسی لئے تو وہ اپنے مولویوں دیوبندیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اردو سکھانے والا بتاتے ہیں چنانچہ ذیل میں اس کا حوالہ مع تحقیق اولیٰ ملاحظہ ہو۔

حضور علیہ السلام کی اردو دانی مولوی غیل احمد انیسوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ ص ۲۱۸ میں لکھا کہ دیوبندیوں کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ

پاک میں بہت ہے الخ۔۔۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا۔ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہے۔ ہم کو یہ زبان آگئی ہے۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ دیوبند کا معلوم ہوا۔

قارئین غور فرمائیں کہ ان لوگوں کی نزدیک مدرسہ دیوبند کی عظمت تو اعلیٰ بتی اور رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان و عظمت ہوئی کہ تمام علمائے دیوبند معاذ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استاد اور آپ معاذ اللہ اُن کے شاگرد۔ استغفر اللہ۔

اب بتائیے اس سے بڑھ کر کھلی گستاخی اور کیا ظلم عظیم ہو سکتا ہے کہ جس ذات مقدسہ عظیمہ کو خود خداوند کریم کی ذات کامل نے تعلیم دی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم حاصل کی اور آپ کو کل عالم کی تمام زبانوں کا علم ہے لیکن ان وہابیوں دیوبندیوں اور نجدیوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور قرآن کریم کی آیات اور رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے تمام ارشاد کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ نہ صرف اتنا بلکہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے علم ثابت کیا جائے جو بھی آپ کی علمی قوت کا قائل ہو اسے شرک بدعت کے فتوے سے زک پہنچایا جائے لیکن ان عزیزوں کو کیا خبر کہ سورج پر تھوکنے سے تھوک اپنے منہ پر آنے کی سورج کا کچھ نہ بچو گے گا۔ ایسے حضور علیہ السلام کے بارے میں تہلیل خیالات فاسدہ سے تمہارا۔ اپنا بیڑا غرق ہوگا۔

سوال آیت شریفہ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمادیا ہے تو اس آیت شریفہ کے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ جب آپ کو تمام اشیاء کا علم عطا فرمادیا گیا تو اس کے بعد وحی کا نزول کیوں ہوا۔ اور اس کا کیا فائدہ۔

جواب ان لوگوں کو ابھی تک یہ خبر نہیں کلام اللہ شریف میں احکام مکرر نازل ہوئے ہیں۔ آیتیں مکرر آئیں۔ کئی سورتوں کا نزول علمائے مکرر بتایا ہے پھر کیا شبہ

اور جو شبہ بیان کر کے علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا ہے۔ وہی شبہ ان آیتوں میں کر کے ان کے کلام اللہ ہونے کا انکار کرنا ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ محفوظ رکھے ایسے نصیب کہ جو حق الودیع میں تیسرے ہونے دیں۔ ایسی خرافات تو کتب اس قابل تھیں جس کی طرف توجہ کی جاتی وزیہ قاعدہ قمر زائیوں شیعہ تک مسلم ہے کہ آیات کے نزول میں بھی تحکیر ہوتی ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث معراج میں ہے۔

عطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المعراج کی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم و سلم الصلوة الخمس واعطی کو پانچ نمازیں اور سورۃ بقرہ کی آخری آیت خواتیم سورۃ البقرہ عطا ہوئیں۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانچ نمازیں اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا ہوئیں اسی حدیث کے ماتحت حضرت علامہ علی قاری رحمہ الباری نے مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں تحریر فرماتے ہیں۔
بشکل ہلکذا ایکون سورة البقرہ یعنی معراج شریف میں خواتیم سورۃ بقرہ مدینہ وقصۃ المعراج بالاتفاق پر یہ اشکال آتا ہے کہ سورۃ بقرہ مدنی ہے مدینہ میں نازل ہوئی اور قصۃ معراج بالاتفاق مکی ہے۔

یعنی سورۃ بقرہ مدنی ہے اور مدینہ میں نازل ہوئی اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور قصۃ معراج شریف بالاتفاق مکی ہے کہ معراج شریف مکہ مکرمہ سے ہوئی تو جب معراج شریف میں خواتیم سورۃ بقرہ عطا ہو چکی تھی تو پھر سورۃ بقرہ مدینہ میں نازل کیوں اور اس سے کیا فائدہ یہ اعتراض بھی بعینہ غالیغین کی طرح کا ہے تو اس کے جواب میں خود ہی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُوْنَ
اَلْکِتٰبَ وَ یَعْضُوْا عَن کَثِیْرًا
پس ہمارے وہ رسول آگئے ہیں جو تمہاری بہت سی چھپائی کتاب کو ظاہر فرماتے ہیں اور بہت سے درگزر فرماتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول ہی سے قرآن کے عارف تھے اور آپ کو تمام کتب آسمانی کا بھی علم تھا۔ آپ تو ولادت سے قبل ہی صاحب قرآن ہیں مگر قرآنی احکام نزول سے قبل جاری نہ فرمائے۔ جیسا کہ حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کو اتینا المحکم صبیوا و اتانی الکتب بچپن ہی سے مالک، علم و حکمت اور صاحب کتاب تھے۔ تو پھر تباہیے جبکہ آپ اول ہی سے قرآن کے عالم ہیں تو پھر نزول پاکیا فائدہ۔

اب وہابیہ دیوبندیہ سے سوال ہے کہ سورہ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ میں نازل ہوئی تو ان کے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہیں فاما ہو جو ابکم فہو جو ابنا معہذا قرآن عظیم وحی دائمہ مستمر فی الیوم القیامتہ اس کا ایک ایک لفظ امت مرحومہ کے لئے قراءۃ و سماعۃ و کتابت و حفظ و نظر و فکر اے شمار برکات کا مٹنا اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا استنباط میں پہلا مرجع اور جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم حاصل ہوئے۔ مجتہدین و اولیاء علما کو بھی اس قدر کافی ہونا اور اپنی استعداد کے لائق قرآن عظیم اخذ علوم کے لئے زیادہ کی حاجت نہ پڑنا محض باطل و ممنوع۔

علاوہ بدین یہ اس تقدیر پر ہے کہ علم تمام تعلیم کو زمانہ نزول آیت سے پہلے منقذی ہو جانے پر دلالت کرے حالانکہ یہ ممنوع ہے۔ خود قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔ فنزلنا حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں۔

حاصلہ انہ ما وقع تنکرا للوحی
فیلہ تعظیما لہ و اہتما ما لسانہ
فاجی اللہ الیہ تلک اللیلۃ
خلاصہ یہ ہوا کہ اس میں وحی مکرر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کی شان کے لئے پس اللہ تعالیٰ نے اس رات

بلا واسطہ جبریل و هذا یتیم بغیر واسطہ جبریل وحی فرمادی اور تحقیق یہ
ان جمع القرآن منزل بواسطہ پوری کی گئی اور قرآن میں جمع کرنے کے لئے
جبریل۔ بواسطہ جبریل علیہ السلام کے نازل کی گئی۔

اب مخالفین سے سوال ہے کہ جب ایک مرتبہ سورہ بقرہ عطا ہو چکی ہے پھر دوبارہ
اس کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ قبل از نزول تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم
ہو چکا تھا۔ صاحب تفسیر معالم التنزیل سورہ فاتحہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

(وفاتحہ الکتاب) مکیۃ وقیل مدینۃ سورہ فاتحہ مکی ہے اور کہا گیا ہے کہ مدینہ ہے
والاصح انہما مکیۃ ومدینۃ اور صحیح تو یہ ہے کہ یہ مکی بھی ہے اور مدینہ
نزلت بمکۃ حین فرضت بھی۔ اولاً مکہ میں نازل ہوئی پھر مدینہ پاک
الصلوة ثم نزلت بالمدینۃ میں نازل ہوئی۔

معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی پھر مدینہ پاک میں اس کا
نزول ہوا اب بتائیے کہ پھر سورۃ فاتحہ دوسری بار نازل کرنے کا کیا فائدہ۔

ماہ رمضان المبارک میں جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قرآن سناتے
تھے پھر اس کے نزول کا کیا فائدہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول قرآن سے قبل بھی
سارے قرآن کا علم تھا۔ بلکہ قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو تمام آسمانی کتابوں کا علم تھا ذرا ملاحظہ کیجئے۔

يَا اَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا اِے اہل کتاب یعنی یہودیو ائمہارے
علیکم الکتاب تبیاناً لکل شیء کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت یہ آیت اتری تمام اکتب
نازل ہو چکی تھی۔ اس کے بعد کچھ نہیں اُترا۔

فائدہ جو علوم آپ کو عطا ہو گئے تھے انہیں اجمالی اور جو بعد کو نازل ہوتے گئے وہ تفصیلی

اجمال و تفصیل کی تقریر دیوبندی وہابی کہتے ہیں کہ اہلسنت کا عجیب مذہب ہے کہ
تو مانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کل مخلوق سے پہلے پیدا

ہوئے اور دنیا میں تشریف لائے تو پڑھے پڑھائے آئے۔ لیکن جب حضور علیہ السلام پر کوئی
اعتراض اٹھتا ہے تو جواب میں کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ تدریجی معلوم عطا کا ہے فلہذا یہ اعتراض
بیجا ہے وغیرہ وغیرہ۔

جواب اس کا تفصیلی جواب تو فقیر نے البشیرۃ لتعلیم الامتہ (باب العلم) میں لکھا ہے یہاں
اجمالی (انشاء اللہ تعالیٰ) تفصیل کا کام دے گا وہ یہ کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم عالم دنیا میں تعلیم کے لئے تشریف لائے اسی لئے آپ نے اس دنیا میں ازاول تا آخر
اسی طرح زندگی بسر فرمائی جیسے ایک بستر زندگی گزارتا ہے اسی لئے آپ کے متعلق اہل علم نے فقر
اختیار تسلیم کیا اسی معنی پر آپ کا پیدائشی طور عالم ہونا مسلم۔ لیکن تعلیم کی تکمیل کے لئے ابتداء
وحی تا اكمال دین آپ کا طریقہ وہی رہا جو آپ آقا کے ایک غلام پابند احکام کو ہوتا ہے اسی لئے
آپ ہر حکم الہی کو اسی موقع پر صادر فرمایا جو اس کا وقت تھا اگرچہ اس کا علم آپ کو اس سے
پہلے تھا مثلاً جمعہ کی فرضیت کا علم آپ کو علم مکہ معظمہ میں سے ہی تھا لیکن چونکہ اس کے اظہار
کا وقت نہ تھا اسی لئے آپ نے اسے مدینہ پاک جا کر ظاہر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ علم کے ہوتے
ظاہر نہ کرنا وہ لامعلی نہیں بلکہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے اسی طرح علم اجمالی کے ہوتے تفصیل کمال
ہے کہ تفصیل علم وقت کا منتظر ہوتا ہے اجمالی ہر وقت موجود رہتا ہے مثلاً حافظ القرآن تیس
پاروں میں جہاں سے چاہے پڑھے پڑھ سکتا ہے تیس پاروں کا علم اس کے سینے میں ہر وقت
موجود ہے لیکن تفصیل کے وقت اسی طرح پڑھے گا جس طرح قرآن مجید کی ترتیب ہے۔

دوسرے طریق سے اسے یوں سمجھئے کہ تراویح میں حافظ القرآن نے ہر رات ایک
پارہ پڑھنا ہے اسی ترتیب سے وہ ہر رات آگے بڑھتا چلا
جائے گا۔ کوئی صاحب حافظ صاحب کو دوران قرآن ایسا لقمہ دے جو اس کی منزل سے آگے ہے

باب

احادیث مبارکہ

قرآن مجید کے دلائل کے بعد احادیث مبارکہ کا مرتبہ ہے ہم انما للجمہت احادیث پاک سے دلائل لاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ ہم اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے سرائے مستقیم پر گامزن ہیں۔

حدیث ۱: عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْوَلَدِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَ مِنْ نَسِيَةٍ

البخاری، مشکوٰۃ شریف ص ۵

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتداء آفرینش سے لے کر جنینوں اور روزخیزوں کی اپنی اپنی منزل میں داخل ہونے تک کی خبری اور کہا اس کو جب نے یاد رکھا یاد رکھا اس کو اور بھلا دیا اور جس نے بھلا دیا اس کو۔

حدیث ۲: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْاُخْطَبِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اَنَّ الْغَبْرَ وَصَّعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَفَرَتِ الظُّلُمُ فَزَلَّ فَصَلَّتْ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرُ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى

حافظ صاحب اس کی نہیں مانیں گے اس لئے کہ وہ جو فقرہ دے رہا ہے اس حصہ قرآنی کا بھی وقت نہیں آیا۔ حافظ صاحب کی اس طرز کو کوئی حافظ صاحب کی لاعلمی پر محمول کرے تو ہم سبکیں گے کہ حافظ صاحب کی لاعلمی بتانے والا پاگل ہے جاہل ہے ایسے ہی بلا مثیل حضور نبی پاک شہر لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجمال و تفصیل کو سمجھنے کے آپ نے تین سال کی زندگی مبارک میں بشریت کی تکمیل فرمائی تھی۔ آپ کے سامنے جو امور مقدم و مؤخر آدا کر بنے تھے اس سے سر مو آپ ہیئتے تو تکمیل بشریت کے منافی تھا لیکن کفار و مشرکین آپ سے بعض تاخیر کے امور پہلے پوچھ لیتے یا وہ امور جو ان کے لائق نہ تھے بے جا سوال کر دیتے آپ کا انہیں نہ بتانا لاعلمی سے نہ تھا بلکہ منہجی بر حکمت تھا اسی طرح آپ کا جملہ امور کا ابتدا جانا اجمالی اور اسے ظاہر نہ کرنا منہجی بر حکمت تھا پھر جب ظاہر کرنے کا وقت آیا تو آپ نے علوم کے سمندر بہائے جنہیں صحابہ کرام نے آنکھوں سے دیکھ کر آپ کی نبوت کی صداقت کی شہادت دی لیکن کفار نے نہ اس وقت مانا نہ اب مانے ہیں الحمد للہ ہم اہل بیت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وراثت میں حضور علیہ السلام کے علوم غیبیہ پر پورا یقین ہے۔ کسی بد قسمت کو اگر سمجھ نہیں آ رہا تو یقین کرے تو اسے کفار و مشرکین اور منافقین کی وراثت نصیب ہے۔

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے حالات تفصیل سے پڑھ جائیں تب

ولادت پاک سے استدلال

بھی یقین ہوگا کہ آپ دنیائے عالم میں تشریف لانے سے پہلے عالم علوم الہیہ تھے مثلاً پیدا ہوتے ہی بحمد رب ہونا ۲۔ امت کے لئے غیر و بھلائی کے لئے دعا فرمانا۔ ۳۔ نبی بنی حلیہ کو دیکھ کر مسکرا دینا ۴۔ نبی بنی حلیہ کے ایک پستان سے دودھ پی کر دوسرا پستان صافی بھائی کے لئے چھوڑ دینا۔ ۵۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو چاند کے گہوارے کے دوران گھومنے کی خبر دینا۔ ۶۔ جگہ حالات قبل ولادت و بعد ولادت تا بس شہر تک کی خبر دینا۔

Click

يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا (رواه مسلم)

(از مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۲ باب العزرات)

روایت ہے عمرو بن الخطب انصاری سے کہا نماز پڑھانی جیسا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر پس خطبہ فرمایا ہمارے
لئے یا وعظ فرمایا یہاں تک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اترے اور نماز
پڑھی ظہر کی اور پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے اور یہاں تک
کہ آگیا وقت عصر کی نماز کا پھر اترے اور نماز پڑھی عصر کی پھر چڑھے منبر
پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ غروب ہوا آفتاب یعنی پس تمام دن
خطبہ ہی میں گزارا۔ پس خبری ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ ہونے والی ہے قیامت
تک یعنی دقائے اور حوادث اور عجائب اور غرائب قیامت کے محل یا فصل
بیان فرمائے۔ پس اس میں بہت سے معجزے ظاہر ہوئے کہا عمر و بنے پس
دانا ترین ہمارا بہت یاد رکھنے والا ہمارے یعنی اس دن کو۔ ذکر و اہلیت
اور کہا یہ حال الدین نے اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے بہت یاد رکھنے والا
ہمارا اب تعہد کو دانا ترین ہمارے یعنی اب نقل کی یہ مسلم نے

(ترجمہ از مظاہر الحق مطبوعہ نوکلشہ بیچ چہارم ص ۱۱۲)

فہم نے مظاہر حق کا ترجمہ مع فوائد کے لکھ دیا تاکہ مخالفین کو انکار کی گنجائش نہ ہو
کیونکہ مظاہر حق ان کے اپنے ہم عقیدہ مولوی قطب الدین و جلوی کی تصنیف ہے۔
حدیث ۳۱۔ بخاری شریف میں ہے کہ:

قَامَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ
أَرْجَبَ بَيْنَ يَدَيْهَا أَمْوَالًا عَظِيمًا قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ أَحَبَّ
أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلَيْسَ أَلَّا يَسْأَلَهُ عَنْهُ فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي

عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِيهِ مَقَامِي هَذَا فَقَامَ
رَجُلٌ فَقَالَ أَيْنَ مَدَّخِلِي قَالَ النَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ حُذَافَةَ
فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةَ ثُمَّ كَثُرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي
سَلُونِي (بخاری ص ۲۰۲)

”کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے
واقعات میں پھر فرمایا کہ جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے قسم خدا کی
جب تک ہم اس جگہ یعنی منبر پر ہیں تم کوئی بات ہم سے نہ پوچھو گے مگر
ہم تم کو اس کی خبر دیں گے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرا ٹھکانہ
کہاں ہے؛ فرمایا جہنم میں۔ عبداللہ ابن حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا
کہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ۔ پھر بار بار فرماتے رہے کہ پوچھو پوچھو۔“

فہم نے یہ بات ہے کہ جس کا علم سوائے اس کی ماں کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا لیکن حضور
نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا تامل بیان فرمادیا اور مرزے کی بات یہ ہے کہ ماضی ہم کہہ
کر اپنے علم کی کا دعویٰ فرمادیا اگر آپ کا علم محدود ہوتا تو آپ اس طرح کا دعویٰ نہ کرتے۔

عَنْ حَدِيقَةَ قَالَ قَامَ فَبَيَّنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يُكُونُ فِيهِ مَقَامُهُ ذَلِكَ
إِلَى يَوْمِ السَّاعَةِ الْأَخْدَثَ بِهِ حِفْظُهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ
مَنْ نَسِيَهُ قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابُ هُوَ لَا أَنَّهُ لَيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْ
قَدْ نَسِيَهُ فَاذْكُرُوا كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ
ثُمَّ إِذَا رَأَاهُ عَرَفَهُ (متفق عليه)

(از مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۱ کتاب الفتن فصل اول)

بَقْدَرُ الْحَاجَةِ

روایت ہے ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل تھیلی کے کر دکھایا۔ پس دیکھا میں نے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔ (مظاہر الحق ص ۲۵)

حدیث ۶۷ شکوة شریف ص ۶۹ باب الساجد میں ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ فِيمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ فَوَضَّعَ لَفَافَةً بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَوَضَّعَتْ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَفَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَذَلِكَ نُرَى إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ (رواه الدارمی موسلاً)

عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا اور فرمایا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول نفیس کی سوزی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان یا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور حضرت نے اس مناسبت حال کے مطابق یہ آیت دیکھا کہ الم تآلات فرانی۔

(مظاہر حق)

روایت ہے کہ مذہب نے کہا کفر ہے ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر ہے یعنی خطبہ پڑھا اور وعظ کیا اور خبر دی اُن فتنوں کی کہ ظاہر ہوں گے نہیں چھڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی اس مقام میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا اس کو یاد رکھا اور بعض نے فراموش کیا۔ کہا مذہب نے کہ تحقیق جانا ہے اس قصہ کو میرے اُن یاروں نے یعنی جو کہ موجود ہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے۔ لیکن جانتے نہیں ہیں اُس کو مفصل اس لئے کہ واقع ہوا ہے ان کو کچھ خیال نہ ہو خواص انسان ہے اور میں بھی انہی میں سے ہوں کہ جو کچھ بھول گئے ہیں جیسے کہ بیان کیا اپنے حال کو اور تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ واقع ہوتی ہے ان چیزوں میں سے کہ خبر دی تھی آنحضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ چیز کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اس کو پس دیکھتا ہوں میں اس چیز کو پس یاد لاتا ہوں میں اس کو جیسے کہ یاد لاتا ہے شخص چہرہ شخص کا۔ یعنی بطریق اجمال و ابہام کے جب کہ غائب ہوتا ہے اس سے اور فراموش کرتا ہے اس کو ساتھ تفصیل و تشخیص کے۔ پھر جب کہ دیکھتا ہے اس کو پہچان لیتا ہے اس کو شخص یعنی ایسے ہی میں وہ باتیں مفصل بھولا ہوا ہوں لیکن جب کہ واقع ہوتی ہے کوئی بات اُن میں سے تو پہچان لیتا ہوں کہ وہ وہی ہے جن کی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ نقل کی یہ بخاری و مسلم نے۔

(مظاہر الحق ص ۳۲)

حدیث ۵۷ شکوة شریف ص ۷۵ فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُنِي الْأَرْضَ مِنْ فَرْأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا

حدیث ۱۔ مشکوٰۃ الصالحین باب الساجد وموضع الصلوٰۃ ص ۴۷ میں بروایت معاذ بن جبل ایک حدیث میں یہ الفاظ مرئی ہیں،

فَإِذَا أَنَا بِرَبِّكَ تَعَالَىٰ فِي أَعْيُنِ صُورَةٍ
تَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ كَيْفَ قَالَ رَبِّي قَالَ فِيهِمْ يَخْتَصِم
الملائكة على قلت لا أدري قالها ثلثًا قال فوالت فوالت وضع
كفه بين كتفي فرجبت بروانا مله بين ثدي فتجلى لي
كل شيء وعرفت ۛ

میں نے اپنے سامنے پایا اچھی صورت میں فرمایا اے محمد میں حاضر ہوں فرمایا
ملا علی کس بات میں تجھ کوئی میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ پروردگار نے
یہ تین بار فرمایا دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ پھر میں نے دیکھا کہ پروردگار نے
اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان میں رکھا یہاں تک
کہ مجھے اس کے پورے کی سرری اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی
مجھ پر ہر شے حاضر ہوئی اور میں نے انہیں پہچان لیا۔

۱۔ ان روایات کا مطلب شارحین حدیث سے کہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ
حضور علیہ السلام کو آسمان وزمین کی تمام کائنات بلکہ اس سے بھی مافوق و ماتحت کا علم مرحمت
فرمایا گیا۔

۱۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول میں مرقوم ہے،

فعلت ای بسبب وصول ذالک الفیض مافی السموات
والارض یعنی ما اعلمہ اللہ تعالیٰ مما فیہما من الملائکۃ
والاشجار وغیرہا عبارة عن سعة علمه الذی فقه اللہ
به علیہ وقال ابن جبرائی جمیع الکائنات التی

فی السموات بل وما فوقها کما یستفاد من قصۃ المعراج
والارض ہی بمعنی الجنس ای جمیع ما فی الارضین
السبع بل وما تحتها کما افادہ اخبارہ علیہ السلام عن الثور
والموت الذین علیہما الارضوان کلہما یعنی ان اللہ ارى
ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ملکوت السموات
والارض وكشف له ذالک وفتح علی الباب الغیب

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب
سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی
جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تعین فرمایا ان چیزوں میں سے جو آسمان اور زمین
میں ہیں مگر انہیں اور اشجار وغیرہا میں سے یہ عبارت ہے حضرت کے
وسعت علم سے جو اللہ نے حضرت پر کھول دیا۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ مافی السموات سے آسمانوں بلکہ ان سے
بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جیسا کہ قصہ معراج سے مستفاد ہے
اور ارض یعنی جس سے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ
جوان سے بھی پہنچے ہیں سب معلوم ہو گئیں۔ جیسا کہ ثور و حوت کی خبر
دینا جن پر سب زمینیں ہیں اس کو ظاہر کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے
ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور اس کو
ان کے لئے کشف فرما دیا اور مجھ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔

۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کی
شرح میں ارقام فرماتے ہیں،

کا ملک عظیم دکھایا تاکہ وہ وجود ذات و صفات و توحید کے ساتھ یقین کر لیں اور
یہی ہے ہوں۔

اہل تحقیق نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لئے
کہ خلیل علیہ السلام نے آسمان اور زمین کا ملک دیکھا اور حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے جو کچھ آسمان و زمین میں تھا ذوات و صفات ظاہر و باطن سب
دیکھا اور خلیل کو وجوب ذاتی اور وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان و زمین دیکھنے
کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال اور ارباب سلوک، مجتہدین اور طاہروں
کی حالت ہے اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اتزل حاصل ہوا۔ پھر عالم
اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ مجتہدین، مطلوبین اور مجتہدوں کا نشان ہے۔
علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کا شرح میں ارقام فرماتے ہیں۔

۳

والمعنی اُنہ کا راہی ابواہیم ملکوت السموات والارض
کذلک فتح علی ابواب الخیوب حتی علمت ما فیہا
من الذوات والصفات والظواهر والمغیبات
یعنی معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو آسمان اور
زمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجتہد پر غیبیوں کے دروازے کھول دیے
گئے یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں یعنی آسمان و زمین میں ہے ذوات
صفات ظاہر و مغیبات سب کچھ۔

خلاصہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو زمین و آسمان کا مشاہد بنایا اور
علم الاولین والآخرین عطا فرمایا گویا ازل سے اب تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا
وہ سب کچھ آپ پر ظاہر ہو گیا۔

فعلمت ما فی السموات والارض پس دانستم ہرچہ
در آسمانہا و ہرچہ در زمینہا و ہرچہ در زمین بود۔ عبارت است از حصول تمام
علوم جزوی و کلی و احاطہ آں و تلاؤ و خواند آں حضرت مناسب این حال
و بقصد استنباد بر امکان آں این آیت را کہ و کذلک نری ابراہیم
ملکوت السموات والارض و ہم چنین نوزیم ابراہیم خلیل اللہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام را ملک عظیم تمام آسمانہا و زمین و زمین را
لیکون من الموقنین تا آنکہ گرد ابراہیم از یقین کنندگان بوجود ذات
و صفات و توحید و اہل تحقیق گفتند اندکہ تفاوت است در بیان
این دو رویت زیرا کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید
و حبیب ہرچہ در آسمان و زمین بود از ذوات و صفات و ظواهر و باطن
ہر را دید و خلیل حاصل شد مراد یقین بود وجوب ذاتی وحدت حق
بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین چنانکہ حال اہل استدلال
و ارباب سلوک و مجتہدان و طالبان مے باشد و حبیب حاصل شد مراد
یقین و وصول الی اللہ اول پس ازاں دانست عالم را و حقائق آتر چنانکہ
نشان مجتہدان و مجتہدان و مطلوبان است و اول موافق است بقول
ما رأیت شیئاً الا ما رأیت اللہ قبلہ و شتان ما بینہما۔
ترجمہ: یعنی حاصل عبارت یہ ہے کہ جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں
میں ہے۔ یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی و کلی کے حاصل ہونے
اور ان کا احاطہ کرنے سے اور حضور نے اس حال کے مناسب
استنباد یہ آیت تداوت فرمائی۔

اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں

غرض کوئی فردہ زمین پر ایسا نہیں ہے جس کی آپ کو خبر نہ ہو کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جو آپ پر ظاہر نہ ہو۔ ہمارے تمہارے سب کے تمام اقوال، افعال، احوال اور اعمال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر ہیں اور آپ ان کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے ہاتھ کی پتھلی۔

حدیث ۹: شرح مواہب لدنیہ زرقانی میں حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایت سے

إِنَّ اللَّهَ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظَرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَأَنِّي فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى كَفِّهِ هَذَا

اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری دنیا کو پیش فرمایا پس ہم اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہو نہ والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔

ف: اب ان روایات کے معنی شارحین سے سنئے۔
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور شرح شفا الملاحی قاری و زرقانی شرح مواہب نسیم الریاض شرح

شفا میں ہے۔
وَحَاصِلُهُ أَنَّهُ طَوَّيْلُ لَةِ الْأَرْضِ وَجَعَلَهَا حُجْرَةً كَثِيرَةً كَفِّ فِيهِ مَرْوَةٌ يَنْظُرُ إِلَى جَمْعِهَا وَطَرَاهَا بِمَقْرُبٍ يَبْعِدُهَا إِلَى قَرِيبٍ مَا حَتَّى إِطْلَعَتْ عَلَى مَا فِيهَا

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے لئے زمین سمیٹ دی گئی اور اس کو ایسا جمع فرمایا گیا جیسے ایک ہاتھ میں آمینہ ہو اور وہ شخص اس پورے آمینہ کو دیکھتا ہو اور زمین کو اس طرح سمیٹا کہ دور والی کو قریب کر دیا اُس کے قریب کی طرف یہاں تک

کہ ہم نے دیکھ لیا ان تمام چیزوں کو جو زمین میں ہیں۔

۲۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

فَعَلِمْتُ بِسَبَبِ وُضُوعِ ذَلِكَ

۳۔ علامہ زرقانی شرح مواہب ۲۳۴ میں لکھتے ہیں کہ

إِنَّ اللَّهَ قَدَرَفَعَ أَيْ أَظْهَرَ كَشْفَ لِي الدُّنْيَا بِحَيْثُ احْطَطْتُ بِجَمِيعِ مَا فِيهَا فَإِنَّا أَنْظَرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَأَنِّي فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى كَفِّهِ هَذَا

یعنی ہمارے سامنے دنیا ظاہر کی گئی اور کھولی گئی کہ ہم نے اس کی تمام چیزوں کا احاطہ کر لیا پس ہم اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہو نہ والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ کو اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے حقیقتہً ملاحظہ فرمایا یہ احتمال دفع ہو گیا کہ نظر سے مراد علم ہے۔

۴۔ امام احمد رضا عظمیٰ مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

وَلَا شَكَّ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَطْلَعَهُ عَلَى أَثَرَيْهِ مِنْ ذَلِكَ وَأَلْقَى عَلَيْهِ عِلْمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ

اس میں شک نہیں کہ اللہ نے حضور علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ پر مطلع فرمایا اور آپ کو سارے اگلے پچھلے حضرات کا علم دیا۔

۵۔ ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔

يُنْظَرُ كَمَا مَضَى أَمْنِي سَبَقِي مِنْ

تم کو حضور علیہ السلام انگوں کی گڈی

خَبَرَ الْأَوَّلِينَ مِنْ قَبْلَكُمْ وَمَا هُوَ
كَأَنَّ بَعْدَكُمْ أَمَى مِنْ نَبَأِ الْآخِرِ
فِي الدُّنْيَا وَمِنْ أَحْوَالِ الْأَجْمَعِينَ
فِي الْعُقُبَا

برائی خبریں جیتے ہیں اور جو کچھ تمہارے بعد
کچھ خبریں ہیں وہ بھی بتاتے ہیں ،
دنیاوی حالات اور آخرت کے سب
حالات

۶

یہی علامہ علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔

فِيهِ مَعَ كُتُبِهِ مِنَ الْعَجَزَاتِ
دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ عِلْمَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مُحِيطٌ بِالْكَلِمَاتِ وَالْجُرَيْمَاتِ
مِنَ الْكَائِنَاتِ وَغَيْرِهَا

اس حدیث میں معجزہ ہونے کے ساتھ
ہی ساتھ اس پر بھی دلالت ہے کہ حضور
علیہ السلام کا علم کلی اور جزئی واقعات
کو گھیرے ہوئے ہے۔

ف ، محدثین کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام تمام عالم کو اور اس میں ازل
تا ابد ہونے والے واقعات کو اس طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں جیسے کوئی اپنے ہاتھ میں آئینہ لے کر اس
کو دیکھتا ہے۔

لکن دست مبارک کے ملاحظہ فرما رہا ہوں یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حدیث میں نظر
سے حقیقتاً دیکھنا اور ہے نہ کہ نظر کے معنی مجازی مشکوٰۃ المصابیح باب المعجزات ص ۱۳۴
میں درج ہے ۔

حَدِيثُهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَهُ ذُبُّ الرَّاغِي غَنِيًّا فَخَذَّ
مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ
الذُّبُّ عَلَى تَلٍّ فَأَتَى وَاسْتَشْفَرَ فَقَالَ قَدْ عَمِدْتُ إِلَى رَجُلٍ
رَزَقْنِيهِ اللَّهُ أَخَذَنِي ثُمَّ انْتَزَعَنِي مِنْهُ فَقَالَ الرَّجُلُ
يَا اللَّهُ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذُبُّ يَسْكُمُ فَقَالَ الذُّبُّ أَعْجَبُ مِنْ
هَذَا رَجُلٌ فِي الْغَلَاتِ بَيْنَ الْوَسْطَيْنِ يُخْبِرُكُمْ لِيَمَاءِ ضَبِي وَ

مَا هُوَ كَأَنَّ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهْوِي بِمَا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَرَهُ وَأَسْلَمَ وَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الحدیث باب المعجزات مشکوٰۃ ص ۱۳۴

ایک بھیرا ایک بکریوں کے چرواہے کی طرف آیا اور اس نے بکریوں
کے ریڑھ میں سے ایک بکری پکڑ لی پھر اس نے اس بھیرے کو ڈھونڈا
یہاں تک کہ اس بکری کو اس سے چھڑا لیا کہا ابو ہریرہ نے کہ بھیرا ایک ٹیلے
پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دم اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کی اور کہا کہ میں
نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ جل شانہ نے مجھے دیا تھا اور میں نے اس
کو لے لیا پھر تو نے مجھ سے چھڑا لیا۔ چرواہے نے تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم
میں نے آج کی طرح کبھی بھیرے کو کھام کرتے نہیں دیکھا۔ بھیرے نے کہا
اس سے زیادہ تعجب انگیز ایک شخص کا حال ہے جو دو سنگتوں کے درمیان
کچھ کے رخسار یعنی مدینہ میں ہے کہ وہ شخص گذشتہ اور آئندہ یعنی جو کچھ
ہو چکا اور جو آئندہ تمہارے بعد ہوگا دنیا اور عقبی میں سب کی خبریں دیتا ہے
ابو ہریرہ نے کہا کہ وہ چرواہا یہودی تھا یہ واقعہ دیکھ کر خدمت اقدس نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حضور کو اس تمام کی خبر دی اور اسلام
لایا۔

حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و اوصیاء و بارک وسلم نے اس کی
خبر کی تصدیق کی،

ف ، جانور اور جانوروں میں بھی درندے تو حضور کو عالم ماکان و ماہو کائنات جانیں اور
بیان کریں۔ مگر انسان کو ابھی ترور ہے۔

علامہ علی قاری مرقاۃ المصابیح ج ۵ ص ۴۴ میں یحییٰ بن یزید کو بیا مضی و ماہو کائنات

کی شرح یوں کرتے ہیں۔

يُنْبِئُكُمْ بِمَا مَضَىٰ أَمْرِي بِمَا سَبَقَ مِنْ خَيْرِ الْأَدْلَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَمَا هُوَ كَأَنْ بَعْدَكُمْ أَمْرٌ مِنْ نَبَأِ الْأَخْرَيْنِ فِي الدُّنْيَا
وَمِنْ أَحْوَالِ الْأَجْمَعِينَ فِي الْعُقْبَىٰ

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت گذشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں اور ہمارے
بعد والوں کی دنیا اور جہنم احوال عقبیٰ کے کی خبر دیتے ہیں۔

حدیث ۹: لَقَدْ تَرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَا يَجْرَأُ طَائِفَتَنَا حَتَّىٰ إِلَّا ذَكَرْنَا مِنْهُ حِلْمًا

ارواء الطبرانی

یعنی نبی کریم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس حال میں
مفارقت فرمائی کہ کوئی پرند یا پتھر کہ اپنے بازو کو ہانے مگر حضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے بھی اس کا بھی بیان فرمایا۔

ازالہ وسام: مخالفین کو تردد ہو گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے جملہ
حالات کیے بیان فرمادیے۔ اوپر کی حدیثوں میں گذر کہ ایک ہی روز میں حضور نے قیامت تک
کے سب حالات بتائے۔ یہ بات ضرور تعجب انگیز ہوگی کہ ایک دن کا وقت اتنی وسعت کب
رکھا ہے۔ یہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام حالات بیان فرمادیے اللہ جل شانہ نے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو یہ قدرت مرحمت فرمائی تھی۔

۱۵
۱۱۰
مدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲ ص ۲۱۴ میں ہے۔

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَلَدِ بِجَمِيعِ
أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنْ إِبْتَدَائِهَا إِلَى انْتِهَائِهَا وَفِي

إِنْشَادِ ذَلِكَ كَلِمَةٍ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ أَمْرٌ عَظِيمٌ مِنْ
خَوَارِقِ الْعَادَةِ وَكَيْفَ وَقَدْ أُعْطِيَ مَعَ ذَلِكَ جَمَاعَةُ الْكَلَمِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے ابتدائے آخر خبر دینا
اور جملہ حالات ایک مجلس میں بیان فرمانا معجزہ ہے کیوں نہ ہو
جب کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جمیع الکلم عطا فرمائے۔

ف: جب کل کائنات کے قرۃ درۃ کو ایک دن میں بیان کرنا معجزہ ہے تو پھر
انکار کیوں۔ اس قسم کے معجزات انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوتے ہیں۔

شکوۃ باب بدر الثانی و ذکر الانبیاء

حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ: علیہم السلام ۵۰۰ میں ہے۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ خَفِيفٌ عَلَى دَاوُدَ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْتِيهِ مُرِيدًا وَابِعًا فَتُسَبِّحُ
فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تَسُجِدَ دَوَابُّهُ وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ
عَمَلٍ يَكُونُ

(رواہ البخاری)

ابو ہریرہ سے مروی ہے سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور پڑھنا آسان کیا گیا تھا۔ آپ اپنے
جائیدوں پر زین کئے کا حکم فرماتے پس زین کئی جاتی آپ پڑھنا
شروع کرتے اور زین کس کس چکنے سے پہلے آپ زبور ختم کر لیتے اور
اپنے کب سے کھاتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت، چہارم ص ۲۸۹ میں ہے،
اسی حدیث کے تحت مظاہر الحق جلد

اللہ تعالیٰ اپنے اچھے بندوں کے لئے زمانہ کو طے و بسط کرتا ہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت سا اور سیدنا حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ رکاب میں پاؤں رکھتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تک قرآن ختم کر لیتے اور ایک روایت میں ہے کہ کعبہ سے اس کے دروازہ تک جانے میں پڑھ لیتے۔

مراجعة المفاتیح جلد ۵ ص ۳۴۳ میں ہے۔
ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا: قَالَ التَّوْرَةُ نُشِيتُ يُرِيدُ بِالْقُرْآنِ الزُّبُرَ لِأَنَّهُ قَصْدٌ اعْجَازُهُ مِنْ طَرِيقِ الْقِرَاءَةِ وَقَدْ ذَكَرَ الْحَدِيثُ عَلَى أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُطَوِّي الزَّمَانَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ كَمَا يُطَوِّي الْمَكَانَ لَهُمْ وَلِهَذَا بَابُ لَا سَبِيلَ إِلَى إِدْرَاكِهِ إِلَّا بِالْقِيَاسِ الْوَسَائِفِ

تورہ پشی نے فرمایا کہ قرآن سے زبور مراد ہے اس لئے کہ طریق قرآن سے اعجاز مطلوب تھا اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ زمانہ کو پیٹتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے جیسے مکان کو پیٹتا ہے اپنے بندوں کے لئے اور اس باب کا سمجھنا سوائے فیض ربانی کے مشکل ہے۔

اولیاء اللہ کا ایک لمحہ میں تمام قرآن مجید تم کر لیتا، جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے،

عن بعض المشائخ انه قراء بقرآن حين استلم الحجر الأسود والركن الاسود حين وصول محاذات باب الكعبة الشريفة والقبة المنيفة وقد سمعه ابن الشيخ شهاب الدين السهري ومنه كلمة كلمة و حرفا حرفا من اولها الى آخرها قدس الله تعالى اسرارهم ونفعنا بركة اولادهم.

مولنا جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس میں ارقام فرماتے ہیں کہ بعض شائخ سے منقول ہے کہ انہوں نے حجر اسود کے استلام سے دروازہ کعبہ شریف پر پہنچنے تک تمام قرآن مجید پڑھ لیا جس کو ابن کثیر شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھ رکھا اور حرف حرف اول سے آخر تک سنا۔ (مظاہر حق)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیاز مندوں کا یہ حال ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک مجلس میں جبہ احوال کی خبر دینا کیا محال،
حدیث ۱۸: وَقَالَ السُّنْدِيُّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرِضْتُ عَلَى أُمِّتِي فِي صُورِهَا فِي الْيَتِيمِ كَمَا عَرِضْتُ عَلَى آدَمَ وَأَعْلَيْتُ مَنْ يُؤْمِنُ وَمَنْ يَكْفُرُ فَبَلَغَ ذَلِكَ الْمُنَافِقِينَ قَالُوا ايسئهمزاع زعم محمد صلي الله عليه وسلم سلفنا انهم يعلمون يؤمنون به ومن يكفر من من يخلق بعد وتحدث معه وما يعرفنا فبلغ ذلك

نے میرے علم میں طعن کیا آج سے قیامت تک کی جس چیز کو چاہو
مجھ سے دریافت کرو میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ پس حضرت
عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرا پ کون
ہے فرمایا حذافہ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا
یا رسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن
کے امام ہونے اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری تقصیر
معاف فرمائیے۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے۔

حدیث ۱۳: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ قَالَ
فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ
فَمَا تَرَكَ شَيْئًا إِلَّا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ فِي مَقَامٍ
ذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ الشَّمْسُ عَلَى رُؤْسِ النَّخْلِ وَ
أَطْرَافِ الْخَيْطَانِ قَالَ أَمَا أَنْتَ لَمْ يَبَيِّنْ مِنَ الدُّنْيَا شَيْئًا مَضَى
مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا الْحَدِيثُ.
(معالم التنزيل)

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت نے ایک روز عصر کے بعد
ہم میں کھڑے ہو کر قیامت تک ہو بنوالی چیزیں سب ہی بیان کر دیں
اور کوئی چیز نہ چھوڑی۔ یہاں تک کہ دھوپ کچھوڑ دی اور دیواروں
کے کناروں پر پہنچ گئی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال میں سے صرف اس قدر
باقی رہ گیا جتنا دن باقی رہ گیا ہے۔

حدیث ۱۴: عَنْ حذيفة بن اسيد قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم عرضت على امتي البارحة لدمى هذه الحجة حتى

وَسُئِلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَى الْمَنْبَرِ
فَخَسِدَ اللَّهُ وَاسْتَفْخَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوا
فِي عَلِيِّ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ
السَّاعَةِ إِلَّا أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَذَافَةَ السَّهْمِيُّ
فَقَالَ مَنْ أَلْبَسَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ حَذَافَةَ فَقَامَ عُمَرُ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا
وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَرَبِّكَ نَبِيًّا فَأَعْفُ عَنَّا عَفَا اللَّهُ عَنْكَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُتَكَبِّرُونَ
ثُمَّ نَزَلَ عَنْ الْمَنْبَرِ

(تغییر خان ج ۱ ص ۳۲۶)

محمی اسنتہ نے معالم التنزیل میں ماکان اللہ لیز التوینیت
کے شان نزول میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ میری امت کی موتیں پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی
گئی تھیں اور مجھے معلوم ہو گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر
کرے گا۔ جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ متحیرے کہنے لگے کہ محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گمان ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ کون ان پر ایمان
لائیگا اور کون کفر کرے گا ان لوگوں میں سے جو ابھی نہیں پیدا
ہوئے اور کلمہ پیدائے جائیں گے یہ تو بڑی بات ہے ہم تو اب
موجود ہیں وہ بتائیں کہ ہم میں سے کون مومن اور کون کافر ہے یہ
خبر سنا کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور
اللہ کی حمد و ثنا کر کے فرمانے لگے کہ ان قوموں کا کیا حال ہے جنہوں

لَا نَأْرِفُ بِالرَّجُلِ مِنْهُمْ أَحَدًا بِصَاحِبِهِ

(رواہ الطبرانی)

یعنی طبرانی میں خلیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اس جہ کے نزدیک مجھے میری امت دکھائی گئی۔ جن کو میں تم سے زیادہ پہچانتا ہوں یہاں تک کہ البتہ میں ان میں سے ایک کو تمہارے اپنے دوست کو پہچاننے سے زیادہ پہچانتا ہوں۔

حدیث ۱۵۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَرَضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي بِأَعْمَالِهَا حَسَنُهَا وَبُجْهَافِهَا۔

(رواہ احمد والبودادہ)

ابوزر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری امت اپنے اپنے اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے سامنے کی گئی یعنی دکھائی گئی۔

حدیث ۱۶۔ اَنَا أَعْلَىٰ كُلِّ شَهِيدٍ وَأَنْ مَوْعِدُكُمْ الْمَوْضِعَ

وَأَنْفٍ لَا تَنْظُرُ إِلَيْهِ وَأَنَا فِي مَقَامِي هَذَا وَأَنْفٍ

قَدْ أُعْطِيَ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ (رواہ السیاح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یعنی میں تم پر گواہ (چشم دید)

ہوں اور تمہارا جائے وعدہ حوض کوثر ہے اور میں تحقیق اس کی طرف

اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی گئی ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کس قدر تصرف ہے کہ آپ دُنیا میں ہی حوض کوثر دیکھتے تھے اور آپ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیوں کے مالک بھی ہیں۔

حدیث ۱۷۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات سخت

تاریکی تھی اور پانی برس رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتادہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درخت خرواک کی ایک چھڑی دے کر فرمایا۔ تم یہ میسر

جاؤ یہ خود بخود روشن ہو جائے گی اور اس کی روشنی دس اٹھ آگے

اور دس اٹھ پیچھے پڑے گی۔ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ گے تو

ایک سیاہ چیز تمہیں نظر آئے گی وہ شیطان ہے اس سے اس کو مارا

تاکہ وہ نکل جائے چنانچہ فتادہ رضی اللہ عنہ کا روانہ ہوئے اور وہ شان

روشن ہو گئی اور گھر میں جا کر دیکھا تو حقیقت میں ایک سیاہ چیز

نظر آئی جس کو انہوں نے مار کر گھر سے نکال دیا۔

(السیرۃ النبویہ)

ف۔ فتادہ رضی اللہ عنہ کا مکان حضرت کے دولت خانہ سے بہت فاصلہ

پر تھا اور جس وقت آپ نے شیطان کی خبر دی تو سخت تاریکی تھی خصوصاً ان کے

گھر کے اندر تو روشنی کا گزربھی نہ تھا۔

خیال کیجئے کہ حضرت کو اس شیطان کا حال کیونکر معلوم ہوا کیونکہ جبریل علیہ السلام

کے اطلاع دینے کی خبر تو حدیث میں موجود نہیں ہے لہذا صاف ظاہر ہے کہ حضرت نے اسے

اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ دیکھنا ایسا تھا کہ نہ اس کو دیوار حائل ہوتی تھی اور نہ تاریکی اور نہ فاصلہ

مانع تھا۔ جو عبارت ایسی ہو کہ ایک دیوار حائل ہونے پر بھی دیکھ سکے تو اس کے لئے ہزاروں

ہیں فیہ اخبار النبوت بالغیب مفعولہ اب ثابت ہوا کہ علم غیب نبی کریم علیہ علی آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہے اب جانب مخالف اپنے دل میں انصاف کریں کہ معجزہ امور دین میں سے ہے اور امور دین کا علم جانب مخالف کو بھی تسلیم ہے۔ رہا آپ کا یہ فقرہ یعنی کتاب اور حکمت اور ان کے اسرار و حقائق اس میں بھی تمام علوم آگئے اس لئے کہ جناب حق سبحانہ تعالیٰ کلام اللہ کی شان میں ارشاد فرماتا ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا
لِّكُلِّ شَيْءٍ ط
یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
ہم نے تم پر کتاب کو نازل فرمایا کہ جو ہر

چیز کا بیان واضح ہے۔

پس جب کہ آپ کے نزدیک بھی سید عالم اعلم المخلوقات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتاب اور حکمت اور ان کے اسرار و حقائق تعلیم فرمائے گئے تو احاطہ علم نبوی سے کونسی شے باہر رہ گئی۔

حدیث ۲۰: عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لم يخلق ابداً في سفاح لم ينزل الله عز وجل نيقلني
من اصلا ب طيبة الى ارحام طاهرة صافيا مهذباً لا تشعب
شعبتان الا كنت في خيرهما۔

و شفا قاضی عیاض جلد ثانی ، مواہب اللدنیہ جلد اول ، خصائص الکبریٰ ،
ملزج النبوت جلد ثانی ، بیہقی و غیرہ ،

ترجمہ: یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ماں باپ زانیں جمع نہیں ہوئے

اللہ تعالیٰ مجھے پاک پشتوں سے پاک جموں کی طرف صاف و مہذب

دیواریں بھی حائل نہیں ہو سکتیں کیونکہ دیکھنے کے لئے جو شرط تھی کہ خارجی روشنی ہوا اور
کوئی کثیف چیز حائل نہ ہو وہ یہاں نہیں پائے گئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے شیطان کو دور سے دیکھ لیا اور پھر وہ دوسرے عالم کی شے ہے تب بھی آپ سے اوچل
نہ ہو سکا اور سرکار کو قرب و لب کی قید بھی ضروری نہ تھی وغیرہ وغیرہ۔

حدیث ۱۹: بخاری شریف سے حدیث جو مشکوٰۃ شریف ۱۸ میں ہے

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے جن کا خلاصہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو صدقہ

فطر کی نگہبانی پر مامور فرمایا۔ میں اس طعام صدقہ کی نگہبانی کرتا تھا کہ ایک

شخص آکر اس کھانے میں سے لپ بھر کر لے جانے لگا میں نے اس کو

پکڑ لیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں محتاج اور عیالدار سخت محتاج ہوں

میں نے اس کو چھوڑ دیا اور صبح کو حضرت اقدس نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ

رات تمہارے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اس نے کثرت

عیال اور شدت احتیاج کی شکایت کی مجھے رحم آیا میں نے اس کو

چھوڑ دیا۔ حضور سرور اپانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے

فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھرتے گا اسی طرح تین

بار فرمایا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ بیشک

پھر آئے گا اس لئے کہ حضور نے فرمادیا ہے۔

ف: اسی حدیث کے تحت میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے

نقل کرتا رہا۔ کوئی دو گروہ جلد نہ ہوتے تھے مگر میں ان کے بہترین
تھا۔

(ف) اس حدیث سے صراحت ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب
ہے کیونکہ اس حدیث کے الفاظ سے نہ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کو
بتلایا اور نہ ہی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جدید کوئی وحی بھیجی ہے بلکہ الفاظ سے بظاہر یہی ثابت ہوتا
ہے کہ آپ کو اپنے اجداد کا زائیں سر تکب نہ ہونا علم لدنی سے معلوم ہوا وہ علم لدنی جو
اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا۔

حدیث ۲۱، عینی شرح صحیح بخاری جلد ۱۰ اور قطب لانی جلد ۶ بحوالہ دلائل النبوت
بیہقی منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رد و ایک صحابی نے ایک قصیدہ پڑھا
جس میں ایک شعر یہ ہے

وَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ وَإِنَّكَ مَأْمُونٌ عَلَى كُلِّ غَائِبٍ

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور یہ بھی
شہادت ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر غیب بات پر مومن ہیں۔

(ف) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان اشعار کو شکر تسلیم فرمایا اور نہایت مختصر
ہوئے اس روایت صحیح سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کل غائب شے پر مومن
اور محیط ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ نبی کے سامنے کوئی خلاف شرع بات کی جائے اور آپ منع
نہ کریں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متصف بعلم غیب کہنا شرک ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام صحابی کو ضرور منع فرماتے۔

آپ کا منع نہ کرنا تصریح ہے کہ یہی عقیدہ حق ہے کہ حضور علیہ السلام
کلی غیب جانتے ہیں۔ اسی لئے آپ نے بجائے منع کے قسم فرما کر اظہار خوشی کیا۔

حدیث کے اقام میں سے ایک قسم یہ بھی ہے کہ اگر کسی شخص نے
قاعدہ حدیث : بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رد و کی اور آپ نے اس کو دیکھ کر
منع نہیں کیا بلکہ پسند فرمایا تو وہ فعل بھی سنت ہے اس کو اصطلاح محمدین میں حد
تقریری کہتے ہیں۔

اب یہ روایت حدیث تقریری میں شامل ہو کر ہماری عقیدہ کی مؤید بنی کہ
اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ ہمیں صحابہ سے ورثہ میں نصیب ہوا ہے۔

۲۲۔ صحیح بخاری و مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

لَا تُطِيعَنَّ هَذِهِ الرَّأْيَةَ عِنْدَ رَجُلٍ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ يَدَهُ
يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَعْطَاهَا عَلِيًّا كَوَفَّ اللَّهُ وَجْهَهُ
(رواہ الشیخان)

یعنی البتہ میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ
فتح دے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا پس آپ
نے وہ جھنڈا علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا۔

(ف) یہ روایت غزوہ خیبر کے موقع پر بیان فرمائی گئی جس میں انتخاب سیدنا
علی الرضی کا ہوا اس حدیث پاک میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مافی الغزوات
کل کی خبر بیان فرمائی ہے اور وہ بقول مخالفین اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی دوسرے کے لئے
ماننا شرک ہے۔ اب حدیث شریف کی رو سے فیصلہ ہو گیا کہ حضور علیہ السلام نے
جیسے خبری ویسے ہی ہوا جس سے نتیجہ نکالنا آسان ہے کہ نبی علیہ السلام کے لئے علم
مافی الغزوات یعنی علم غیب باعطائے الہی ماننا شرک نہیں بلکہ عین اسلام ہے اب فیصلہ فرما
کے ہاتھ میں ہے کہ اسلام کو شرک کہنا کتنا بڑا جرم ہے۔

حدیث ۲۳

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا أَوْ جَعْفَرًا وَابْنُ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خُبْرُهُمْ فَقَالَ أَخِذُوا الزَّيَّاتِ زَيْدًا فَأَصِيبْ ثُمَّ أَخِذُوا جَعْفَرًا فَاصِيبْ ثُمَّ أَخِذُوا ابْنَ رَوَاحَةَ فَأَصِيبْ وَعَيْنَاءُ تَذَرُ فَإِنْ حَتَّى أَخِذُوا الزَّيَّاتِ سَيِّفٌ مِّنْ سَيْفِ اللَّهِ يَغْنَمُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

(رواه البخاری)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی اطلاع انہیں پہلے لوگوں کو دیدی اور آپ نے فرمایا کہ زید نے نشان لیا تو وہ شہید ہوئے۔ پھر جعفر نے نشان لیا تو وہ شہید ہوئے پھر ابن رواحہ نے نشان لیا تو وہ شہید ہوئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ نے فرمایا کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی۔

(ف) موتہ ملک شام میں دمشق کے قریب ایک موضع ہے جو مدینہ منورہ سے بہت فاصلہ پر ہے وہاں کے حاکم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاصد کو قتل کیا تھا اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کی طرف لشکر بھیجا اور اُس لشکر پر نہ دین حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور ارشاد کیا کہ زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو پھر جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو سلمان اپنے میں سے کسی کو اپنا امیر بنالیں

جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ اُس لڑائی میں یہ تینوں صاحب شہید ہوئے سب لوگوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سردار کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر فتح دی گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس واقعہ کے وقوع سے پیشتر لوگوں کو بطور اخبار بالغیب خبر کر دی۔ نہ صرف خبری بلکہ آنکھوں سے مشاہدہ فرما کر ان کے لئے دعائیں کیں گویا آنکھوں سے مشاہدہ فرما کر ان کے لئے دعائیں کیں گویا آپ میدان جنگ میں موجود ہیں اس سے حاضر و ناظر کی دلیل بھی ملتی ہے۔ تسکین الخواطر دلوں کا چین میں تفسیل سے لکھا ہے۔

حدیث ۲۴: بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی موت کی خبر اُسی دن دی جس روز وہ مرا اور آپ نے صحابہ کے ہمراہ عید گاہ کی طرف جا کر نجاشی کی نماز جنازہ ملکہ پڑھی اور چار تکبیریں فرمائیں۔

ف: نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا لقب تھا جو کوئی دیاں کا بادشاہ ہوتا تھا اُسے نجاشی کہتے تھے اس نجاشی کا نام اصم تھا جو پہلے عیسائی تھا لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مبارک جس میں اس کو دعوت اسلام دی گئی تھی ملا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آیا۔ اور آپ کی رسالت کا اقرار کیا۔ اور جب وہ وفات پا گیا تو آپ نے اُس کا جنازہ پڑھا۔

لہذا عام غائب کو نجاشی پر قیاس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ جھالصل التبی میں سے تھا اس کے علاوہ کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی کا کوئی فعل اور اثر نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نجاشی کے جنازہ کے بعد کسی اور میت کا بھی غائبانہ جنازہ پڑھا گیا ہو۔

اگر مخالفین کے پاس اس روایت محولہ کے علاوہ کوئی صحیح حدیث

ہے تو پیش کریں البتہ اس روایت سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے کہ جب نماز جنازہ میں میت حضور علیہ السلام کے لئے توسا منے تھی) کا سامنے ہونا شرط ہے اسی لئے حضور نے نماز پڑھائی یہی ہم کہتے ہیں کہ آپ کیلئے قرب و بعد کی کوئی قیاس نہیں۔

حدیث ۲۵۸: مشکوٰۃ باب مناقب اہل البیت میں ہے۔

تَلَدَ فَاطِمَةُ اِنْ شَاءَ اللهُ عَلَماً يَكُونُ فِي حَجْرِكَ.

حضور علیہ السلام نے خبر دی کہ فاطمہ زہرا کے فرزند پیدا ہو گا جو

تہاری پرکش میں ہے گا۔

حدیث ۲۵۹: بخاری شریف باب اثبات القبر میں حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے،

مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كِبَرٍ أَمْ أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمُشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً وَطَبَّهَ فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَزَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً وَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يَخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَمُتِيَا.

حضور علیہ السلام دو قبروں پر گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا

تو فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کیا دشواریات

میں عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک تو پیٹاب سے نہ بچتا

تھا اور دوسرا چلی کیا کرتا تھا۔ پھر ایک ترش بخ لے کر اس کو آدھا

آدھا چیرا پھر ہر قبر میں ایک ایک کو گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ

گھڑے خشک نہ ہوں گے۔ ان دونوں شخصوں سے عذاب میں کمی کا جاوے گی۔

حدیث ۲۶۰: مشکوٰۃ باب المساجد میں ابو زر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَعَارِفِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنْ الطَّرِيقِ.

ہم پر جاری است کے اعمال پیش کئے گئے اچھے بھی اور بُرے

بھی۔ ہم نے اُن کے اعمال میں وہ تکلیف دہ چیز بھی پائی جو راستے

سے ہٹا دی جائے۔

حدیث ۲۶۱: مسلم شریف جلد دوم کتاب الجہاد باب غزوہ بدر میں حضرت

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مَضْرَعُ فَلَانٍ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هُنَا هُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعٍ يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص کے گرنے کی جگہ ہے

اور اپنے دست مبارک کو ادھر ادھر زمین پر رکھتے تھے راوی نے فرمایا کہ

کوئی بھی مقتولین میں سے حضور علیہ السلام کے ہاتھ کی جگہ سے ذرا بھی نہ

ہٹا۔

ف: کون کس جگہ مرے گا یہ علوم غیبی میں سے ہے جس کی خبر حضور علیہ السلام

نے قبل از وقت بتائی ہے اور کب مرے گا یہ دوسری خبر مافی الغیب ہے جو علم غیب سے متعلق ہے مخالفین شرک سے تعبیر کرتے اور عوام کے سامنے ان الله عندنا علم الساعة پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے

حدیث ۳۲ : صفوان بن امیہ بن خلف اور عیمر بن وہب بن خلف اس کا چچا بھائی جنگ بدر کے بعد ایک دن مقام حجر میں عزیزوں کا جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے تذکرہ کرنے لگے تو صفوان نے کہا کہ لوگوں کے شہید ہو جانے کے بعد اب زندگی کا لطف نہیں رہا۔ عیمر نے کہا سچ ہے مگر میں مقروض ہوں اور میرے پاس قرض ادا کرنے کو کچھ بھی نہیں ہے اور اپنے بعد عیال و اطفال کے برباد ہو جانے کا بھی ڈر ہے ورنہ میں خود جاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالتا علاوہ اس کے مجھے اُن کے پاس جانے کا ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا وہاں قید ہے۔ صفوان نے یہ بات غنیمت سمجھی اور کہا کہ تیرے قرض کو تو میں ادا کر دوں گا اور تیرے عیال کی بھی میں ہمیشہ خبر گیری کرتا رہوں گا۔ عیمر نے کہا کہ خبر دار تو نے اس بات کا ذکر نہیں کیا۔ پس اُس نے اپنی تلوار تیز کر کے زہر میں بھجائی اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا۔ مدینہ منورہ میں پہنچ کر مسجد شریف کے دروازے پر اونٹ کو بٹھلایا اور وہ تلوار کو حائل کئے ہوئے تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے دور سے دیکھ کر کہا کہ یہ کتا دشمن خدا و رسول ضرور کچھ برائی کرنے کے لئے ہی آیا ہے۔ فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں جا کر اُس کے آنے کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ اُسے میرے پاس لے آؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے تلوار لے لی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پکڑ کر لے آئے۔ آپ نے اس کو دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اُسے چھڑ دو۔ پھر آپ نے اُس سے کہا کہ اے عیمر میرے قریب آ جا۔ وہ آپ کے قریب آ گیا۔ پھر آپ نے اُس سے پوچھا کہ کیوں آیا ہے؟ اُس نے کہا کہ اپنے قیدی کے لئے آیا ہوں کہ اُس کے معاملہ میں آپ احسان

یکجئے آپ نے فرمایا کہ بھلا یہ تو بتلا کہ تو نے تلوار گردن میں کیوں ڈال رکھی ہے؟ اُس نے کہا کہ تلوار کس کام کی ہے؟ اُس سے اُس کی یہ مراد تھی کہ جس کام کے لئے میں نے یہ تلوار باندھی تھی وہ کام تو پورا نہ ہو سکا یہ بات اُس نے حضرت سے کہی۔ آپ نے فرمایا کہ بیچ بیچ بیان کر کہ تو کس لئے آیا ہے اُس نے کہا کہ میں اسی کام کے لئے آیا ہوں جو میں نے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تم غلط کہتے ہو بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تو نے اور صفوان نے مقام حجر میں بیٹھ کر کشت گاہ پر کتا مذکورہ کیا اور تو نے کہا کہ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور مجھے اپنے اپنے عیال کی ہلاکت کا خوف نہ ہوتا تو میں جاکر فوراً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالتا۔ اس پر صفوان تیرے قرض اور تیرے عیال کی خبر گیری کا متکفل اور ضامن ہوا اور اب تو میرے قتل کے لئے آیا ہے اُس نے ان راز و نیاز کی خفیہ باتوں کا پتہ سننے ہی صدق دل سے پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود لائق پرستش نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس بات کی خبر سوائے میرے اور صفوان کے کسی کو نہ تھی۔ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ پروردگار عالم نے ہی آپ کو اس راز کی خبر دی ہے خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو یمن کی باتیں سکھاؤ۔ قرآن مجید پڑھاؤ اور نیز اس کے قیدی کو بھی چھوڑ دو دہشتی و طہرانی قائمہ اس حدیث سے صراحتہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان تھے۔ اسی واسطے آپ نے ایک شخص کے دل کی بات بتلا دی کیا اب بھی کوئی شخص آنحضرت کے غیب دان ہونے میں شک کر سکتا ہے۔

۳۱ - عَنْ وَاَيْصَةَ بْنِ مَعْبُودٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا وَاَيْصَةُ جِئْتُ تَسْأَلُ عَنِ الْبَرِّ

۱۴۰

وَالْإِثْمُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ جَمَعَ أَصَابِعَهُ فَضَرَبَ بِهَا صَدْرَهُ
وَقَالَ اسْتَفْتَيْتَ نَفْسَكَ اسْتَفْتَيْتَ قَلْبَكَ نَلْنَا الْبَرَّ مَا ظَلَمْنَا
إِلَيْهِ النَّفْسُ وَالْطَّمَانُ إِلَيْهِ الْقَلْبُ وَالْإِثْمُ مَا حَالَكَ فِي النَّفْسِ
وَتَوَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَإِنْ أَفْكَ النَّاسُ

(رواہ احمد والدرعی)

یعنی داری میں والہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے والہ تو پوچھتا ہے نیکی اور گناہ سے۔
میں نے کہا ہاں۔ حضور علیہ السلام نے بغیر والہ رضی اللہ عنہ کے بیانے
کرنے کے اُس کے دل کی بات ظاہر کر دی۔ راوی نے کہا پس حضرت نے
اپنی انگلیاں جمع کیں اور انگلیوں سے میرے سینے کو مارا اور فرمایا کہ اپنے
نفس (ذات) سے فتویٰ پوچھ اپنے دل سے فتویٰ پوچھ تین بار فرمایا۔ نیکی
وہ چیز ہے کہ قرار پڑے اور نیک ہو اس کی طرف جی اور آرام پڑے اُس کی
طرف دل اور گناہ وہ چیز ہے کہ دل میں پیچھے اور سینہ میں شک و تردد کرے
اگرچہ لوگ سمجھ کو فتویٰ دیے۔

ف: اس حدیث صحیح سے صریح ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب
تھے کہ آپ نے ایک صحابی کے دل کی بات بتلا دی اس کی مزید تفصیل فقیر کو
کتاب "فیض الغفور فی علم ما فی الصدور" میں ہے۔

حدیث ۳۲، زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ کے راستے میں رات کے آخری حصہ میں قیام فرمایا اور
آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ہمیں نماز کے وقت جگا دیں لیکن بلال رضی اللہ
عنہ نیند کے غلبہ کے باعث سو گئے اور باقی صحابی بھی حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو گیا جسنا

صبح بیدار ہو کر نماز کے وقت ہونے کے سبب سے گھبرا اٹھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام نے ان کو یہ حکم فرمایا کہ سب لوگ سو رہے ہیں اس جنگل سے دور چلے جائیں کیونکہ
اس میں شیطان مستطیع ہے پس اسی وقت صحابہ کرام وہاں سے چل پڑے حتیٰ کہ حضرت نے
قیام کرنے کا ارشاد فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ سب لوگ وضو کر اور بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا
کہ نماز کے واسطے اذان اور تکبیر کہے چنانچہ اذان اور تکبیر کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی یعنی صبح کی قضا نماز باجماعت ادا کی پھر آپ نے ارشاد فرمایا
کہ جب تم میں سے کوئی غافل ہو کر نماز سے سو جائے یا نماز بخوبی جائے اُسے چاہیے
کہ اس کو ایسے ہی پڑھے جیسا کہ اس کو اُس کے وقت میں پڑھنا تھا۔
پھر حضرت صدیق اکبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

ثُمَّ التَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي
بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَقْوَى بِدَلَاوَتِهِ
قَاتِلَهُ يَصْلُوبُ فَأَصْبَحَهُ ثَعْلَمُ يُزِلُّ يُجِدُّهُ لَمْ يَهْدُ
الْقَبِيحُ حَتَّى نَامَ ثَعْدَ عَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِدَلَاوَتِهِ فَأَخْبَرَ بِأَدْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَثَلُ الذِّئْبِ أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَبَابُ كُوفَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ

(رواہ مالک مرسل فی الموطا)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہو
کر فرمایا کہ شیطان بلال کے پاس آیا اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ پس
اُس کو نیکو لگایا پھر بڑی دیر تک اس کو تھپکتا رہا۔ جیسے کچھ تھپکا جاتا ہے

حتیٰ کہ وہ گہری نیند سو گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو پکارا۔ بلال نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بوسہ ہی خبر دی جیسی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوبکر صدیق کو خبر دی تھی۔ ابوبکر صدیق نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ف: اس حدیث سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا کہ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کے دل کی بات کو بغیر اس کے بتلانے کے ظاہر فرمایا نیز اس روایت سے وہابیہ و یونانیہ کا وہ اعتراض اٹھ گیا کہ آپ کو علم ہوتا تو نمازیوں کو قضا کر دی۔ اس کی مزید تحقیق و عجائبات فقیر کی کتاب فیض الغفور میں پڑھیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل النبوة میں زہری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو خبر دی کہ کھڑے اس صحیفہ کی عبارت کو اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا بالکل کھالیا جس میں قریش نے عہد لکھا تھا کہ بنی ہاشم کی عداوت پر مضبوط رہیں اور ان سے برادری چھوڑیں چنانچہ جب قریش نے اس صحیفے کو دیکھا تو ویسا ہی پایا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔

تفصیل واقعہ: میں پھیلا اور بتوں کی خدمت بر ملا ہونے لگی تو گرفتار قریش کو بڑا صدمہ ہوا اور مسلمانوں پر انہیں بڑا غصہ آیا تب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا اور اس بات پر ابوطالب اور دیگر بنی ہاشم رضی اللہ عنہم نے تباہی مچائی کہ یا تو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالے کر دو یا تم سب کے سب ہم سے علیحدہ ہو کر

گھاٹی میں جا رہو اور ہماری تہاڑی برادری ختم نہ ساتھ کھانا اور نہ ساتھ پینا اور نہ ہی ہم کسی مجلس میں اکٹھے ہوں۔ الغرض ابوطالب اور بنی ہاشم نے اس بات کو قبول کر لیا اور سب کے سب شعب میں جا رہے اور گرفتار قریش نے ایک عہد نامہ بعنوان قطع برادری اور استحکام عداوت کا بنی ہاشم کے ساتھ لکھ کے کہے میں لٹکا دیا اور یہاں تک عداوت پرستہ ہوئے کہ جو کوئی گاؤں کا آدمی غلہ یا کچھ چیز بیچنے کو لاتا اس کو بھی منع کر دیتے کہ بنی ہاشم کے ہاتھ نہ بیچے۔ تین برس اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھاٹی میں بسر کئے اور بڑی تکلیف اٹھائی اس آئندہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے مطلع کیا کہ اس عہد نامے کو دیکھ کھا گئی ہے جہاں کہیں اس میں اللہ تعالیٰ کا نام تھا اس کو دیکھنے چھوڑ دیا ہے اور باقی سب کچھ کھالیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے ابوطالب کو مطلع کیا۔ ابوطالب قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح خبر دی ہے تم اس عہد نامہ کو منگوا کر دیکھو۔ اگر یہ بات جھوٹی ثابت ہوگی تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر وہ سچے نکلے تو ہماری تکلیف یہی سے باز آجانا اور ہمیں گھاٹی سے باہر نکلنے دینا۔ چنانچہ انہوں نے وہ صحیفہ منگوا کر دیکھا تو واقعی جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کا نام تھا وہ تو قائم تھا اور باقی کو دیکھنے کھالیا ہوا تھا۔ تب وہ نادوم ہوئے اور بنی ہاشم سے کہا کہ تم گھاٹی سے نکل آؤ۔

ف: اس حدیث سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب دان ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ آپ نے کرم خروہ صحیفہ کی بن دیکھے خبر دی ہے اس وقت کے مخالفین مدیدہ دانستہ محض برہنہ ضد اور مٹ دھرمی کے انکار کر دیے بغیر نبوت کے کمال کا اقرار نہ کیا آج کے مخالفین ذرا سوچیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے انکار سے کس کھاتے میں پڑ رہے ہیں،

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ وَأَرْسَلُوا إِلَى الْيَهُودِ
نَدَاءً هَاتِفًا لَمْ تَسْمَعْتِ هَذَا الشَّأْنَ فَقَالَتْ مَنْ أَخْبَرَكِ قَالَ
أَخْبَرَتْنِي هَذَا فَرَبِّ يَدَيَّ لِلذَّارِعِ قَالَتْ نَعَمْ
(الحديث رواه الدرر المحمدي وابو داود)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای ہے کہ تحقیق ایک یہودی
عورت نے اہل خیمہ میں سے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملا یا پھر اُسے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار و محفل میں آپ نے دست میں لیا اور اُس
میں سے کھایا اور صحابہ نے آپ کے ساتھ کھایا پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ اپنے ہاتھ اٹھا اور ایک آدمی کو یہودی کی طرف بھیجا اس کو بلایا
وہ حاضر ہوئی آپ نے فرمایا کہ تو نے اس بکری میں زہر ملا یا ہے یہودی نے
کہا کہ تم کو کس نے خبر دی آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اُس نے خبر دی کہ
میرے ہاتھ میں ہے فرمایا یہ اشارہ کر کے دست کی طرف یہودی نے یہ
کہا کہ اہل میں نے اس میں زہر ملا ہے۔

ف: اس حدیث صحیح سے صاف ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تھے کیونکہ آپ نے مجلس و عورت میں علانیہ طور پر ارشاد فرمایا کہ اس کھانے میں زہر ملا ہوا ہے
جلوعہ تحقیق کرنے کے صحیح ثابت ہوا کیونکہ یہ غیب نہیں ہے تو اور کیا ہے لیکن
دیدہ کو نہ اُسے نظر تو کیا دیکھے

حدیث ۳۶

عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطُولِ قَالَ قَالَ مَاتَ أَخِي وَتَرَكَ
ثَلَاثَ مِائَةِ دِينَارٍ وَتَرَكَ وَلَدًا اصْغَارًا فَأَدْرُتُ أَنْ أُنْفِتَ
عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث ۳۴ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک انصاری کے جنازے پر
تشریف لے گئے دفن سے فارغ ہونے کے بعد اُس انصاری کی بیوی نے آپ کو
دعوت کی۔ آپ اُس گھر میں دعوت کھانے تشریف لے گئے کھانا سلیقہ کے ساتھ آپ
کے سامنے چنا گیا۔ آپ نے کھانا شروع کر دیا بھی ایک لقمہ بھی آپ نے منہ میں
رکھا تھا اور نگاہیں نہیں تھکا کہ فوراً تھوک دیا اور حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ یہ ایسی بکری
کا گوشت ہے جو مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے چنانچہ تحقیق کی گئی تو اُس
عورت نے تمام قصہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کہنا بھیجا کہ میں نے ایک
آدمی کو قلع میں جہاں بکریاں چرتی ہیں بکری خریدنے کو بھیجا تھا لیکن وہاں سے دستیاب
نہ ہوئی تو پھر میں نے اپنے ایک ہمارے کے پاس آدمی بھیجا جس کے پاس ایک بکری
تھی کہ وہ مجھے بکری قیمتاً دیدے چونکہ وہ گھر میں موجود نہ تھا اس لئے میں نے اُس کو
بیوی کو کہنا بھیجا۔ اُس نے وہ بکری اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مجھے دیدی۔ حضور علیہ السلام
نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔ (بیہقی فی الدلائل)

ف: غور کیجئے بکری ذبح ہو گئی اس کا گوشت پک گیا اس کے بعد بارگاہ رسالت
میں پیش کیا گیا تو آپ نے محض چکھتے ہی فرمایا کہ یہ گوشت ہمارے لائق نہیں بلکہ
ایسا امر ہے جو خصوصیت سے غیب سے متعلق ہے۔ ہاں قیدیوں کے لئے اس لئے
جائز ہوا کہ وہ کافر تھے اور چونکہ مال حرام تھا اسی لئے بکھانے حرام رقت کا مصداق بنا۔

حدیث ۳۵

عَنْ جَابِرَاتٍ يَهُودِيَّةٍ مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ سَمِعَتْ
شَاةً مَضْلِيَّةً تَعَاهَدُهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّمَّاعَ فَآكَلَ
مِنْهَا وَآكَلَ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِهِ مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرَّؤْمَ فَالتَّبَسَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ
مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَصَلُّونَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُونَ الطَّهْرَةَ وَإِنَّمَا
يُكَلِّسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ أَوْ لَيْسَ

(رواه النسائي ومشکوہ کتاب الطہارت)

یعنی نسائی شریف میں شیب بن ابی روح سے مروی ہے
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت
کی کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور اس
میں سورہ روم کو پڑھا تو آپ کو متشابہ ہوا۔ جب آپ نماز سے فارغ
ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو مجھے ساتھ نماز
پڑھتے ہیں اور اچھا وضو نہیں کرتے سوائے اس کے نہیں کہ یہ لوگ
قرأت قرآن مجید میں ہم پر کشتابہ ڈالتے ہیں۔

اس حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو علم غیب تھا کیونکہ جب آپ کو قرأت میں متشابہ ہوا تو آپ کو فوراً اس کا سبب معلوم ہو گیا
کہ کسی مقتدی نے وضو کرنے میں کوئی سنت ترک کی ہے چنانچہ آپ نے نماز سے فلیغ
ہو کر بر ملا ارشاد فرمایا۔

حدیث ۳۸۸، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو جہل کی ٹٹھی کی چیز کو بلا
دیکھ کر بر اجلاس غیب دانی سے بتا دیا چنانچہ اس قصہ کو مولانا رحمۃ اللہ علیہ شنیٰ معنی
میں یوں اقام فرماتے ہیں۔

شگہا اندر کف بوسل بود گفت اے احمد بگو اس چیت زود
گر سولی چیت در شتم نہاں چون خبر داری ز راز آسماں
یعنی ایک دن ابو جہل چند کنکریاں ہاتھ میں لیکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

إِنَّا أَخَاكَ مَجْبُوسٌ بِدَيْنِهِ فَأَفْضِ عَنْهُ فَذَهَبَتْ قَالَ
قَصِصْتُ عَنْهُ وَلَمْ تَتَّبِعِ إِلَّا مَوَاةَ تَدْعِي دِينًا رَيْبٍ
وَلَكَيْتُ لَهَا بَيِّنَةٌ قَالَ أَعْطِهَا فَإِنَّهَا صَادِقَةٌ

(رواه احمد)

حضرت سعد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک میلر بھائی
مرگیا اور وہ تین سو دینار اور چھوٹے بچے چھوڑ گیا میں نے یہ چاہا کہ ان پر
خارجہ کروں یعنی اس کا قرض ادا نہ کروں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے فرمایا کہ تیرا بھائی قرض کے بدلے قید کیا گیا ہے یعنی عالم برزخ
میں قید ہے کہ وہاں کی نعمتوں اور صالحین کے پاس نہیں پہنچ سکتا،
اس کی طرف سے ادا کر سعد نے کہا کہ میں نے اس کی طرف سے قرض
ادا کیا اور نہیں باقی رہی مگر ایک عورت کہ دعویٰ کرتی ہے دو دینار کا
کا اور اس کا کوئی گواہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو دے دے کہ وہ
بالتحقیق سچی ہے۔

اس حدیث کے آخری جملہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ وہ عورت جس نے تیرے بھائی سے
دو دینار قرض لینا ہے اور جس کا کوئی گواہ موجود نہیں ہے اس کو ضرور دے دے کیونکہ وہ
سچی ہے۔

دیکھیے آپ نے بغیر چشم دید شہادت کے محض غیب دانی سے اس کی تصدیق

کی

حدیث ۳۸۹، عَنْ شَيْبِ بْنِ أَبِي رَجُلٍ مِنْ
أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ جو نبی اس بد بخت نے کان لگا کر سنا تو یوں آواز آئی کہ

از میان مشت او بر پارہ سنگ در شہادت گفن آمد بے رنگ
لا الہ گفت و الا اللہ گفت گوہر احمد رسول اللہ سفت

یعنی اس کی ٹٹھی میں سے ہر ایک سنگریزے نے بلا توقف کلمہ شہادت پڑھا شروع کر دیا وہ لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور محمد رسول اللہ کے الفاظ سونے کی طرح پڑتے تھے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ اس ازلی بد بخت نے جو نبی یہ کلمات سنے تو اس نے بکائے کلمہ شہادت پڑھنے کے یہ کہا کہ

چوں شنید از سنگبار بوجہل این زوز ختم آن سنگبار بر زمین
گفت نبود مثل تو ساجر دگر ساحل را سر توی و تاج سر

یعنی جب ابو جہل نے سنگریزوں سے کلمہ شہادت کی آواز سنی تو غصہ میں آکر ان سنگریزوں کو مار مار کر کہنے لگا کہ تیرے جیسا اور تیری مانند دنیا میں کوئی ساحر نہ ہوگا۔ تو ساجروں کا سردار اور مرتلج ہے (نعوذ باللہ)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

خاک بر فرش کہ بد گور و عین چشم او ابلیس آمد خاک بیو

یعنی اس ابو جہل کے سر پر خاک پڑے کہ اندھا اور ملعون تھا اس کی نگاہ ابلیس کی طرح خاک میں تھی کہ اس نے آدم علیہ السلام کے مادہ طین کو دیکھا مگر ان کے کمالات کو کتبہ کے باعث نہ دیکھا۔ اسی طرح ابو جہل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری بشریت کو دیکھا مگر آپ کے کمالات بنوت کو کتبہ کی وجہ سے نہ دیکھا۔

خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جلدی سے بتلائیے کہ میری ٹٹھی میں کیا چیز ہے اگر تم بنی ہو جبکہ آپ آسمان کی خبر رکھتے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے جواب دیا اور کیا خوب

جواب دیا کہ

گفت چوں تو ہی گویم کاں چہاست یا گویند آنکہ ما حقیم و راست
یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آیا تو یہی چاہتا ہے کہ میں یہی بتا دوں کہ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے یا یہ کہ وہ چیز جو تیرے ہاتھ میں ہے مجھ کو بتلا دے کہ میں بنی اور رسول ہوں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ ابو جہل متعجب ہو کر یوں

بول اٹھا کہ

گفت بوجہل این دوم نادتر راست گفت آرسے حق ازاں قادر تر راست
یعنی ابو جہل نے کہا کہ دوسری بات تو بڑی ہی عجیب بات ہے یعنی اگر یہ ہو جائے تو اور بھی خوب ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میرے مولائے کریم کو اس سے بھی زیادہ قدرت اور طاقت ہے۔

پھر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنی غیب دانی کا ثبوت یوں علانیہ بتلاتے ہیں کہ

گفت شش پارہ حجر در دست بشت نواز پر یک تو تسبیح درست

یعنی پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اول تو یہ کہ تیرے ہاتھ میں چھ سنگریزے انکسار میں اور دوسری بات کے لئے کان لگا کر سن کہ ان میں سے ہر ایک کیا کیا تسبیح پڑھتا ہے۔

اور آپ نے صحابہ کو فرمایا کہ شاید میں تم کو اس برس کے بعد نہ دیکھوں گا
یعنی میرا وصال ہو جائے گا، چنانچہ آئندہ سال آپ کا وصال ہو گیا۔

(مظاہر حقو)

اس حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
غیب ال ہیں کیونکہ آپ نے اپنے وصال کی اگلاں پہلے ہی سے دیدی اور یہ بھی علم ما
فی الغیب میں سے ہے جو علوم غیب میں سے ایک ہے جسے مخالفین شرک کے تعبیر
کرتے ہیں۔

حدیث ۳۹

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدْعِي الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمَّا
حَضَرَ الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجَوَاحِرُ
فَلَمَّا رَجَلَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الَّذِي تَدْعِي تَحْدِثُ أَنَّهُ

مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ
فَكَثُرَتْ بِهِ الْجَوَاحِرُ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَكَأَيِّ قَبْضٍ لَنَا
بِزَيَّاتٍ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ الْمَ الْجَوَاحِرَ
فَأَهْرَى بِسَيْدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَاَنْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَوَى بِهَا فَاسْتَدَّ
رِجَالُ مِنَ السُّلَيْمِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا
يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَّقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ قَدْ انْتَوَى فَلَانْ وَقَتَلَ
نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ

پھر رسولنا دم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چوں بیدار معجزہ ہو جہل تفت
رفت و رفت و بسوز خانہ رفت
راہ گرفت و رفت از پیش رسول
اوقتا داند چہ آں زشت جہول
معجزہ را دید و شدید بخت و رفت
سوئے کفر و زندانہ ستر تیز رفت
یعنی ابوجہل نے جب آپ کا یہ معجزہ دیکھا تو غصہ سے بھرا ہوا گھر کی طرف چلا آیا اور
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے چلتا ہوا اور وہ برا جاہل چاہہ فطالت میں جاگرا
ایسا برا معجزہ دیکھ کر اور زیادہ بد بخت اور سخت ہو گیا کفر اور سب دینی کی طرف اور زیادہ
تیز چلنے لگا۔

اس معجزہ پر فقیر نے بہت بڑی اچھی تحقیق لکھی ہے اگر مزید تحقیق مطلوب
ہو تو فقیر کی کتاب "شرح تفسیر پر" اور "شرح مشکوٰۃ مسعودیہ" سے حاصل فرمائیے۔

۳۹ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَمَّا فَضُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنْ جَمْعٍ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمْرُهُمْ بِالسَّكِينَةِ وَأَوْضَعَ
فِي وَادِي مُحَسِّيٍّ وَأَمْرُهُمْ أَنْ يَزْمُوا بِمِثْلِ حِمَى الْخَزَفِ
وَقَالَ لَعَلِّي كَلَّا أَلَمْ أَبْعَدَا عَمِّي هَذَا

درود الترمذی کو کذا فی مشکوٰۃ فو کتاب الناسکو

یعنی ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نزاد سے چلے اور انہیں بھی سکین چلنے میں اور لوگوں کو
آہستہ چلنے کا حکم کیا اور انہیں کو میدان محسریں جلدی چلانا اور
لوگوں کو حکم کیا کہ یہ ماریں مانند کنکریوں خدق کے ایچے چنے چنے برابر

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَرَسُولُهُ يَا بِلَالُ فَإِذَا زِلْ لِي خَلْفَ ظَهْرِي
الْأُمُومِينَ وَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

رداء البخاري

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کہا ہم فرما
ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ خین میں۔ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں سے ایک شخص کے
حق میں جو آپ کے ہمراہ تھے باوجودیکہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتا تھا کہ یہ
شخص دوزخی ہے جب جنگ کا وقت آیا تو وہ شخص کا فoul سے
بڑا سخت لڑا اور اس کو بہت سخت زخم لگے۔ ایک شخص آیا تعجب
ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو اس شخص کی حقیقت حال کی خبر دو
کہ آپ فرماتے ہیں وہ دوزخیوں میں سے پہلے تحقیق و مدار خدا میں بڑا
سخت لڑا ہے اس کو بہت زخم آئے ہیں (یعنی اس کا ظاہر حال یہ ہے
کہ وہ بہشتی ہے) آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہیں۔ پس قرآن
تھے بعض لوگ کہ آپ کی خبر کی تصدیق میں شک کریں کہ باوجود اس
کی اس جدوجہد کے مرنے میں کیونکر فرماتے ہیں کہ وہ دوزخی ہے پس اس
اشا میں کہ وہ اس حال پر تھا ناگہاں اس کے غصوں کا درو پایا تو اس نے
اپنی ترکش کی طرف اپنے ہاتھ سے قصد کیا اور تیر کو کھینچ کر اس سے اپنا
سینہ کاٹا (ایک روایت میں ہے کہ اس نے تلوار سے کاٹا) اُس
وقت کئی ایک مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے
گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی بات کو اللہ تعالیٰ نے سچا کیا تو

آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے تحقیق فلاں نے اپنا
سینہ کاٹا اور اپنے آپ کو مار ڈالا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ اللہ بہت بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں بندہ خدا ہوں اور اس
کا رسول۔ اے بلال اٹھ اور لوگوں کو اس بات کی اطلاع کر دے کہ نبی
میں سوائے مومن کے کوئی داخل نہ ہوگا اور تحقیق اللہ تعالیٰ اس دین
کو قوی کرتا ہے بسبب فاجر اور جبار اور قتال اس کے کے۔

اس حدیث صحیح سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم غیب دان ہیں چنانچہ اسی واسطے آپ نے کھلم کھلا فریاد کیا کہ فلاں مسلمان دوزخی
ہے اور اس کی وجہ بھی بتلا دی اور اسے بھی مافی الغیب سے تعلق ہے جو علوم خسر
سے متعلق ہے جس کے متعلق مخالفین شمرک کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔

حدیث ۲۱

هَذَا النَّسِ قَالَ إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا تَدَعَى الْأِسْلَامَ وَلَحِقَ بِالْمَشْرُوكِينَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُ
فَأَخْبَرَ فِي الْبُطْلَانِ أَنَّهُ آتَى الْأَرْضَ الَّتِي مَاتَ فِيهَا
تَوَجَّهَ مُبْذَوًّا فَقَالَ مَا شَأْنُ هَذَا فَقَالُوا دَفَنَّاكَ
وَرَأَاكَ نَفْسًا تَقْبَلُ الْأَرْضَ

(متفق علیہ)

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مروی ہے کہ تحقیق ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

فَهَبْتُ بَيْعَ شَدِيدَةَ فَقَامَ رَجُلٌ فَمَلَّتْهُ التُّخْمُ حَتَّى
الْقَتْلَةَ بِجَبَلِي طَيَّ ثَمَّ أَتَيْنَا حَتَّى بَلَّغْنَا
وَادِي الْقُرَى فَنَسَّالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمُرَاةَ عَنْ حَدِّ لِقَتَاهَا كَمْ بَلَّغَ ثَمَّ رُفَا فَقَالَتْ عَشْرَةَ أَوْ سِتِّي
(متفقون عليه)

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ
کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے غزوہ
تک میں نکلے۔ ہم وادی قریٰ میں آئے اور ایک بانچہ پر گئے جو
ایک عورت کا تھا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس کے
دونتوں کے میوؤں کا اندازہ کرو کہسے قد ہے پس ہم نے اس کا اندازہ
کیا مختلف جیسا کہ کسی کے قیاس میں آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسکو دس دقت اندازہ کیا اور حضرت نے اس عورت کو فرمایا
کہ اس کے دستوں کی گنتی یاد رکھنا جس وقت کہ تو اس کو وزن کرے یہاں
تک کہ ہم تیری طرف اس سفر سے پھر کر آئیں اگر چاہے اللہ تعالیٰ اور ہم
چلے یہاں تک کہ ہم توک میں پہنچے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نزدیک ہے کہ رات کی رات تم پر سخت ہوا چلے پس کوئی نہ کھڑا ہو
میں۔ اس لئے کہ اس کو ضرر پہنچے گا اور جس کسی کا اونٹ ہوئے چاہے
کہ اس کا پابند محفوظ باندھے پس سخت ہوا چلی۔ ایک شخص کھڑا ہوا
اُس کو جوانے اٹھایا یہاں تک کہ اس کو طے کے دونوں پہاڑوں
میں پھینک دیا پھر ہم مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ ہم وادی

دی لکھتا تھا وہ مرتد ہو گیا اور اسلام سے پھر گیا اور مشرکوں کے ساتھ
جاملہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق زمین اس کو قبول
نہیں کرے گی۔ اس نے کہا کہ مجھ کو ابطلجہ نے کہ اس کی ماں کے خاوند تھے
یہ خبر دی کہ ابطلجہ اس زمین میں آئے جہاں وہ شخص مر رہا اور دفن ہو چکا تھا
ابطلجہ نے اس کو قبر سے باہر پڑا ہوا پایا۔ ابطلجہ نے پوچھا کہ اس شخص کا
کیا حال ہے کہ قبر سے باہر پڑا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو
کئی بار دفن کیا مگر زمین نے اس کو بل نہیں کیا۔

اس حدیث صحیح سے نمایاں طور پر ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم غیب داں ہیں کیونکہ آپ نے علانیہ طور پر فرمایا کہ فلاں مرتد قبر میں نہیں رہے
پائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کیا یہ غیب کی خبر نہیں اگر بے اور یقیناً ہے تو پھر انکاریں
معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے دل میں ہے کالا کالا۔

حدیث ۴۲۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ السَّاعِدِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَاتَيْنَا وَادِي الْقُرَى
عَلَى حَدِّ لِقَةِ مِرَاةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرُصْنَهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ أَوْ سِتِّي وَقَالَ أَحْصِيْهَا
حَتَّى تَرْجِعَ إِلَيْكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَانْطَلَقْنَا حَتَّى
قَدِمْنَا تَبُوكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَتَهَبَّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةُ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَلَا يَقُمْ
فِيهَا أَحَدٌ مِّنْكُمْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ فَلَيْسَ دَعِيْقَالُهُ

قری میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے بان کا حال پوچھا کہ اس کا میوہ کتنا ہوا۔ اس عورت نے کہا کہ اس دسق کو پہنچا۔

اس حدیث صحیح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب دالو ہونا امر ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے دوزخوں میں لگے ہوئے میووں کا وزن صحیح صحیح بتا دیا۔ چنانچہ جب ان کو دوزخوں پر سے اُتار کر تو لایا تو واقعی اتنا ہی وزن نکلا جتنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کیا اب بھی کوئی شخص آپ کے غیب دان ہونے کا انکار کرے گا یاں سنجیدہ انسان کو تو انکار نہ ہوگا لیکن ضدی کا علاج نہ ہا ہے پاس ہے اور نہ قدرت نے ایسے کا علاج بنایا ہے کیونکہ ایسے لوگ ازل کے بدبخت ہوتے ہیں جنکی قسمت کے ٹالے بند ہوتے ہیں جنہیں کوئی نہیں کھول سکتا۔

حدیث ۴۳۲:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ نَارِيذٌ يَعُودُهُ مِنْ مَرَضٍ كَانَ بِهِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَرَضِكَ بَأْسٌ وَلَكِنْ كَيْفَ لَكَ إِذَا عَمَّرْتَ بَعْدِي فَعَمِيتَ قَالَ أَشْبُ وَأَصْبِرُ قَالَ إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ يَغْيُرُ حِجَابَ قَالَ فَعَمِيتَ بَعْدَ مَا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَأَى اللَّهَ عَلَيْهِ بَعْرًا ثُمَّ مَاتَ

(رواه البيهقي في دلائل النبوة)

یعنی بیہقی نے دلائل النبوت میں زید بن اسلم کی بیٹی انیسہ

رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اس حالت میں کہ اس کی عبادت کرتے تھے بسبب بیماری کے آپ نے فرمایا کہ تجھ پر تیری بیماری کے سبب سے ڈر نہیں لیکن تیرا کیا حال ہوگا جس وقت تیری عمر میرے پیچھے دراز ہوگی بس تو اندھا ہو جائے گا زید نے کہا کہ میں حکم رب پر صبر کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو بہشت میں بلا حساب داخل ہوگا راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی جاتی رہی پھر اللہ تعالیٰ نے زید رضی اللہ عنہ کو بیٹائی عطا فرمائی۔ پھر وہ انتقال کر گئے۔

ف:

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب جانتا ہوا امر ثابت ہوا کیونکہ آپ نے ایک صحابی کو کھلم کھلا فرمایا کہ تو اندھا ہو جائے گا چنانچہ وہ کچھ عرصہ کے بعد نابینا ہو گئے۔ یہ غیب نہیں تو اور کیا ہے۔

حدیث ۴۳۳:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِي أُمُّ الْفَضْلِ قَالَتْ مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَإِذَا وَلَدْتَ فَأَتِينِي بِهِ قَالَتْ فَلَمَّا وَلَدْتُهُ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيَمْنَى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى وَالْبَاءُ مِنْ رُلِقِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدُ اللَّهِ وَقَالَ إِذَا هَبَّ رِيَّابُ الْخَلْقَاءِ

فَأَخْبَرْتُ الْعَبَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا لَبَّاسًا فَلَبَسَ ثِيَابَهُ
ثُمَّ أَتَى الْحَبَّاءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَصَّرَ بِهِ
قَامَ فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
شَيْءٌ أَخْبَرْتَنِي بِهِ أَمْ الْفَضْلُ قَالَ هُوَ مَا أَخْبَرْتُكَ هَذَا
أَبُو الْخَلَفَاءِ حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ السَّفَاحُ حَتَّى يَكُونَ
مِنْهُمْ الْمَهْدِيُّ حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ مَنْ يَصْلِي
بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ

۱ رواہ البیہقی فی ردائہ النبوة ص ۳۳ وکنذافو تاریخ الخلفاء
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے
حدیث بیان کی ام الفضل نے اسمہا بابہ بنت الحارث الہلالیہ
امراۃ العباسہ ابنو عبد المطلب کہام الفضل نے میں بنی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس سے گذری تو آپ نے فرمایا کہ تیرا حمل رٹکے کا
ہے جب تو سجنے توڑ کا میرے پاس لانا تو ام الفضل رضی اللہ عنہا
نے کہا تو جب میں نے اس کو جناتو اس مولود کو میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں لائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے
کے دائیں کان میں اذان فرمائی اور دہانے کان میں اقامت اور اپنی
تھوک مبارک اس کو چھایا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا اور فرمایا کہ
ابو الخلفاء کو لے جا تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اہل
دی اور آپ ستر لباس رکھنے والے تھے آپ نے فرمایا اس
بدلا پھر دربار رسالت میں تشریف لائے جب حضرت عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کھڑے

ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں آنکھوں کے
درمیان بوسہ دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ
میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے میری ماں سے کیا فرمایا جو
مجھے اب خبرتی ہیں آپ نے فرمایا میں نے خبر دی کہ تیرے پیٹ
میں ابو الخلفاء ہے اور اسی سے سفاح پیدا ہوگا اور مہدی بھی جو عیسیٰ
علیہ السلام کی امامت کرے گا۔

ف: یہ حدیث پاک بھی منجملہ ان علوم خمسہ سے ہے جسے نمازین شریک
سے تعبیر کرتے ہیں یہاں صرف ابو الخلفاء حضرت ابن عباس کی ولادت کی خبر نہیں
بلکہ قیامت تک جملہ اولاد عباس کی اجمالی فہرست بیان فرمادی اگرچہ تفصیل بھی اس کے
اوجھل نہ تھی۔ فقیر نے نور الہدیٰ میں اس علم ماذا تکسب غداً ایک علمی و کتاب
لکھی ہے۔ بڑی دلچسپ کتاب ہے اسے ضرور پڑھیے۔
یہ علم غیب کی چند روایات لکھی گئی ہیں تاکہ کتاب طویل نہ ہو
تفصیل ”علم الغیب فی الاحادیث“ میں ہے۔



باب چہارم

اقوال علمائے اسلام

قرآن و حدیث کے استدلال کے بعد اب ہم ان علمائے اسلام کے اقوال پیش کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور صحیح معنی و ارشاد دین میں ہیں جن کے ذریعے ہمیں اسلام حاصل ہوا۔ ان کے عقائد کے ساتھ ہمارا عقیدہ و طریقہ ملتا ہے تو مبارک ورنہ یقین پانے کے الٹیں سے کڑی ملی ہوئی ہے۔ تفصیل ہم نے اپنے رسالہ زواہر الجنان میں لکھی ہے۔ اس کا غرضی نام علم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کہتے پھول ہے۔ اس سے چند حوالہ جات حاضر ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ

① علامہ خریوتی از قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ سے نقل کر کے اپنی شرح قصیدہ شریف میں لکھتے ہیں کہ۔

خَصَّ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْإِطْلَاعِ عَلَى جَمِيعِ مَصَالِحِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَصَالِحِ أُمَّتِهِ وَكَانَ فِي الْأُمَمِ وَمَا سَيَكُونُ فِي أُمَّتِهِ مِنَ التَّقْوَى وَالْقَطْبِيَّةِ وَعَلَى جَمِيعِ فُنُونِ الْمَعَارِفِ كَأَحْوَالِ الْقَلْبِ وَالْفِرَاقِ وَالْعِبَادَةِ وَالْحِسَابِ۔

اللہ نے حضور علیہ السلام کو خاص فرمایا تمام دینی و دنیاوی مصلحتوں پر مطلع فرما کر اور اپنی امت کی مصلحت اور گذشتہ امتوں کے واقعات اور اپنی امت کے ادنیٰ سے ادنیٰ واقعہ پر خبردار فرمادیا اور تمامی معرفت کے فنون پر مطلع فرمادیا

② جیسے دل کے حالات، فرائض مبارک اور علم حساب۔
امام محمد ابن حاتم مکی دخل ۳۱۵ ح اور امام احمد قطلانی مواہب لدنیہ ص ۳۲۵ شرح زرقانی ۳۲۵ اور ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین فرماتے ہیں۔

لا فرق بین موتہ و حیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مشاہدۃ الامۃ و معرفۃ یا حوالہم و نبأ تھم و عزائھم و خواطھم و ذالک عندہ جلی لا خفاء بہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، ان کی نیتموں ان کے ارادوں ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

③ امام رحمۃ اللہ علیہ امام محقق ابن الہمام منک متوسط علی قاری مکی کی شرح منک منقط میں فرماتے ہیں۔

انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم بحضورک و قیامک و سلامک اعی بجمع احوالک و افعالک و ارتحالک و مقامک۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال و احوال و کونہ و مقام سے آگاہ ہیں۔

④ علامہ حنن نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ تفسیر غائب الفرقان میں آیت کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

قل لا اقول لکم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیعلم ان خزائن اللہ وہ العلم بحقائق الاشیاء وما ہیا تھا عندہ

احوال المخلوقات منذ ابتدئ
 الى ان تنفنى الا ان تبعث وهذا
 من خوارق العادات ففیه
 تیسرا القول الكثير في الزمن القليل

علامہ علی قاری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں اس طرح فرمایا۔ ان کی یہی عبادت اور دیگر عبارات سوال و جواب میں لکھی ہیں۔

فہ ان شارحین رحمہم اللہ کے اقوال کی تصدیق مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے
 ابو یوسف انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفجر ومعد المنبر
 فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصل ثم معد المنبر فخطبنا
 حتی حضرت العصر ثم نزل فصل ثم معد المنبر فخطبنا حتی
 غربت الشمس فاخبرنا بما كان وبما هو كائن فاعلمنا واخفنا
 ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح پڑھا کر منبر پر تشریف لے گئے
 اور خطبہ فرماتے رہے یہاں تک کہ کعبہ کا وقت آگیا اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف
 لے گئے اور خطبہ فرماتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا اتر کر نماز پڑھی پھر
 منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ فرماتے رہے یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اس
 دن حضور نے مکان و ماکون بتا دیا ہم میں زیادہ علم اُسے ہے جسے زیادہ یاد رہا
 امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
 میں عرض کرتے ہیں۔

فان من جودك الدنيا وضرتها
 يا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور روح

و قلم کا علم ان میں تمام مکان و ماکون ہے حضور کے علم سے ایک ٹکڑہ ہے
 حضرت علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

۱۳

عليها انما يكون سطحي امن
 سطور علمہ ثم مع هذا امن
 بركة وجوده صلى الله تعالى عليه
 وسلم
 روح و قلم کا تمام علم جس میں مکان و ماکون
 یوں سب بالتفصیل مندرج ہے حضور کے
 صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور علم سے
 ایک سطح پر یا اس ہر وہ حضور ہی کی بکرت
 ہے۔

ام القرئی شریف میں فرمایا۔

۱۴

وسع العالمين علماء
 رسول الله صلى الله عليه وسلم کا علم تمام جہاں
 کو محیط ہے۔

امام ابن حجر مکی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

۱۵

لان الله تعالى اطلع على العالم
 فعلم علم الاولين والاخرين
 مکان و ماکون
 اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو تمام کون
 اللہ پر اطلاع دی تو اولین و آخرین مکان و
 ماکون سب کا علم حضور کو حاصل ہوا۔

امام زین الدین عراقی استاذ امام حافظ الیث ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ شرح مہند
 اور علامہ شہاب خفاجی قسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

۱۶

انه صلى الله تعالى عليه وسلم
 عرضت عليه الخلائق من لدن
 آدم عليه الصلوة والسلام الى
 قيام الساعة ففهم كلهم كما
 علم آدم الاسماء
 اللہ عز و جل کی عینی مخلوق ہے آدم علیہ الصلوٰۃ
 والسلام سے لے کر قیام قیامت تک سب
 حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
 پیش کی گئی تو حضور نے سب کو پہچان لیا
 جس طرح آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام نام تعلیم
 ہوئے تھے۔

مدارج شریف میں ہے۔

(۱۸)

ہر چہ دروینا ست از زبان آدم تا اولن نقرہ داولے برے صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختہ تا بہ احوال اور از اول تا آخر معلوم
گردید یا ان خود را نیز از بعضی ازاں احوال خبر داد
نیز فرماتے ہیں۔

(۱۹)

قدس سرّہ ہر یکل شیعی علیہ ودی صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم و ناما ست بہر چیز از شیعت و احکام الہی و احکام صفات حق و امّا
و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر لحاظ نموده و مصداق
فوق کل ذی علیہ علیہ شدہ علیہ من الصلوٰت افضلہا و
من الحیات اتمہا و الکلمہا۔
تفسیر نیا پڑی میں ہے۔

(۲۰)

من الذی یشفع عندہ الاباذنہ ہذا الاستثناء راجع
الی النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان قیل من الذی
یشفع عندہ یوم القیمۃ الاعباد محمد صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم یعلم محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ما بین اید یہم من اولیات الامر قبل خلق الخلاق و ما خلفہم
من احوال القیامۃ

کون ہے جو اللہ عزوجل کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اذن سے۔ یہ
استثناء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کون
ہے کہ قیامت میں اس کے حضور شفاعت کرے سوا اس کے بندے محمد صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانتے ہیں جو کچھ ان کے آگے ہے

ان ابتدائی باتوں سے جو پیدائش مخلوقات سے بھی پہلے تھیں اور جو کچھ ان کے پہلے
ہے۔

ف: احوال قیامت پر مفصل اور نہایت عجیب و غریب امور فقیر کی کتاب نوالہ اللہ
فی علوم ماذا تکب غدا سوف کل کیا ہوگا پڑھئے۔

تفسیر مع البیان میں ہے

(۲۱)

ما انت بنعمۃ ربک بجنوت
بمستور عما کان من الازل و
ما سیکون الم الابد لان ابن
ہو المتوہل انت عالم بما کان
خبر بما سیکون
یعنی رب عزوجل اپنے حبیب اکرم علیہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے
کہ روز اول سے جو کچھ ہوا اور روز آخر تک
جو کچھ ہوگا تمہارے رب کے فضل سے
تمہارے کچھ پرستیدہ نہیں تمہارا کان دیکھوں
کے عالم اور خبر ہو۔

ان مفسرین و محدثین کے اقوال کی تصدیق و تائید قرآن کی آیات اور احادیث کے
تصریحات سے بھی ہوتی ہے چنانچہ قرآن عظیم نے صاف فرمایا۔

نزلنا علیک الكتاب تبیاناً کل
شیء
اے محبوب ہم نے تم پر قرآن اتارا ہر شے
کا روشن بیان کر دینے کو

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صراحت فرمایا،

علمت ما بین المشرق والمغرب
علمت ما فی السموات والارض
تجلی لی کل شیء وعرفت
میں نے جان لیا جو کچھ مشرق سے مغرب
تک ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ آسمانوں
اور زمین میں ہے اور مجھ پر ہر شے روشن
ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۲۲)

ف، حضرت شاہ عبدالحق اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما
مسلم ہستیاں ہیں جن کی ہر بات واجب التسلیم ہے، اہل علم و فضل ان حضرات کے
علم و فضل و ہر تقویٰ کو خوب جانتے ہیں ان حضرات کا یہ فرمانا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نور نبوت سے ہر چیز کا علم رکھتے ہیں تو پھر انکار کیوں۔

(۲۴) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب انفاس العارفین
میں شیخ ابوالرضا رحمۃ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔

” کہ اگر ایک چوٹی تحت الشریٰ میں ہو اور اس کے دل میں سو

خیالات ہوں تو میں ان میں سے تانے خیالات کو جانتا ہوں۔“

ف، جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء و اولیاء کے علم ما
فی الصدور کا یہ حال ہے تو آئمہ کائنات امام الانبیاء و الاولیاء صلی اللہ علیہ وسلم
و سلم کے علم مبارک کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

(۲۵) ملا علی قاری رحمۃ اللہ تلیقہ تر کے جواب دیتے ہوئے شہ شافا
میں لکھتے ہیں۔

خصته من الاطلاع على جميع مصالح الدنيا والدين اى
ما يتصل به اصلاح الامور الدنيوية والاخرية واستشكل بانہ
صلی اللہ علیہ وسلم وجد الانصار يلقون النخل فقال
لو توكموه فتكوه فلم يخرج شيئاً واخرج شيصاً فقال انتم
اعلم بامر دنياكم واجيب بانہ انما كان ظناً منه لا وحياً قال الشيخ
السيد محمد السنوسى اما دافى مسلم علم خرق العوائد
في ذلك الى باب التوكل وما هنالك فلم يتشكوا فقال انتم
اعرف بدينكم ولوامثالوا وتعلموا في سنة وسنتين. لکھوا

رسول عليه السلام مطلع است۔ نور
نبوت ہر دین متدین بدین خود کہ
در کلام و درجہ از دین من رسیدہ
و حقیقت ایمان او بصیت و حجاب
کہ بدل از ترقی محجوب ماندہ است
کہ اسم است پس اوی شناسد گناہان
شمار و درجات ایمان شمار و اعمال
بدونیک شمار و اخلاق و نفاق
شمار، لہذا شہادت او در دنیا
بحکم شرع و حق امت مقبول
و واجب العمل است۔

(تفسیر عزیزی ص ۲۳۷ ج ۱)

(۲۶) حضرت شیخ الحدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

باجندیں اختلاف و کثرت مذاہب
کہ در علماء امت است یک
کس را دریں مسئلہ خلاف نیست
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بحقیقت حیات بے شائبہ مجا
و توئم تاویل دائم و باقیست و
بر اعمال امت حاضر و ناظر است

(حاشیہ اخبار الانبیاء ص ۷)

امروہذہ المحنت

یعنی مانتے نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل بیت جمع مصالح دنیا و دین کے ساتھ خاص کیا۔ شراح نے ایک اشکال یلیقح ترک پیش کر کے جواب اس کا شیخ سنوسی سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرق و خلاف عوائد پر بزرگی اختیار کرنے کا اور باب توکل کی طرف منتہی ہونے کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے فرما بیرونی نہ کی اور جلدی کی تو آپ نے فرمایا کہ اپنے دنیا کے کام کو تم بخوبی جانتے ہو اگر وہ سال دو سال یلیقح نہ کرتے اور ترک یلیقح میں آپ کی پیروی کرتے تو اس محنت یلیقح سے چھوٹ جاتے اس کے بعد شراح فرماتے ہیں وہو فی غایۃ اللطافۃ اور یہ جواب نہایت ہی لطیف ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جواب کو نہایت پسند کیا۔

اس کے علاوہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شرح شفاء جلد دوم میں ارقام کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

کہ یلیقح تیسرے جواب نے منع فرمایا تھا اس میں آپ مصیب تھے یعنی آپ سے غلطی نہیں بلکہ صحابہ کرام نے جلدی کی۔ اگر سال دو سال نقصان نہ پہنچتا تو بھلا بکثرت پاتے۔

یلیقح ترکی تحقیق اور مزید جوابات فقیر نے علم غیب احادیث رسول میں لکھ دیے ہیں۔

(۲۶) امام شعرانی رحمۃ اللہ نے طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ

العارف من جعل اللہ تعالیٰ فی قلبہ لوحاً منقوشاً باسرار الموجودات فلا تتحول حركۃ ظاہرۃ ولا باطنۃ

فی الملک والملكوت الا ویشهدہا علما وکشفاً

ترجمہ عارف وہ ہے جس کے قلب میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوح رکھا ہے جس میں عباد موجودات کے تمام اسرار منقوش ملک و ملکوت میں ظاہری و باطنی کوئی حرکت نہیں ہوتی ہے وہ اپنے علم و کشف سے نہ دیکھتا ہو۔ یہی امام شعرانی قدس سرہ الجواهر والدریں فرماتے ہیں۔

(۲۷)

الکامل قلبہ مرآۃ الوجود العلوی | کامل کا دل تمام عالم علوی دخیل کا واسطی کل علم التفصیل | برودہ اتم تفصیل ہے۔

(۲۸)

حضرت شیخ علامہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ
وَأَقْوَى الْأَرْوَاحِ فِي ذَلِكَ رُوحُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَانْهَالَهُ يَحْبِبُ عَنْهَا شَيْءٌ مِنَ الْعَالَمِ فَهِيَ مُطْلَقَةٌ عَلَى
عَوْنِهِ وَعُلُوِّهِ وَسَفْلِهِ وَدُنْيَاةٍ وَآخِرِيَةٍ وَنَارٍ وَجَنَّةٍ
لَا يَجْمَعُ ذَلِكَ خَلْقٌ لِأَجْلِ صَلَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَتَمَيِّزُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَارِقٌ لِهَذَا الْعَرَالِ بِإِسْرَارِهَا
فَعِنْدَهُ تَمَيُّزٌ فِي أَجْرَامِ السَّلَوَاتِ مِنْ أَيْنَ خُلِقَتْ وَ
مَتَى خُلِقَتْ وَلَمْ خُلِقَتْ وَالْأَيْنَ تَصِيرُ فِي جِزْمٍ كُلِّ
سَمَاءٍ وَعِنْدَهُ تَمَيُّزٌ فِي مَلِكِيَّةِ كُلِّ سَمَاءٍ وَ
أَيْنَ خُلِقُوا وَمَتَى خُلِقُوا وَالْأَيْنَ يَصِيرُونَ وَتَمَيُّزٌ
اِخْتِلَافٍ مَرَاتِبَهُمْ وَمُنْتَهَى دَرَجَاتِهِمْ وَعِنْدَهُ عَلَى السَّلَاةِ
تَمَيُّزٌ فِي الْحُجُبِ السَّبْعِينَ وَمَلِكِيَّةِ كُلِّ حُجَابٍ عَلَى
الصِّقَّةِ السَّالِقَةِ وَعِنْدَهُ عَلَى السَّلَامِ تَمَيُّزٌ فِي
أَجْرَامِ النُّجُومِ الَّتِي فِي الْعَالَمِ الْعُلَوِيِّ مِثْلَ النُّجُومِ وَالشَّمْسِ

وَالْقَبْرِ وَالنَّوْجِ وَالْقَلَمِ وَالْبَرْخِ وَالْأَذْوَاحِ الَّتِي فِيهِ عَلَى الْوَصْفِ
السَّابِقِ وَكَذَلِكَ أَعْنَدْنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ تَمَيِّزًا فِي الْبَنَاءِ
وَدَرَجَاتِهَا وَعَدَدِ سُكَّانِهَا وَمَقَامَاتِهَا فِيهَا وَكَذَلِكَ أَمَّا بَقِيَّةُ
مِنْ الْعَالَمِ وَلَيْسَ فِي هَذَا مَزَاجَةٌ لِلْعِلْمِ الْقَدِيمِ الْأَدْلَى
الَّذِي لَا يَفَايَةِ لِمَعْلُومَاتِهِ وَذَلِكَ لِأَنَّ مَا فِي الْعِلْمِ الْقَدِيمِ
يُخَصِّرُ فِي هَذِهِ الْعَالَمِ نِزَاتِ أَسْرَارِ التَّوْحِيدِ وَأَوْصَافِ الْأَنْوَاهِ
الَّتِي لَا نَحْيَاةَ لَهَا لَيْسَتْ مِنْ هَذَا الْعَالَمِ فِي شَيْءٍ

یعنی اس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شے پردہ میں نہیں۔ یہ روح پاک عرش اور اس کی بلندی پستی دنیا و آخرت جنت و دوزخ سب پر مطلع ہے کیونکہ یہ سب اسی ذات مجسمہ کلمات کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکبر و اعظم و بارک و سلم۔ آپ کی میزان جملہ عالموں کی خالق ہے آپ کے پاس اجرام سماوات کی تیز ہے کہ کہاں سے پیدا کئے گئے کیوں پیدا کئے گئے کیا ہو جائیں گے اور آپ کے پاس ہر ہر آسمان کے فرشتوں کی تیز ہے اور آپ کی بھی کدہ کہاں سے اور کب سے پیدا کئے گئے اور کہاں جائیں گے اور ان کے اختلاف مراتب و شہادہ درجات کی بھی تیز ہے اور ستر پردوں اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تیز ہے عالم علوی کے اجرام نیوہ ستاروں و سورج چاند و لوح و قلم برزخ اور اس کے ارواح کا بھی ہر طرح امتیاز ہے اسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کے مخلوقات خشکی اور تری جملہ موجودات کا بھی ہر حال معلوم ہے۔ اسی طرح تمام جنات اور ان کے درجات اور ان کے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات

سب معلوم ہیں۔ ایسے ہی باقی تمام جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ کے علم قدیم کے معلومات اس عالم میں منحصر نہیں۔ ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت اور صاف الوہیت جو غیر متناہی ہیں اس عالم میں نہیں۔

دیکھئے صاحب کتاب البریز کیسی صاف تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کی روح اقدس سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا فرشی دنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب کے عالم میں اور ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر و روشن ہے۔ باہمہ حضور کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں۔ کیونکہ علم الہی غیر متناہی ہے اور حضور کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہی کیا۔ یہی صاحب البریز اپنی کتاب امیر شریف میں لکھتے ہیں۔

(۲۶)

ما السملوات السبع والارضون	ساتوں آسمان ساتوں زمینوں سے
السبع في نظر العبد المؤمن	کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہے
الا الحلقه تلتقاء في حلا من	جیسے کئی میدان لقی و دق میں ایک چھلکا
الارض	پڑا ہوا۔

فہم الخافین جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علم سے واقف نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم کی عظمت کیا جانیں جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا بس خدا اور رسول کو برابر کر دیا۔ یہ ان کی سخت نادانی ہے کہ وہ علم الہی کو عالم میں منحصر خیال کریں۔ یا علم متناہی کے برابر ٹھہرائیں۔ مسلمان ان دونوں میں فرق کرتے ہیں حضور کے علم کو اس کی وسعت کے ساتھ تسلیم کرتے اور عطائے الہی کا اقرار کرتے ہیں۔ اور علم الہی کو اس کی بے مثال عظمت کے ساتھ مخصوص حق مانتے ہیں۔ درحقیقت

عنایت فرمائی جس سے وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔

(۳۱) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات المفاتیح جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں

غیب کے مبادی پر کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل مطلع نہیں البتہ غیب کے لواحق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہے۔ جن کے علوم میں سے ایک لوح کا علم ہی ہے اور یہ غیب اضافی ہے اور یہ جب ہے کہ جب روح قدسید منو ہوتی ہے اور عالم حس کی ظلمت اور تاریکی سے امراض کرنے والے صاف ہونے، علم و مل پر مولیت کرنے اور انوار آئینہ کے فیضان کے باعث اس کی نورانیت اور اشتراق زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں نور قوی اور منبسط ہو جاتا ہے اور لوح محفوظ کے نقوش اس میں منعکس ہو جاتے ہیں اور وہ مغیبات پر مطلع ہو جاتا ہے اور عالم سفلی میں تفرق کرتا ہے بلکہ اس وقت خود دنیا میں اقدس جل شانہ اپنی معرفت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور یہی بر اعلیٰ ہے۔ جب یہ حاصل ہوا اور کیا رہ جائے گا۔ (مرقات کے اصل عبارت سوال و جواب کے کالم میں آ رہے ہیں)

ف: خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے احباب کے دل میں ایسا روشن نور عطا فرماتا ہے جس میں لوح محفوظ اس طرح منعکس ہو جاتی ہے جیسے آئینہ میں صورت۔ اس نور پاک سے اللہ تعالیٰ کے احباب غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں۔ عالم میں تفرق کرتے ہیں۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں تجلی فرماتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو انبیاء و اولیاء ہی اللہ تعالیٰ کے احباب ہیں اور یہ تہہ انہیں کو حاصل ہیں اور مخالفین بھی ان کی محبوبیت سے مخالفت نہیں کر سکتے۔ مزید لوح محفوظ کے علوم کی تحقیق فقیر کی کتاب "احسن البیان" اور رسالہ "لوح محفوظ میں علم کلی محفوظ" میں ہے۔

علم نبی کریم کا انکار کر نیوالے جواہل سنت پر مساوات ثابت کرنے کا الزام لگاتے ہیں علم الہی کو متناہی سمجھنے میں مبتلا ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہیں۔ یہ ہے کہ اگر یہ نام سمجھ لوگ اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت سے واقف ہوتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسعت علم کا کبھی بھی انکار نہ کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا انکار ہی کریگا جو اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت سے بے خبر ہے (امنا باللہ ورسلسہ وان تؤمنوا ومنتصواف لکد اجر عظیم)

(۳۲) زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے نبوت اس چیز سے عبارت ہے کہ جس کے ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے ممتاز ہے ایک یہ کہ جو سور اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات اور فروع اور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں نبی ان کے حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو کثرت معلومات اور زیادتی کشف و کون میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔ دوئم یہ کہ ان کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ عادت تمام ہوتے ہیں۔ جس طرح ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے کہ جس سے ہماری حرکات ارادی پڑی ہوتی ہیں۔ سوئم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور ان کا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح کہ دنیا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہیں چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کو ادراک کر لیتا ہے۔

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا اور کثرت معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں سب سے ممتاز فرمایا افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمیں حرکات ارادیہ کی کہ ہم جب چاہیں حرکت کریں ایسے ہی وہ جب چاہیں افعال خارقہ ظاہر فرمائیں ایک صفت دوسرے جس سے وہ ملائکہ کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح دنیا کو ایک صفت غیب کی ایسی

علامہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں ارقام فرماتے ہیں۔
فالحديث سألني ربي اى ليلة المعراج فلم استطع
ان اجيبه فوضع يده بين كتفي بلا تكليف ولا تخديداى
يد قدس لا تكن سجانه منزوعه عن المجارحة فوجدت
بودها فاوردتني علوم الاولين والآخرين وعلمنى علوماً
شتم فلما اخذ عهدي اعلنى كتمه وهو علم لا يقدر على
حمله غيرى وعلم غيبنى فيه وعلم امزنى ببلغة الى الخاص
والعام من امتى وهى الانس والجن والملك كما فى
السان العيون (ترجمہ گزر چکا ہے اور آگے آتا ہے)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں ارقام فرماتے

ہیں۔

پرسید از من پروردگار من چیزے پس تو انتم کہ جواب گویم پس
نہا دوست قدرت خود در میان دوش از من بے تکلیف و بے تحدید پس
یا فتم برد آنزد سینه خود پس داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد اولیاء
علم را علمى بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ با هیچ کس نگویم و هیچ کس
طاقت برداشت آن ندارد جز من و علمى بود کہ مخیر گردانید مرا در قہار
و کمان آن و علمى بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آن بخام و عام از امت من
نمودہ بالا دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج میں مجھ سے میرے پروردگار نے کچھ دریافت کیا۔ میں
اُس کا جواب نہ دے سکا تو اُس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان
بے تکلیف و تحدید رکھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو لوح سے منزہ اور پاک ہے پھر تحدید و تکلیف

کیسی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی سردی اپنے سینہ میں
پائی پس مجھے اولین و آخرین کے علوم عطا فرمائے اور چند علم اور عطا فرمائے جن میں سے ایک
علم وہ ہے جس کے چھپانے پر مجھ سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی میں اُس کے برداشت
کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ ایک علم وہ جس کا مجھے اختیار دیا اور ایک علم وہ جس کی تبلیغ
کا حکم فرمایا کہ میں اپنی امت کے ہر خاص و عام کو پہنچا دوں اور حضرت کی امت انسان
اور جن ہیں۔

شیخ صاحب مدارج النبوت میں ارقام فرماتے ہیں۔

ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا نفعہ اولی برے صلی اللہ علیہ
وسلم منکشف ساختہ تا ہر حال اور از اول تا آخر معلوم گردید و یاران
خود را نیز بعضی از احوال خبر داد۔

یعنی آدم علیہ السلام کے زمانہ سے نفعہ اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب
کچھ ہمارے حضرت پر منکشف فرما دیا تھا۔ یہاں تک کہ تمام احوال اول سے آخر تک
کا حضور کو علم ہوا اور حضور نے اپنے اصحاب کو اس میں سے بعض کی خبر دی۔

اب ایسی تصریحات کے بعد بھی جن دلوں میں شبہات رہ جائیں اور اطمینان
حاصل نہ ہو ان کا علاج سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اُس
پروردگار عالم بفضیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تارک دلوں کو منور فرما کر قبول حق کا ماہر
پیدا کرے اور توفیق و انصاف عطا فرمائے آمین تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔
باقی عبارات علماء کرام فقیر کی کتاب "مہکتے مچھول" میں پڑھئے۔

عقیدہ ابو بکر صدیق فی علم الغیب

قبول اسلام: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل از اسلام بسلسلہ تجارت ملک شام میں تھے وہاں آپ نے خواب دیکھا کہ شمس و قمر آپ کی گود میں اترے ہیں اور آپ نے انہیں اپنے سینہ سے لگا لیا ہے جب بیدار ہوئے تو ایک نصرانی راہب سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی۔ راہب نے پوچھا تو کون ہے فرمایا کہ میں مکہ کا رہنے والا ہوں اُس نے پوچھا کس قبیلہ سے ہو فرمایا قریش سے۔ اس نے پوچھا تمہارا شغل کیا ہے فرمایا تجارت۔ راہب نے کہا قبیلہ ہاشم سے تمہارا این معوش ہوں گے جو صاحب لولاک اور نبی آخر الزمان ہوں گے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم ان کا دین قبول کرو گے ان کے وزیر بنو گے اور ان کے بعد ان کے خلیفہ بنو گے یہی تمہارے خواب کی تعبیر ہے اس واقعہ کے بعد جب صدیق اکبر مکہ مکرمہ واپس آئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت اسلام دی تو صدیق اکبر نے عرض کیا اگر آپ نبی ہیں تو پھر آپ کا معجزہ بھی ہونا چاہیئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر تمہیں وہ معجزہ کافی نہیں جو شام میں خواب دیکھا اور راہب نے تعبیر بتائی جب صدیق اکبر نے یہ سنا تو عرض کیا آپ نے سچ فرمایا پھر کلمہ شہادت پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(جامع المعجزات ص ۳۲ و نزہۃ المجالس ص ۳۲) (ازالۃ الخفا ص ۱) (شواہد النبوة ج ۱ ص ۲۵۹)

فوائد عقائد ① حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے ازالۃ الخفا ص ۱۳ و ۲۲ میں اس روایت کو ابن عساکر فی تاریخ دمشق سے لیا ہے اس روایت

عقائد الصحابہ رضی اللہ عنہم

① الحمد للہ ہم اہلسنت کو عقائد کی دولت اہلبیت عظام و صحابہ کرام سے اولیاء کرام و علمائے عظام کی وساطت سے دراشت میں نصیب ہوئی ہے علم غیب کے بارے میں ہمارا وہی عقیدہ ہے جو صحابہ کرام اور اہلبیت عظام رضی اللہ عنہم کا تھا مثلاً امور غیبیہ میں کہا کرتے "اللہ ورسولہ اعلم" اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے ہیں۔

② امور جو غیبیہ میں حضور علیہ السلام سے سوالات کرنا جیسے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پوچھنا کہ آسمان کے ستاروں کے برابر کس کی نیکی ہے۔

③ غیبی باتیں حضور علیہ السلام سے سن کر سر تسلیم کرنا۔

④ غیبی باتوں کو دیکھ کر کہنا کہ یہ وہ امور ہیں جو ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے بتاتے تھے۔

⑤ غیبی باتیں حضور علیہ السلام سے سن کر کہنا کہ یہ تو صرف ہم ہی جانتے تھے آپ بتا دیں لہذا آپ نبی برحق ہیں پھر اسلام قبول کرنا وغیرہ وغیرہ۔

فقیر اویسی نے اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے بنام الاصابہ فی عقائد الصحابہ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

میں ہے۔

وقبل بين عينيه وقال حضور عليه السلام حشمان مبارک یعنی پیشانی اشہد الخ پاک چوم کر کلمہ پڑھا۔

② صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایمان و اسلام کے قبول کرنے کے موجبات میں ہی علم غیب از نبی علیہ السلام کا مشاہدہ و تصدیق بھی ہے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب ماننا نبوت کے علامات سے ہے اور یہی عقیدہ صدیقی ہے اس کے برعکس زندیقی عقیدہ کا ایک نمونہ آگے چل کر عرض کروں گا۔ انشاء اللہ۔

③ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے یاروں کا چہرہ سابقہ امتوں میں بہت زیادہ تھا یہاں تک کہ آپ کے اور یاروں کے علامات اور نشانیاں درج تھیں اس کا ایک حوالہ فقیر آگے چل کر عرض کرے گا۔ تفصیل فقیر کی تصنیف آدم تا ایندم اور چہرہ محمد کا وغیرہا میں ہے۔

علم غیب حق اور سچ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کے راستہ میں رات کے آخری حصہ میں قیام فرمایا۔ اور آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ہمیں نماز کے وقت جگا دینا لیکن بلال رضی اللہ عنہ نیند کے غلبہ کے باعث سو گئے اور باقی صحابہ بھی۔ حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ بیدار ہو کر نماز کے فوت ہونے کے سبب سے گھبرا اٹھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو یہ حکم فرمایا کہ تمام لوگ سو رہو کہ اس جنگل سے دور چلے جائیں کیونکہ اس میں شیطان مسلط ہے۔ پس اسی وقت

لے حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

وہاں سے چل پڑے حتیٰ کہ حضرت نے قیام کرنے کا ارشاد فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تمام لوگ وضو کریں اور بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ نماز کے لئے اذان اور تکبیر کہے چنانچہ اذان اور تکبیر کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ یعنی صبح کی تھنا نماز جماعت سے ادا کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی غافل ہو کر نماز سے سو جائے یا نماز بھول جائے تو اسے چاہئے کہ اس کو ایسے ہی پڑھے جیسا کہ اس کو اپنے وقت پر پڑھنا تھا۔

بِشْرَةِ النَّفْتِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَنِي بَكِّنُ الصِّدِّيقِ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَتَى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَاصْبِرْ لَهُ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُمَهِّدُهُ كَمَا يُمَهِّدُ الصَّبِيَّ حَتَّى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ شیطان بلال کے پاس آیا اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ پس اس کو تکبیہ لگوایا پھر بڑی دیر تک اس کو تھپکتا رہا جیسے بچہ تھپکا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ گہری نیند میں سو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال کو پکارا۔ بلال نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی ہی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) وہابی دیوبندی صرف ایسے مضامین اور اجمالی روایات پیش کر کے دھوکہ دیتے ہیں اس سے آگاہ رہیں کہ وہ اجمالی روایت پیش کریں تو آپ فقیر کی روایت ہذا سنائیں۔ (اولیٰ غفرلہ)

کی تجارت فرمایا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے بغداد کے قبیلہ کے بہت بڑے شیخ سے ملاقات کی اس وقت ان کی عمر تین سو نوے برس کی تھی وہ اپنے زمانے میں بہت بلند پایہ عالم تسلیم کئے جاتے تھے میری ان سے بات چیت ہوئی وہ شیخ ازدی کے نام سے مشہور تھے۔

شیخ ازدی: میرا خیال ہے کہ آپ حرم مکہ کے رہنے والے ہیں۔

حضرت ابو بکر: جی ہاں۔

شیخ ازدی: میرا خیال ہے کہ آپ قبیلہ بنی تمیم سے ہیں۔

حضرت ابو بکر: جی ہاں! میں قبیلہ بنو تمیم سے ہوں اور میرا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔ شیخ: بس اب میں نے آپ سے صرف ایک بات پوچھنی ہے۔

حضرت ابو بکر: جی ہاں، خوشی سے، ارشاد فرمائیے۔ کیا ارشاد ہے؟

شیخ: آپ اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھائیں۔ میں کچھ دیکھنا چاہتا ہوں؟

حضرت ابو بکر: میں حکم کی تعمیل سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آخر آپ کا مقصد کیا ہے؟

شیخ ازدی: میرا علم نہایت وسیع اور مبالغے سے بالکل صاف اور میرے علم کا ذخیرہ نہایت ہی سچا ہے۔ اس صحیح علم کی روشنی میں مجھے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حرم مکہ میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور ایک کہل (ادھیڑ عمر کا انسان) اس کا مددگار ہوگا۔ ادھیڑ عمر والے انسان کی سب علامتیں آپ کے اندر موجود ہیں صرف ایک علامت مجھے دیکھنی ہے وہ علامت یہ ہے کہ ان کے پیٹ پر ناف کے اوپر سیاہ تل ہوگا

الَّذِي أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ - رَفَاهُ مَا لَكَ مُؤْسَلًا -
خبر دی تھی۔ ابو بکر صدیق نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق آپ اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) (موطائے مالک مشکوٰۃ)

فوائد وعقائد ① یہ وہی حدیث شریف ہے جو دیوبندی وہابی ایک غلط بیانی اور چند اعتراضات کا قلع قمع کرتی ہے وہ یہ کہ حضور علیہ السلام سے نماز قضا ہوگئی اگر آپ کو علم ہوتا کہ نماز قضا ہوگی تو سوتے کیوں سو گئے تو پھر وقت پر نہ اٹھ سکے وغیرہ اپنے دعویٰ میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں جو اجمالی ہے وہ بھی مشکوٰۃ شریف کے اسی باب کے فصل اول میں اور ہماری مذکورہ روایت اس حدیث کی تفصیل اور مشکوٰۃ شریف کے دوسرے فصل میں ہے جس میں الحمد للہ صاف ظاہر ہے کہ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی تمام کارروائی من وعن بیان فرمادی حالانکہ آپ لفظ ہر نیند میں تھے (تفصیل و تحقیق کے لئے دیکھیے فقیر کی کتاب علم الغیث فی الاحادیث)

② سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ یہی تھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب مجانب اللہ عطا ہوا ہے کہ آپ نے آرام (نیند) کے باوجود حضرت بلال کے جملہ حالات بتا دیئے اسی لئے تو آپ نے صرف صدقت نہیں کہا بلکہ گواہی دی اَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں غیب کی باتیں جانتے ہیں۔

شیخ ازدی کی ملاقات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صوبہ یمن میں کپڑے

اور ان کی باتیں ران پر بھی ایک نشان ہوگا آپ کا کوئی حرج نہیں آپ مجھے ران اور پیٹ دکھلا دیں۔

حضرت ابو بکر نے کرتہ اٹھایا شیخ نے آپ کی ناف کے اوپر تل دیکھ کر فرمایا: رب کعبہ کی قسم، آپ ہی اس آخری مقدس رسول کے معاون ہیں۔ اور میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا خوف کرنا، راہ حق پر نہایت ہی ثابت قدم رہنا، صراط مستقیم سے لڑائی برابر بھی کنارہ نہ کرنا۔

حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ میں نے یمن میں اپنا کام کاج مکمل کیا اور شیخ سے الوداعی ملاقات کی شیخ نے مجھے فرمایا کہ میرا یہ پیغام سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پہنچا دینا وہ چند اشعار یہ ہیں۔

المترانی قد وهنت معاشری

ونفسي قد اصبحت في الحبي مامنا

حييت وفي الايام للمر عبيرة

ثلاث مئين ثم تسعين آمنا

وقد خمدت مني شرارة قوتي

والقيت شيخا لا اطيع الشواحن

فما زلت ادعو الله في كل حاضی

حللت به سرا وجهرا معالنا

فجئ رسول الله عني فاني

على دينه احي وان كنت واكتا

شیخ کا پیغام اور ابیات کا خلاصہ

میری عمر تین سو نوے برس تک پہنچ چکی ہے اور میرا جسم کمزور رہتا جا رہا ہے

اس لمبی عمر میں بہت سے عبرت آموز واقعات دیکھے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بیحد دُعا کرتا رہا ہوں کہ مجھے نئی آخر الزمان کی نبوت سے مستفیض ہونا نصیب ہو جائے الحمد للہ کہ مجھے وہ بابرکت زمانہ نصیب ہوا۔ میں اگرچہ ان سے دُور ہوں لیکن میں ان کی ختم رسالت اور دعوت حقہ کو دل سے قبول کر چکا ہوں۔

حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ میں شیخ کی نصیحت اور پیغام لے کر مکہ مکرمہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو دین حقہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ میرے پاس عقبہ بن ابی معیط اور بن ربیعہ اور ابو جہل اور قریش کے دوسرے رؤسا پہنچے۔ رسمی ملاقات کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ میرے بعد کوئی نیا واقعہ یا کوئی نئی تحریک سامنے آئی ہے انہوں نے کہا کہ آپ کے بعد ہم پر بہت بڑی زبردست مصیبت آپڑی ہے ابو طالب کے یتیم کا کہنا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور تفصیل سے نبوت کا ذکر کیا۔ رؤسا قریش نے یہ بھی کہا کہ شہر کے رؤسا میں چونکہ آپ کا مقام بہت بلند ہے اس لئے ہم سب آپ کی آمد کے منتظر تھے۔ پس آپ کا پہنچ جانا ہی ہمارا بہت بڑا مقصد اور اصلاح کی بہت بڑی ضمانت ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں تو واپس کر دیا اور خود انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت میں چل نکلا۔ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت سیدہ خدیجہ طاہرہ کے گھر تشریف فرما ہیں۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا حضور علیہ السلام باہر تشریف لائے۔ میں نے پوچھا حضور! مناسب ہے کہ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ

دیا فرمایا اے ابوجبر میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تمام مخلوق کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ تم ایمان لے آؤ۔ میں نے کہا آپ کے اپنے دعویٰ پر کیا دلیل ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا وہی جو میں میں ایک بوڑھے نے تمہیں کہا تھا۔ میں نے عرض کی میں بہت سے شیوخ کو ملا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ جس نے تجھے چند اشعار دیئے ہیں۔ میں نے عرض کی آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ فرمایا مجھے اس نے بتایا جو انبیاء علیہم السلام کے ہاں وحی لاتا ہے۔ میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔) (الصواعق المحرقة ص ۲۴۵) لایں حروف شواہد النبوة والزالۃ الخوف و فوائد وعقائد ① نہ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ آپ کے بارے میں باوقابا مخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے اذکار الیہ وصفات کاملہ بھی سابقہ کتب میں مندرج تھیں۔

اہلسنت کی حقانیت کا اتنا واضح اور بین ثبوت ہے کہ ان کا نشو و دستور ہے، ذکرہ الانبیاء عبادۃ و ذکر الصالحین کفارة (کنز العمال) انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت اور اولیاء کا ذکر کفارہ ذنوب اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان ایمان ہے۔

② شیخ ازدی رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی علامات (وہ بھی مان اور شکم کے تل تک جو پوشیدہ نشانیاں) سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شیخ ازدی کے علم کے قابل ہوئے۔

③ واپس لوٹے تو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من وعن واقعہ کا اظہار فرمایا جو ایک غیبی امر تھا اسے سنتے ہی دولت اسلام سے نوازے گئے بغور فرمائیے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تو افضلیت و صدیقیت کا مرتبہ ملے علم غیب کی تصدیق ہے

لیکن بدقسمت امتی اس عقیدہ کو شرک کہے تو پھر ہم انہیں کیا سمجھیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبوت کے لئے قرب و بعد اور آشکار و نہا کی گاہیں ہیں اس قاعدہ کو ہم حاضر و ناظر کے لئے بھی پیش کر سکتے ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو علم غیب حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں ارقام فرماتے ہیں۔

اخر ج مالک عن عائشہ ان ابابکر مخلصا جدا د عشیرین وسقا من ماله بالغایۃ فلما حضیثۃ الوفاۃ قال یا نبیۃ واللہ ما من الناس احدا احب الی غنی منک ولا اعز علی فقر بعدی منک وان کنت مخلصک جدا د عشیرین وسقا فلو کنت جد دتہ کون لک و انما هو الیوم مال وارث وانما هو اخو اک واختاک فاقسمو علی کتاب اللہ ففعلت یا ابنت لو کان کذا و کذا التکرۃ انما ہی اسماء فمن الاخری قال ذویطن ا خارجۃ اراہا جارۃ و اخو حہ

یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک درخت کھجور کا دیدیا تھا جس سے بیس وسق کھجوریں حاصل ہوتی تھیں جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں تمہیں ہر حال میں خوش دیکھنا چاہتا ہوں تم سے زیادہ غنی میں کسی کو کھجور نہیں رکھتا میری غربت سے مجھے رنج پہنچتا ہے اور خوشی سے راحت۔ اس درخت سے اب تک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے اور وارث تمہارے صرف دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔ اس ترکہ کو

ابن سعد وقال في اخره قال
ذات بطن اسنه خارجه قد
القي في روعي انها جارية
فاسقوصى بها خيل افولدت
(ام كلثوم)۔

موافق حکم شرع کی تقسیم کر لینا عائشہ رضی اللہ
عنہا نے فرمایا ایسا ہو سکتا ہے لیکن میری
توصیف ایک ہی بہن اسما ہی ہیں آپ
نے دوسری کو کسی بتائی۔ آپ نے فرمایا
ایک تو اسمائیں دوسری بہن اپنی ماں کے
پریت میں ہے میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی
ہے۔ پس ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

فوائد وعقائد

۱۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ
عنہا کی ولادت کی خبر قبل از دی اور و یعلم ما فی الارحام
خاصہ خداوندی ہے اس سے وہی عقیدہ کیوں نہ تسلیم کیا جائے کہ ذاتی علم خاصہ خداوندی
ہے اور اس کی عطیہ سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ او یا کرام بھی جانتے ہیں۔

۲۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی پیدائش سے پہلے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منہ
خلافت پر متمکن ہوئے شیعہ کہتے ہیں کہ جس ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کا ہوا۔ وہ یہی ہیں ان پر ہمارا سوال ہے کہ اس خورد سالہ بچی سے
نکاح کیسا جبکہ ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ماننے میں کسی قسم کا
اشکال نہیں لیکن انکار برائے انکار کیا علاج۔ اس مسئلہ کی تحقیق فقیر کی کتاب نکاح
ام کلثوم بہ عمر میں ہے۔

افضل الخلق بعد الانبیاء
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے
فرمایا کہ:

کنا عند النبی صلی اللہ علیہ
والآلہ وسلم فقال یطلع عدیکم
رجل لم یخلق اللہ بعدی احدا
هو خیر منہ ولا افضل ولہ
شفاعة مثل شفاعة النبی فعا
برحنا حتی طلع ابو بکر الصدیق
فقام النبی صلی اللہ علیہ فقبضہ
والتزمہ (تاریخ بغداد ص ۱۲۴)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہاں حاضر تھے آپ نے فرمایا ابھی
ایک مرد آئے گا اس جیسا میرے بعد اللہ
تعالیٰ نے کوئی زندہ پیدا نہیں فرمایا۔
اور نہ ہی اس سے کوئی افضل۔ اس کی شفا
انبیاء علیہم السلام جیسی مقبول ہوگی۔ ہم
بیٹھے ہی تھے کہ ابو بکر صدیق آئے حضور
نبی علیہ السلام ان کے لئے کھڑے ہو گئے
انہیں چوما اور گلے لگایا۔

فوائد وعقائد

- ① افضل بعد الانبیاء صدیق ہیں۔
- ② حضور علیہ السلام کے لئے دیواریں دُوریاں اور جبل نہیں۔
- ③ محبوبان خدا کے لئے قیامِ تعظیمی۔
- ④ چومنا محبوبوں کا۔
- ⑤ قبول شفاعت۔
- ⑥ قبل از وقتِ حنبی ہونے کا علم اور یہ نوید بارہا صدیق اکبر کو مل چکی۔

عقیدہ فاروق رضی اللہ عنہ فی علم الغیب

وہ روایات جو حضور
علیہ السلام نے سیدنا
صدیق اکبر رضی اللہ کے متعلق فرمایا کہ یہ حنبی اور غلیفہ اور شہید ہیں۔ ہمارے دلائل
میں شامل ہیں میخدا ان کے ایک یہ ہے کہ حضور علیہ السلام ایک باغ میں تھے حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آجے آپ نے انہیں جنت کی بشارت دی پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے تو جنت اور شہادت کی خوشخبری سنائی۔ (رواہ طبرانی) خصوصاً کبریٰ ص ۲۱

فاروق اعظم کی زندگی کا اجمالی حال

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے سنا فرمایا۔

میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے اور ابوبکر صدیق میرے پیچھے تھوڑی مدت ٹھہرے گا اور دار العرب کی چکی کیا ہوا زندگی بسر کرے گا اور شہید ہو کر مرے گا۔

سیکون فیکم اثنا عشر خلیفۃ ابوبکر الصدیق لایلبث خلفی الا قليلا وصاحب ریحی دار العرب یعیش حمیداً و یوت شہیداً قال ومن هو یا رسول اللہ قال عمر بن الخطاب

(رواہ البیہقی والوفیم حجتہ اللہ علیہ ص ۴)

فائدہ اس سے بڑھ کر علم غیب اور کیا ہوگا اجمالی طور حطرح بتایا اسی طرح ہوا لیکن منکر ضد کامر لیں ہو تو کیا کریں۔

مزید برآں

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر پر کپڑا دیکھ کر پوچھا نیلہ ہے دھلا ہوا ہے۔ عرض کی دھلا ہے آپ نے فرمایا خدا کرے نئے کپڑے پہنتے رہو شہید ہو کر زندہ رہو اور شہید ہو کر

عن رجل من مونیۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم راآی علی عمر ثوباً فقال اجدید ام غسیل فقال بل غسیل

فقال صلی اللہ علیہ وسلم البس جدیداً وعش شہیداً وقوف شہیداً۔ (اخر ج ابن سعد ابن ابی شیبہ مرسل)

فائدہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح عمری صرف تین الفاظ میں بیان فرمادی پھر امر کے صیغہ اختیار کا اظہار فرمایا گویا ان صیغوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی مبارک انہی امور کی طرف ڈھال دی پھر وہی ہوا جیسے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے سرمو فرق نہ ہوا۔ پھر اس فرمودہ کے مطابق سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی بسر ہوئی اور شہادت میں وصال ہوا اور یہی عقیدہ نہ صرف ان کا بلکہ حمید صحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا۔ چند شہادت ملاحظہ ہوں۔

عقیدہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی توثیق

ہے کہ

ان عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یوماً ایکم یحفظ ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ التي تموج کما تموج البحر فقال حدیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیس علیک منها یاس یا امیر المؤمنین ان بینک و بینہا باباً مغلقاً قال الفتح ام یکسر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ تم میں کوئی ایسا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے فتنہ کے متعلق معلومات رکھتا ہو جو دریا کی موج کی طرح ہو۔ حضرت حدیفہ نے فرمایا اے عمر تمہیں اس سے کوئی خطرہ نہیں اس لئے کہ اس کے اور آپ کے درمیان دروازہ مضبوط بند ہے آپ نے پوچھا کہ وہ دروازہ

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ بیشک نبی پاک
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے شک تہیں
فتنہ نہ پہنچے گا جب تک تم میں عمر میں موجود
ہیں (رضی اللہ عنہ)

الف عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ
عنه ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا تصیبکم فتنۃ ما دام فیکم یعنی
عمر (اخرجه الطبرانی)

فائدہ موجودہ دور کا دعویٰ اسلام یعنی وہابی دیوبندی منافقوں جیسا عقیدہ رکھنے
والا نہ مانے تو اس کی بد قسمتی ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس طرح عقیدہ
تھا جیسے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان اور عقیدہ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ ایک
دن ملک شام میں بزمانہ خلافت

عمر تقریر فرما رہے تھے آپ کو ایک شخص نے کہا کہ

اصْبِرْ اَيُّهَا الْاَمِيں فَإِنَّ الْفِتْنَةَ
قَدْ ظَهَرَتْ
اے امیر صبر کیجئے اب فتنے ظاہر ہو چکے

جو ابا فرمایا: اَمَّا وَاَبْنُ الْخُطَابِ حَتَّى
فَلَا تَمَازِلْكَ بَعْدَكَ (حجۃ اللہ علی العالمین)
ابھی فتنوں کو دیر ہے اس لئے عمر فاروق
رضی اللہ عنہ ابھی زندہ موجود ہیں فتنے
ان کے وصال کے بعد ظاہر ہوں گے۔

قاعدہ اصول حدیث صحابی رضی اللہ عنہ کا ہر وہ قول جو عقل سے متعلق
نہ ہو تو وہ فرمان نبوی ہوتا ہے اس لئے تسلیم کرنا

ہوگا کہ حضرت خالد نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوگا حضرت
علامہ یوسف بنحانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۷ میں لکھا کہ

کھلے گا یا ڈوٹ جائے گا عرض کی ٹوٹ
جائے گا ایسا کہ پھر کبھی بند نہ ہوگا خلیفہ
سے سوال ہوا کہ وہ دروازہ کون ہے
فرمایا عمر ہیں پھر سوال ہوا کہ کیا خود عمر کو
بھی اس کا علم تھا یا نہ فرمایا ایسا جیسے ہم
یقین رکھتے ہیں کہ رات گزرے گی تو کل غد
(کل) ہوگی اور یہ حدیث جو میں نے سنائی
ہے صرف کہانی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

فائدہ اس میں علم مافی الغد کے علاوہ صحابہ کرام کا عقیدہ بھی معلوم ہو گیا کہ انہیں
حضور علیہ السلام کے علم غیب پر قطعی طور یقین ہوتا کہ وہ ضرور ہوگا۔

فتنوں کا بند حدیث شریف میں ہے۔

عن عثمان
بن مظعون رضی اللہ عنہ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
يقول لعمر هذا خلق الفتنة لا
يخال بينكم وبين الفتنة باب
شديد العلق ما عاش هذا بين
ظہرائیکم اخرجہ البزار والطبرانی
و ابونعیم۔

حضرت عثمان
بن مظعون نے فرمایا کہ میں
نے حضرت عمر کے بارے میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے سنا
کہ یہ فتنوں کا دروازہ ہے یہ جب تک
تمہارے میں زندہ رہے گا فتنوں کے
لئے دروازہ سخت بند رہے گا یعنی
حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

و خالد لا يقول ذلك براء يه
فانظروا انه سمعه من رسول
الله صلى الله عليه وسلم او ممن سمعه
حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یہ از خود
نہیں فرما رہے بلکہ انہوں نے حضور علیہ
السلام سے سنا ہوگا یا اس سے جس نے
حضور علیہ السلام سے سنا تھا۔

عقیدہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فی علم الغیب

وہ روایات جو حضور
علیہ وآلہ وسلم نے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ترتیب اور سیدنا عثمان رضی اللہ
عنہ کی شہادت علم الغیب پر مشتمل ہیں ان سب کو یہاں بیان کرنے سے طوالت ہوگی
صرف ایک روایت عرض کر دوں۔

① ترمذی میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک فتنے کا بیان کرتے ہوئے فرمایا۔
"اس فتنہ میں عثمان مظلوم ہو کر قتل ہوگا۔"

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے ایک طویل روایت میں ہے کہ
② ایک مرتبہ حضور علیہ السلام ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے دروازے
پر پھرنے کا حکم دے کر ارشاد فرمایا کہ اجازت کے بغیر کوئی شخص میرے پاس نہ آئے۔
پہلے حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے اور ان کے بعد حضرت عثمان آئے میں نے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا
کہ ان کے لئے دروازہ کھول دو اور اس بلوے سمیت جو ان پر کیا جائے گا نہیں
جنت کی بشارت دو۔

عقیدہ

جمعہ کی صبح تھی اور ابھی آفتاب طلوع نہیں ہوا تھا کہ حضرت عثمان نے
روزے کی نیت فرمائی۔ اسی صبح خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور فاروق اعظم آپ کے ہم کاب
ہیں حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان سے فرمایا:

"عثمان جلدی آؤ، ہم یہاں افطاری کے لئے تمہارے منتظر بیٹھے ہیں۔ آنکھ
کھلی تو اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ میری شہادت کا وقت قریب آگیا ہے باغی ابھی مجھے قتل
کر ڈالیں گے۔ اس کے بعد تیاری شروع کر دی اور کلام پاک کھول کر یاد حق میں مشغول
ہو گئے اسی اثنا میں باغی پہلے تیر اندازی کرنے لگے اور پھر چند باغی دیوار پھانڈ کر محل سر
میں کودے اور آپ پر حملہ آور ہو گئے۔ اس وقت جتنے بھی مسلمان محل سرا میں موجود
تھے وہ سب اوپر کی منزل میں بیٹھے تھے اور حضرت عثمان نیچے کے مکان میں تن تنہا
مصرف تلاوت تھے۔ کنانہ بن بشر نامی ایک بد بخت نے پیشانی مبارک پر لوہے کی سلاخ
سے ایک دردناک ضرب لگائی اور حضرت عثمان زمین پر گر پڑے اور فرمایا بسم اللہ
تو کلت علی اللہ دوسری سودان پر حمران نے ماری، جس سے خون کا فوارہ چل نکلا۔
عمر بن حق کو یہ سفاهت ناکافی معلوم ہوئی یہ ذلیل ترین بدوی حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کے سینے پر کھڑا ہو گیا اور جسم مبارک و مطہر کو نیزے سے چھیدنے لگا اسی وقت
ایک اور بے رحم نے تلوار چلائی، وار حضرت نائلہؓ نے ہاتھ سے روکا تو ان کی تین انگلیاں
کٹ کر گر گئیں اسی کش مکش کے دوران حضرت امیر المؤمنین بے دم ہو رہے تھے کہ
مُرخ روح قفسِ عمری سے پرواز کر گیا۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ و مسند احمد ج ۱، البدایہ والنہایہ ج ۱، ۱۸۸۷ء)

فائدہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عقیدہ کی پختگی واضح ہے کہ شہادت کے دن روزہ رکھ لیا اور فرمایا کہ روزہ حضور سرور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور افطار کروں گا اور اہلیہ سے فرمایا کہ اب میری شہادت کا وقت قریب آگیا ہے وغیرہ وغیرہ یہ علوم غیبیہ نہیں تو اور کیا ہیں اور صحابہ کرام با محضوں خلفائے راشدین کے عقائد نہ اپنائے جائیں تو اور کون سے عقائد صحیح ہو سکتے ہیں طرفیہ کہ مخالفین بھی ہمارے پیش کردہ حوالہ جات کے قائل ہیں بلکہ ہم سے دو قدم آگے کہ جب خلافت راشدہ کا اثبات کرتے ہیں تو یہی روایات پیش کرتے ہیں جو ہم نے پیش کی ہیں۔

راز و نیاز بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 حضرت عثمان کو بلا کر راز کی باتیں بتانے لگے اس سے حضرت عثمان کا رنگ بدل جاتا تھا جب یوم الدار یعنی شہادت کا دن تھا لوگ کہتے ہیں کہ ہم باغیوں سے لڑتے ہیں آپ نے فرمایا اس لئے کہ میں نے حضور علیہ السلام سے معاہدہ کیا تھا اسی وجہ سے میں صبر کر رہا ہوں۔
 دعار رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان فجعل الیہ ولون عثمان یتغیص
 فلما کان یوم الدار قلنا لا تقاقل قال لا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عہد الی امرأانا صابر علی نفسی۔ (اخرجہ ابن ماجہ والحالم وصحیحہ والبیہقی وابو نعیم) ۴۲

عقائد و فوائد ① راز و نیاز کیا خوب تھے۔
 ② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رنگ کی تبدیلی آنے والے حالات کی سنگینی کے پیش نظر تھی یہی علم غیب ہے۔
 ③ نہ صرف سیدنا عثمان کا عقیدہ بلکہ جملہ موجود صحابہ کا یہی عقیدہ تھا اسی عقیدہ کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے روکنے سے رک گئے۔

③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معاہدہ کے کتنا پختہ تھے کہ جان بے شک چلی جائے لیکن جو مدتوں پہلے معاہدہ ہوا تھا وہ ہو کر رہے گا۔
شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کوہ ثبیر پر حضور علیہ السلام تشریف لے گئے تو وہ متحرک ہوا پہلے لگا آپ نے پہاڑ کو پاؤں کی ٹھوکر لگا کر فرمایا۔

اُسکُنْ یا شبیرُ فانما عدیتُ اے شبیر ٹھہر جا اس لئے کہ تجھ پر نبی علیہ السلام رونق افروز ہیں اور ایک صدیق نبی و صدیق و شہیدان۔
 اور دو شہید (عمر و عثمان رضی اللہ عنہما) ہیں

فوائد و عقائد ① کوہ منی (مکہ معظمہ) کے قریب ہے۔
 ② ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں یہ واقعہ متعدد بار ہوا کوہ احد پر کوہ حرا پر اور کوہ ثبیر پر اور تینوں مقامات پر مذکورہ حضرات تھے۔

③ اس میں علم مافی الغیبت حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے متعلق ہے کہ حضور علیہ السلام نے قبل از وقت ان دونوں کی شہادت دی اور دونوں واقعی شہید ہوئے یہی علم غیب ہے با محضوں علوم خمسہ کہ سولے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ جب ان کا علم عطا فرما دے تو انکار گرا ہی ہے۔

عقیدہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فی علم الغیب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق بہشتی ہونے کے ارشادات فرمائے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔
علی المرتضیٰ جنبتی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عليكم رجل من اهل الجنة

ابھی تمہارے ہاں ایک بہشتی جوان آنے والا ہے۔

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اذ سمعت الخشفة فاذا علي بن ابي طالب - (رواه الطبراني)

اچانک میں نے آہٹ سنی دیکھا تو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔

قطعی جنتی | عن عبد الرحمن

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو بکر، عمر، عثمان، علی، زبیر، عبد اللہ بن عوف سعد بن ابی وقاص سعید بن زید ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔

ابن عوف ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة والزبیر في الجنة وعبد الرحمن ابن عوف في الجنة وسعد ابن ابی وقاص في الجنة وسعيد بن زید في الجنة وابو عبیده بن الجراح وطلحة في الجنة - (رواه الترمذی)

جنت مشتاق | ترمذی میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کی جنت مشتاق ہے (علی - عمار - سلمان رضی اللہ عنہم)۔

عقائد و فوائد | ① صرف تبرگاہان روایات پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ ایسی بات بکثرت اور سند کے لحاظ سے مضبوط اور تواتر کا مرتبہ حاصل ہے جس کا مخالفین کو اعتراف ہے۔

ہے جس کا مخالفین کو اعتراف ہے۔

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

② کسی کا بہشتی و دوزخی ہونا غیب ہے اسی لئے بخدی محمد بن عبد الوہاب اور اسماعیل دہلوی اور رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبٹھوی نے خود حضور علیہ السلام کے لئے (معاذ اللہ) انکار کیا یعنی آپ کی اپنی ذات سے خاتمہ کے علم کی نفی کی۔ (کتاب التوحید، تقویۃ الایمان، براہین قاطعہ)۔

③ ہمارا سوال ہے کہ عشرہ مبشرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے بہشتی ہونے کا عقیدہ رکھنا چاہیئے یا نہ اگر مخالف نہیں کرے تو اس کا بیڑا غرق اگر اقرار کرے تو ہمارا دعویٰ ثابت کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطائے غیب جانتے ہیں۔ فضالہ بن ابی فضالہ انصاری سے عقیدہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ برائے موت خود

روایت ہے (ابو فضالہ بدریوں میں سے ہے کہ میں نے اپنے باپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اُس مرض میں (جو شہادت سے پہلے انہیں لاحق تھی) عیادت کے لئے گیا۔ میرے باپ نے عرض کیا اس جگہ جنگلیوں میں آپ کو کس نے ٹھہرا رکھا ہے اگر آپ کو موت کے آثار پہنچیں گے تو مدینہ میں اُٹھائے جائیں گے آپ کے یار دوست آپ کے پاس ہونے چاہئیں وہ آپ پر نماز جنازہ پڑھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول خدا نے مجھ سے اس پر عہد لیا ہے کہ تا وقتیکہ یہ دارمھی اس سر کے خون سے رنگین نہ ہوگی مجھے موت نہ آئے گی۔ ابو فضالہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے ابو الفرج بن جوزی ابی الطفیل عامر بن واثلہ بن الاسقع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا پس آپ کے پاس عبد الرحمن بن ملجم مراد کا رہنے والا آیا آپ نے دو دفعہ پیچیر دیا پھر وہ آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا اس امت کے بد نخت آدمی کو کس نے روک رکھا ہے ضرور اس دارمھی کو اس سر کے خون سے یہ شخص رنگین کرے گا۔

② سیدنا علی المرتضیٰ کو فرمیں منبر پر تھے کسی نے آپ سے اس آیت کے معنی پوچھے۔

رَجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ مَحَبَّةً وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا

کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جنہوں نے سچا کیا اُس عہد کو جو انہوں نے خدا کے ساتھ کیا تھا بعض اُن میں سے تو اپنا کام پورا کر گئے اور بعض منتظر ہیں۔

جناب شیر خدا نے فرمایا یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچا زاد بھائی عبیدہ بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی پس حمزہ نے اپنا کام پورا کر لیا اور ایسے ہی عبیدہ نے کہ دونوں شہید ہو گئے اور میں اس اُمت کے شفیق ترین سے شہید ہوں گا جو کہ وہ میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے رنگے گا۔

کیونکہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ہی فرمایا ہے۔

③ ایک بار ابن ملجم حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ سے سواری مانگنے کے لئے آیا۔ آپ نے اسے سواری دیدی جب وہ لے کر چلا گیا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ میرا قاتل ہے لوگوں نے کہا تو پھر آپ اسے قتل کیوں نہیں کر ڈالتے فرمایا تو مجھے کون شہید کرے گا۔ یہ روایات ازالہ الخفائین ہیں۔

عقیدہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا فی علم الغیب

اطلاع موت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بارے میں خبر دی کہ:

میرے اہل بیت میں سے یہ سب سے پہلے مجھ سے ملیں گی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے رحلت فرمانے کے آٹھ مہینے یا چھ مہینے بعد وفات پائی (رضی اللہ عنہا) حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جب آیت

اذا جاء نضی اللہ نازل ہوئی تو:

دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فاطمہ فقال لغیت الح

نفسی فبکت فقال فضحکت

فرآھا بعض ازواج النبی صلی

اللہ علیہ وسلم فقتل یا فاطمہ

رائینک بکیت ثم ضحکت قالت

انہ اخبی انہ قد لغیت

الیہ نفسہ و بکیت فقال

لی لا تبکی فانک اقل اہلی

لاحقائی فضحکت۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بی بی فاطمہ کو بلا کر فرمایا عنقریب میرے

وصال کی خبر پاؤ گے اس سے بی بی نے

لگیں آپ نے فرمایا مت رو اس لئے

میرے اہلیت میں سب سے پہلے تم

مجھے ملو گی اس سے بی بی نے تبسم فرمایا

جسے بی بی (عائشہ) نے دیکھ کر پوچھا

کہ پہلے آپ روئیں پھر نہیں اس کی وجہ

بی بی نے فرمایا کہ مجھے حضور نے اپنے

وصال کی خبر دی اس سے میں رو پڑی۔

پھر فرمایا کہ تو ہی مجھے سب سے پہلے ملو گی

تو اس سے میں ہنسی۔

① ہننا دونوں فعل بی بی کے عقیدہ علم غیب کی دلیل ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متعلق بھی مافی الغد کا

بیان فرمایا اور حضرت سیدہ فاطمہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بھی۔

چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ سیدہ

فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال

شریف کے بعد ہوا۔ یہی صحیح ہے۔

② ماں (عائشہ) بیٹی (صاحبہ زادی) فاطمہ رضی اللہ عنہا کا آپس میں کیم ٹھیکر

ماتول تھا کہ راز و نیاز کی باتیں ایک دوسرے سے مخفی رکھتیں۔

۳) جدائی ظاہری سے رونالا علمی کی دلیل نہیں ورنہ بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تو عقیدہ تھا کہ آپ صرف ہمارے سے ظاہری طور جدا ہونگے پھر اسی طرح زندہ رہیں گے جیسے عالم دنیا میں تھے۔

عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ | احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ کا قبول اسلام کے اسباب علم غیب کی باتیں ہوئیں جو انہوں نے حضور علیہ السلام میں دیکھیں سنیں تو مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ ان کے اسلام لانے کا واقعہ ملاحظہ ہو۔

۱) عدی بن حاتم طائی مسلمان ہوئے ان کے مسلمان ہونے کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے یہ اپنی قوم کے سب سے بڑے سردار تھے قوم پیداوار اور مال غنیمت کا جو تھائی حصہ ان کی نذر کیا کرتی تھی انہیں مسلمانوں سے سخت عداوت تھی عیسائی تھے اور اسلام کو عیسائیت کا رقیب سمجھتے تھے اور سردار ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقتدار ان کی آنکھوں میں کھٹکتا تھا ان کی سازش سے مین کے قبیلے نے بغاوت کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں مین کے گورنر تھے انہوں نے بغاوت کو فرو کیا اور بغاوت کے لیڈروں کو گرفتار کر کے مدینہ بھیج دیا ان میں عدی کی بہن بھی تھی وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوئی۔ تو اُس نے کہا کہ میں سخی حاتم طائی کی بیٹی ہوں میرا باپ بھوکوں کا پیٹ بھرتا تھا اور غریبوں پر رحم کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے باپ میں مسلمانوں کی بہت سی خوبیاں تھیں۔ عدی کی بہن نے عرض کیا کہ میری آپ سے ایک درخواست ہے آپ اس کو قبول فرما کر مجھے شکر یہ کا موقع دیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کیا۔ عدی کی بہن نے کہا کہ میرے بھائی آپ کی فوج سے خوفزدہ ہو کر شام کے علاقہ میں بھاگ گئے ہیں آپ مجھ کو اجازت

دیں کہ میں ان کو لے آؤں اور ان کے لئے ایک امن نامہ لکھ دیجئے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چپکے چلے گئے اور کچھ جواب نہیں دیا۔ دوسرے روز پھر وہاں سے گزرے تو پھر اُس نے وہی درخواست دہرائی آپ نے فرمایا تم جلدی کیوں کرتی ہو جب تمہارے علاقہ سے کوئی آئے گا جس پر تم کو اعتبار ہو اس کے ساتھ چلی جانا۔ چند بچہ چند یوم بعد ان کے رشتہ داروں میں سے چند اشخاص لگے عدی کی بہن کہتی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے رشتہ داروں میں سے ایسے لوگ آگئے ہیں جن پر مجھ کو اعتماد دہلی ہے یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے کپڑوں کے جوڑے بھیج دیئے اور میرے لئے زاوراہ اور سواری بھی مہیا فرمائی۔ میں اپنے قرابتداروں کے ساتھ بھائی کے پاس پہنچ گئی۔

بھائی کی ملاقات | عدی فرماتے ہیں کہ میں اپنے بال بچوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ دُور سے مجھ کو چند سواریاں نظر آئیں دیکھتا کیا ہوں کہ میری بہن ہے ابھی سواری سے اُتری بھی نہ تھی کہ مجھ کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا بڑا ظالم ہے قاطع رحم ہے اپنے بال بچوں کو اٹھا کر لے گیا اور بہن کو یہاں چھوڑ گیا چونکہ باتیں سچی تھیں اور میرے پاس کوئی عذر نہ تھا بہت شرمندہ ہوا میں نے کہا کہ مجھ کو معاف فرمائیے پھر میں نے اپنی بہن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق استفسار کیا انہوں نے کہا کہ میرا تو خیال ہے کہ تم جلدی اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو تم کو جلدی سبقت کرنی چاہیے اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو تمہاری عزت میں کوئی فرق نہیں آئے گا میں نے

دشمنوں کے پاس بے شمار فوجیں اور وہ ہر طرح کے ہتھیاروں سے مسلح ہیں
عدی وہ وقت آنے والا ہے کہ مسلمانوں کی سلطنت اتنی وسیع ہو جائے گی اور
ایسا زبردست انتظام ہوگا کہ ایک عورت تن تنہا قادیسیہ (کوہ سے کئی میل دور
فاصلہ پر ہے) سے چلے گی اور خوفناک جنگلوں کو طے کرتی ہوئی مدینہ میں داخل ہو جائے
گی۔ عدی! شاید تم کو یہ مانع ہے کہ زبردست مسلمانوں کی سلطنت تھوڑی ہے
عدی! خدا کی قسم ایک وقت آنے والا ہے کہ اسلامی فوجیں کسریٰ جیسی سلطنت کو
کو پاش پاش کر ڈالیں گے۔ عدی! کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم پر ٹھہرا اللہ اکبر اللہ
بہت بڑا ہے۔

حضرت عدی کہتے ہیں کہ یہ تقریریں کر میں اسی وقت مسلمان ہو گیا اور حضور
علیہ السلام کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ (الاصابہ وغیرہ)

عقائد علم غیب کی تصدیق | یہ وہی عدی رضی اللہ عنہ ہیں حاتم طائی مشہور
سخنی کے صاحبزادے خود علم غیب کی تصدیق
فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اس وقت تین امور (علم غیب) بیان فرمائے۔

دو کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا (تیسری بھی پوری ہوگی انشاء اللہ)

① میرے سامنے کسریٰ کی زبردست سلطنت پاش پاش ہو گئی۔
② میری آنکھوں کے سامنے قادیسیہ سے ایک عورت تن تنہا خوفناک جنگلوں
کو طے کرتی ہوئی صحیح و سالم مدینہ طیبہ پہنچ گئی۔

مجھے یقین ہے کہ تیسری بات بھی پوری ہوگی۔
چنانچہ یہ تیسرا امر (غیبی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس میں

پورا ہوا۔

کہا ٹھیک ہے اور میں ان کے ساتھ سوار ہو کر مدینہ پہنچ کر مسجد نبوی میں داخل ہوا
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے میں نے سلام کیا حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا عدی بن حاتم طائی حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو اپنے ساتھ گھر لے چلے راہ میں ایک بڑھیا ساتھ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کھڑے رہے جب تک بڑھیا کی داستان ختم نہ ہو گئی، میں نے سوچا کہ بادشاہ
اس طرح ضعیف بڑھیا عورتوں کے روکنے سے رکنا نہیں کرتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بادشاہ نہیں ہیں۔ گھر میں داخل ہوتے جس گدے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھا کرتے
تھے میری طرف سر کا دیا۔ گدا ایک ہی تھا میں نے عرض کیا نہیں، آپ اس پر بیٹھتے
فرمایا نہیں آپ بیٹھتے۔ چنانچہ میں گدی پر بیٹھ گیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
زمین پر بیٹھ گئے اب مجھے یقین ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بادشاہ ہرگز
نہیں۔ بیٹھنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عدی تم کو سنی ہو میں
نے جواب دیا ہاں۔ پھر فرمایا تم اپنی قوم سے پیداوار اور مال غنیمت لیتے ہو میں
نے کہا جی ہاں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمہارے دین کے تو خلاف ہے
عدی نے کہا بے شک۔ اب میں نے دل میں سوچا کہ ہونہ ہو یہ نبی ہیں (صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عدی تم کو شاید
یہ چیز مانع ہو کہ مسلمان نہایت مفلس قلاش اور غریب ہیں عدی وہ وقت آئیوا
ہے کہ مسلمانوں کے پاس اتنا مال آئے گا کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملے گا۔ اے عدی
شاید تم کو یہ چیز مانع ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں بڑی بڑی زبردست سلطنتیں ہیں
لے یہ ایک فرقہ ہے۔

وفات

حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے ۱۶ سال کی عمر میں کوثر میں انتقال فرمایا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

فوائد وعقائد

① حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق عظیم ایسا کہ کھار نہ صرف غیر معترف بلکہ اس کے اثر سے قبول اسلام پر مجبور ہوتے جو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اس واقعہ سے ان کی تردید ہوتی ہے کہ عالم طاق کی بیٹی کے تاثرات بتاتے ہیں کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام تلوار کے زور سے نہیں خلق و کمال سے پھیلا یا۔

② عدی بن عامر سے تعارف کے بغیر اس کے حالات خود بتائے کہ کوئی ہو اور قوم سے یہ اذرو وصول کرتے ہو اور ساتھ فرما دیا یہ تمہارے دین کے خلاف ہے اور ان کے دل کی بات بھی ظاہر کر دی کہ تم کوین اسلام میں داخل ہونے سے فلاں امر مانع ہے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو انہی امور کی تصدیق نے اسلام لانے پر مجبور کر دیا اور یہی علم غیب کی تصدیق ہے جس کا فروں کو مسلمان بلکہ صحابی حبیب مرتبہ عطا فرمایا لیکن بد قسمتی سے آج اسلام کا ٹھیکیدار بن کر ایک گروہ علم غیب کی تصدیق کرنے والوں کو مشرک بنائے جا رہا ہے۔

عجب رنگ ہیں زمانے کے

③ حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستقبل کی تین باتیں بتائیں جو علم غیب (ما فی الغد کل کیا ہوگا) سے متعلق تھیں حضرت عدی فرماتے ہیں کہ میں نے دو آنکھوں سے دیکھی ہیں ایک اور بھی ہو کر رہے گی یہ ہے صحابی کا عقیدہ۔

عقیدہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ① غلا راشدہ کے عہد میں حب کوئی شہر فتح ہوتا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ذرا بھی اچنبھا نہ ہوتا تھا بلکہ وہ فرمایا کرتے تھے۔

افتحوا صابداکم والذی نفس
جو ملک بھی چاہو فتح کر لو کیونکہ اس کا تم
ابی ہریرہ بیدہ ما افتتحت
جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے
من مدینة ولا تفتحونها لى
تم کوئی شہر فتح نہ کرو گے مگر یہ کہ اللہ
یوم القيمة الا وقد اعطى الله
تعالی نے اس کی چایاں اس سے پہلے
سبحانه محمداً صلى الله عليه وآله
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مفاہیم قبل ذلك۔
وسلم کو دے دی ہیں۔

سیرۃ ابن ہشام قسم ثانی ص ۱۹

فائدہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار اور علم غیب پر کتنا پختہ عقیدہ تھا کہ فتوحات کو دیکھ کر بے نیاز سے فرما دیتے کہ یہ تو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے سے ہی مل چکا۔

② جبرانی نے حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار حاضرین مجلس سے فرمایا تم میں سے ایک آدمی کی دائرہ دوزخ میں جاوے گا اور ایک آدمی کی دائرہ دوزخ میں نہ جاوے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی اس مجلس میں موجود تھا۔ ایک وقت تک اور سب لوگ تو مر گئے لیکن میں اور ایک آدمی باقی رہا اور مجھے بے حد ڈر تھا لیکن وہ شخص مرتد ہو گیا اور جنگ یمامہ میں مارا گیا۔ اسی حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی تھی کہ حاضرین مجلس میں

ایک جہنی ہوگا اور واقعہ بھی اسی طرح ہوا چنانچہ ایک شخص مرتد ہو کر مارا گیا اس شخص کا نام رجال بن عنقوتہ یا گیبہ اور وہ اہل یمامہ میں سے تھا وفد بنی حنیفہ کے ساتھ رسول اللہ کے حضور میں حاضر ہوا تھا وہ مسلمان ہو کر کلام اللہ کی تعلیم حاصل کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمہ کذاب نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تو رجال اس کا معتقد ہو گیا اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتدین سے جنگ کی تو یہ رجال جو کسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھا اور جس کے پیش نظر رسول اللہ نے یہ خبر سنا لی تھی کہ اس مجلس کے شرکاء ہیں سے ایک شخص جہنی ہے اور اس کی ایک دائرہ دوزخ میں جبل احد کے برابر ہوگی مسلمہ کذاب کی فوج کے ساتھ تھا جنگ یمامہ میں ہی رجال حضرت زید بن الخطاب کے ہاتھوں قتل ہوا اور عذاب جہنم کا سزاوار ٹھہرا۔ اس طرح رسول اللہ کا وہ ارشاد حرف بحرف پورا ہوا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے علم غیب عطا فرمایا۔

فائدہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عقیدہ علم الغیب پر کتنی چٹنگی ہے کہ جب دسواں صحابہ میں سے باقی ایک آپ، دوسرا وہ زندہ تھا تو اپنا خطرہ لاحق ہو گیا کہ خدا نہ کرے جس جہنی کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا وہ خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نہ ہوں لیکن آپ کو اس وقت تسلی اور تسکین قلبی ہوئی جب وہ دوسرا مرتد ہو کر مرا۔ یہ علم مافی الغدان پانچ علوم میں سے ہے جس کے متعلق ہمارے مخالفین ایسے عقیدہ کو شرکیہ عقیدہ کہتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ کے عقیدہ کے چٹنگی کا نمونہ | طبرانی اور بیہقی نے ابن حکیم جہنی سے روایت

کہ ہے کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجھ کو ملتے تو مجھ سے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا حال دریافت فرماتے جب میں ان کی خیریت کی خبر دیتا تو بہت خوش ہوتے۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم دس آدمی ایک گھر میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو پیچھے مرے گا نار میں ہوگا۔ اس وقت تک آٹھ حضرات ان صحابہ میں سے انتقال فرما چکے ہیں میں اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اسی وجہ سے میں سمرہ رضی اللہ عنہ کے حال کی تفتیش کرتا ہوں اور حضرت ابو ہریرہ کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی ان سے کہدیتا کہ حضرت سمرہ کا انتقال ہو گیا تو ان کو غش آجاتا تھا یہاں تک کہ حضرت ابو ہریرہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو مرض کزاز لاحق ہو گیا وہ ایک بڑی دیگ میں پانی گرم کر کے اُس میں بیٹھتے تھے ایک روز وہ گر گئے اور آگ میں جل گئے لوگ اُن کی عیادت کو حاضر ہوئے تو وہ خوش نظر آتے تھے حالانکہ اس سے پہلے وہ بہت غمگین رہا کرتے تھے ان سے دریافت کیا کہ حضرت آج آپ خلاف معمول بہت خوش نظر آ رہے ہیں باوجودیکہ آج آپ جل گئے ہیں اور آپ کو بہت تکلیف ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم دس آدمیوں سے حضور علیہ السلام نے ایک روز فرمایا تھا کہ تم میں سے جو شخص پیچھے مرے گا وہ آگ میں ہوگا مجھ سے پہلے اُن سب حضرات کا انتقال ہو چکا میرا یہ خوف دنیا کی آگ تھی اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا حضرت سمرہ ان دسوں میں سے سب سے پہلے آگ میں جل کر فوت ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسے فرمایا تھا ویسے ہوا۔

عقیدہ حسان رضی اللہ عنہ | زرقانی علی الموابیج ج ۱ ص ۳۲ میں ہے حضرت

حسان کیا فرماتے ہیں؟

يَعْنِي يَسْرَى مَالًا يَسْرَى النَّاسَ حَوْلَهُ

وَيَتَلَوُ كِتَابَ اللَّهِ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ

یعنی نبی اپنے گرد و پیش میں وہ سب کچھ دیکھتے ہیں جن کو دوسرے تمام انسان نہیں دیکھ پاتے اور نبی ہر جگہ خدا کی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں۔

فَإِنْ قَالَ فِي يَوْمٍ مَقَالَةً عَائِبٍ

فَتَصْدُقُهَا فِي ضُحْوَةِ الْيَوْمِ وَأَوْعَدُ

اور اگر نبی کوئی غیب کی بات کسی دن فرمادیں تو آج یا کل کے روز روشن میں اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

یمن کے گورنر کا اسلام قبول کرنا | پرویز کسری نے حضور علیہ السلام کو گرفتار

کرنے کا آرڈر یمن کے گورنر کو بھیجا۔

اس نے دو قاصد حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے آپ نے قاصدوں کو رات

گزار کر صبح حاضری کا فرمایا دوسری صبح قاصد حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ

کسری کو گزشتہ شب اس کے بیٹے نے قتل کر ڈالا ہے اور فرمایا کہ یمن کے گورنر کو

یہ خبر پہنچا دو اور یہ بھی کہنا کہ میرا دین اور حکومت وہاں تک پہنچ کر رہے گی جہاں

اب تک کسری کی حکومت پہنچ چکی ہے۔ تم اسلام لے آؤ۔

قاصدوں نے یہ خبر مبارک باذان کو سنائی ادھر پرویز کے قتل کی بھی اطلاع مل

گئی۔ باذان کو یقین ہو گیا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے رسول ہیں۔

اس پر اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا ان کے ساتھ ان کی قوم کے بہت سے لوگ بھی حلقہ بگوش ہو گئے (مزید تفصیلی حالات کتب سیر میں ہیں)۔

فائدہ

غیبی خبر پر صحابہ کو دولت اسلام نصیب ہوئی لیکن آج اس کے برعکس ہے کہ ایسے عقیدہ والوں کو کافر و مشرک کہا جا رہا ہے اس سے یہ

بھی ثابت ہوا کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کریمانہ اور کمالات حکیمانہ سے پھیلا ہے۔

نوٹ: واقعہ پرویز کسری کو فقیر نے کتاب "نشان قدرت میں تفصیل سے لکھا ہے۔

عقیدہ علم غیب اختیاراز | حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ایک تحریر حضرت قیس بن مالک ارجبی رضی اللہ عنہ کو بھیجی تھی اس کے الفاظ مبارک یہ ہیں۔

"تم پر سلام ہو۔ بعد اس کے واضح ہو کہ میں نے تم کو قوم پر خیر خواہ وہ بڑی

ہوں یا شہری یا غلام سب پر حاکم بنایا اور مقام نساک کے غلہ سے دو تنو صاع اور خیوان

کے انگور سے دو تنو صاع تمہارے لئے مقرر کئے۔ یہ عطیہ تمہارے لئے اور

تمہاری اولاد کے لئے ہمیشہ ہمیشہ (ابدًا، ابدًا، ابدًا) جاری رہے گا۔"

فائدہ

حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا (ابدًا، ابدًا، ابدًا) کہنا بہت محبوب ہے اس سے مجھے اُمید ہے کہ

میری نسل ہمیشہ رہے گی (طبقات ابن سعد و اسد الغابہ)

فائدہ

ابدًا غیر منقطع مدت اور کثرت بھی مراد ہوتی ہے حب حضور علیہ الصلوٰۃ

لہذا خصائص کبریٰ و حجتہ اللہ علی العالمین۔

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

والسلام کے منہ مبارک سے یہ لفظ نکلا تو صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنا عقیدہ بنا دیا نسل ہمیشہ رہے گی۔

ثابت ہو کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے جو بات نکلی ہو وہ ہو کر رہے گی اسی کا نام اختیار ہے نیز چونکہ اس کی اولاد میں ہمیشہ رہنے کا تعلق مافی الغدرا کل کیا ہوگا، علم الغیب سے ہے اسی لئے صحابی رضی اللہ عنہ نے وہ بھی ظاہر کر دیا کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد گرامی سے انہیں یقین ہے کہ ان کی اولاد قیامت قائم رہے گی۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ اختیار بھی ہے اور علم الغیب بھی۔ (ولکن الوابیتہ قوم لا یعلمون) مزید عقائد صحابہ اور تفصیل فقیر کی کتاب الاصابہ فی عقائد الصحابہ میں پڑھیے۔

علم الغیب للصحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام کے علوم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیضان ہے کیونکہ مسلم ہے کہ تلامذہ کی قابلیت استاد کا جوہر سمجھا جاتا ہے اور ہر صحابی کا علم ٹھٹھیں مارتا ہوا بحر بے کنار ہے اسی لئے اہل اسلام نے کہا ہے کہ ان کے علوم اور اسرار و رموز کے سامنے اغوات، اقطاب و اولیاء اور مجتہدین اور فقہاء و مدینین سچ ہیں۔ اور یہ تو مخالفین بھی مانتے ہیں کہ ہر صحابی کا علم ایک بحر ذرا ہے اور صحابہ کو یہ علوم کتابوں سے نہیں نگاہوں سے نصیب ہوئے۔ اندازہ لگائیے جس کی ایک نگاہ کی یہ قدر و منزلت ہے اس کے علوم و اسرار کا کیا حال ہوگا۔ علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جملہ انبیاء اور جملہ ملائکہ اور تمام مخلوق کے علوم حضور نبی پاک صلی

علیہ وآلہ وسلم کے علوم کے سامنے ایسے ہیں جیسے قطرہ سمندر کے آگے۔

(روح البیان وعرالس البیان)

بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چند اصحاب کے چند نمونے ملاحظہ ہوں ممکن ہے کسی کو سمجھ آجائے کہ جس کے تلامذہ عظام کے علوم غیبیہ شرفاً ثابت ہیں تو ان کے پڑھانے والے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو علم غیب آپ نے وصال سے پہلے وصیت فرمائی چنانچہ اس کی تفصیل اسی کتاب میں گزری

کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ کو فرمایا کہ میری جائداد تقسیم کرتے وقت اپنی بہن کا حصہ نکالنا عرض کی میری بہن کہاں۔ آپ نے فرمایا تیری ماں حاملہ ہے اس سے بچی پیدا ہوگی چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

فائدہ

کسی کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی یہ ان علوم خمسہ سے ہے جس کے لئے مخالفین کہتے ہیں کہ غیر اللہ ربی ہو یا ولی ماننا شرک ہے لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جیسے بتایا ویسے ہوا یہی علم غیب ہے جس کے لئے ہمارا عقیدہ ہے۔

فائدہ

اس سے نہ صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا علم الغیب مافی الغدرا کل کیا ہوگا، اور مافی الارحام (ماں کے پیٹ میں کیا ہے بچی ہے یا بچہ) ثابت ہو بلکہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ بھی واضح ہوا کہ والد گرامی کی وصیت پر سر تسلیم خم کر دیا ورنہ کہہ سکتی تھیں علم غیب بالخصوص پانچ علوم میں سے یہ دو علم غیر اللہ کے لئے ثابت نہیں تو پھر والد گرامی کی وصیت پر عمل کیوں؟۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو علم غیب مروی ہے کہ آپ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے لوگ بکثرت جمع ہیں

کہ مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہیں آپ نے خطبہ کے درمیان زور سے پکارا یا سادیۃ الجبل "اے ساریہ (رضی اللہ عنہ) پہاڑ کی طرف متوجہ ہو تمام حاضرین آپ کے ان کلمات کو سن کر حیران و ششدر ہو گئے کہ یہ کیا معاملہ ہے لیکن نماز کے بعد بھی کسی کو آپ سے پوچھنے کی جرات نہ ہوئی مگر حاضرین نے دین اور تاریخ یاد رکھا۔ الغرض اس وقت ساریہ رضی اللہ عنہ کفار سے روانی میں مشغول تھے کہ انہوں نے اثنائے جنگ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز کا نول سے سنی اور یہ سمجھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے ہیں۔ فوراً آپ کے ارشاد پر عمل کیا گیا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کو فتح ہوئی اور کفار کو شکست فاش ہوئی۔

فائدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سینکڑوں کوس کے فاصلہ سے مقام نہادند میں جنگ کے موقع پر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آواز دی۔ اور ساریہ رضی اللہ عنہ نے اُس آواز کو سن کر اُس پر عمل کیا اور فتح پائی۔ ذرا آپ اس طاقت کا اندازہ کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ثانی کو بطیفیل آپ کے عطا فرمائی۔

تصدیق جب وہ فوج ظفر موج فتح پاکرواپس آئی تو مسلمانوں نے ان سے دریافت کیا کہ فلاں تاریخ اور فلاں وقت حضرت عمر نے عین خطبہ میں یا ساریہ الجبل با آواز بلند پکارا تھا کیا آپ لوگوں کو بھی اس کی کچھ خبر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں کچھ کفار پہاڑ کے درہ میں گھات لگائے اس ارادہ سے بیٹھے

تھے کہ مسلمانوں کو غافل پاکران پر حملہ کر دیں اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی دی آپ کے ارشاد کے مطابق عمل درآمد کیا گیا تو کفار کو ہزیمت ہوئی اور مسلمانوں کو فتح و نصرت۔

فائدہ اس روایت صحیحہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم غیب تھا۔

انتباہ نہ صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم غیب کا ثبوت ملا بلکہ اس روایت سے اجماع صحابہ سے یہ عقیدہ ثابت ہوا جبکہ مسجد نبوی شریف میں مجمع صحابہ میں حضرت فاروق اعظم نے بیان فرمایا تو اگر کسی صحابی کو اس میں اختلاف ہوتا تو بول پڑتا جیسے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ایسے واقعات پیش ہوئے کہ آپ سے معمولی سی بات پر باز پرس ہو جاتی۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو علم غیب مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ نے کہا کہ تمہیں

کیا ہو گیا ہے کہ تم میں سے ایک شخص میرے پاس آتا ہے جس کی آنکھوں میں زنا کے آثار نظر آتے ہیں۔ اس شخص نے عرض کی یا خلیفہ رسول اللہ! کیا حضور علیہ السلام کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے فرمایا: وحی نہیں بلکہ نور قرآن ہے۔ ازالۃ الخفا

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو علم غیب مولانا عبد الرحمن صاحب جامی رحمۃ اللہ علیہ شواہد النبوة میں لکھتے ہیں کہ

① جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ سے لشکر طلب فرمایا تو اُس کے لشکر کے آنے سے پیشتر ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حاضرین کو فرمایا کہ کوفہ سے

بارہ ہزار فوج آتی ہے چنانچہ حاضرین میں سے ایک شخص فوج کے انتظار میں راستہ میں آن بیٹھا کہ دیکھیں کہ فوج کے کتنے آدمی آتے ہیں پس جب لشکر قریب آگیا تو اُس نے ایک ایک آدمی کو گنا شروع کیا تو واقعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد کے مطابق بارہ ہزار آدمی تعداد میں نکلے۔ ایک بھی کم و بیش نہ تھا۔
 (۵) منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کربلا سے گذرے۔
 اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے تو دایک بایک دیکھ کر واقعہ کربلا کی پوری پوری صمیم خبر حاضرین کے روبرو بیان کر دی (شواہد النبوت) مزید تفصیل فقیر نے "ذکر حسین" میں عرض کی ہے۔
ماں بیٹے کی خبر

منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوفہ میں نماز فجر سے فارغ ہو کر ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت باہم لڑ رہے ہیں اُن کو جا کر بلا لاؤ۔ چنانچہ وہ اُن کو بلا لایا تو آپ نے فرمایا کہ آج رات تم دونوں میاں بیوی آپس میں بہت جھگڑتے رہے ہو اس کی کیا وجہ ہے اُس نے عرض کیا کہ جب سے میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے تو مجھے طبعاً اس سے نفرت آتی ہے اس واسطے یہ عورت مجھ سے جھگڑا کرتی ہے چنانچہ جب آپ نے ہمیں بلایا تھا تو اُس وقت تک بھی جھگڑا ہو رہا تھا۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا اظہار کرنا غیر کے سامنے معیوب ہوتا ہے۔ یہ سن کر حاضرین سمجھ گئے اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے وہ میاں بیوی وہاں رہ گئے۔ آپ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو اس جوان کو جانتی ہے اُس نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ میں تجھے اس کی شناخت

کرتا ہوں مگر تو منحونہ ہو جانا اُس نے عرض کیا کہ میں ہرگز امر واقعی سے انکار نہ کروں گی اس پر آپ نے فرمایا کہ تو فلاں شخص کی بیٹی ہے عرض کی صمیم ہے آپ نے فرمایا کیا تیرے چچا کا بیٹا تھا عرض کی تھا آپ نے فرمایا تجھے اس سے محبت ہو گئی تھی وہ بھی تجھ سے بہت محبت کرتا تھا۔ عرض کی صمیم ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تو ایک رات کسی ضرورت کے تحت باہر جا رہی تھی راستہ میں تجھے اس نے پکڑ لیا تھا اور تیرے ساتھ ہمبستر ہوا اور تو معاملہ ہو گئی۔ تو نے اپنی ماں کو اس راز سے اطلاع دی مگر باپ سے اس کو چھپایا۔ جب تجھے درد نہ شروع ہوا اور وضع حمل کا وقت قریب آیا تو تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی جب تو نے لڑکا جتنا تو نے اس کو لپیٹ کر گڑھے پر ڈال دیا۔ پھر ایک کتا اُس کو سونگھنے لگا تو نے کتے کو پتھر دے مارا لیکن وہ بچہ کے سر پر جا لگا جس سے اُس کا سر زخمی ہو گیا اور تیری ماں نے کپڑا پھٹا کر اُس کے سر پر باندھا اور پھر تم دونوں وہاں سے چلی آئیں۔ پھر تمہیں اُس بچہ کا حال معلوم نہ ہوا۔ اس عورت نے عرض کیا بے شک ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اس راز کی خبر میرے اور میری ماں کے کسی اور کو نہ تھی۔ پھر فرمایا کہ جب صبح ہوئی تو فلاں قبیلہ نے اُس بچہ کو لے کر اُس کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بڑا ہو گیا پھر وہ اس قبیلہ کے ساتھ کوفہ میں آیا اور تیرے ساتھ نکاح کیا۔ یہ وہی جوان ہے۔ پھر آپ نے اس جوان کو کہا کہ سر دکھلاؤ چنانچہ جب اس نے سر کو دکھلایا تو اس کے سر میں زخم موجود تھا آپ نے فرمایا کہ یہ تیرا بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ملہ سے تمہاری حفاظت فرمائی اور حرام سے بچایا (شواہد النبوت)

قائدہ

اس روایت سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی علم غیب تھا۔ نمونہ کے طور پر صرف دو روایتوں پر اکتفا کیا گیا ہے

ایک نوجوان صحابی کو علم غیب ایک نوجوان صحابی کا واقعہ گذرا کہ اس نے منافق کی اونٹنی کی خبر دی کہ وہ گاہن

ہے اس سے کیا پیدا ہوگا اور ساتھ ہی بتا دیا کہ یہ کیوں اور کیسے گاہن ہوں۔

حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو علم غیب ایک دفعہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما حج کے ارادہ سے مکہ معظمہ

کو پیدل سفر فرما رہے تھے سفر سے آپ کے پاؤں متورم ہو گئے۔ غلام نے عرض

کی تھوڑا سا سفر آپ سواری پر طے فرمائیں تاکہ پاؤں کی ورم میں کچھ آفاقہ ہو جائے گا

آپ نے فرمایا پیدل ہی چلیں گے سُن لے منزل پر ایک شخص حبشی طے گا اس کے پاس

روغن (تیل) ہے اس سے خرید لینا غلام نے عرض کی میرا اس سے پہلے تو تعارف نہیں

آپ نے فرمایا تجھے خود معلوم ہو جائے گا۔ غلام جب منزل پر پہنچا تو اُسے ایک حبشی

ملّا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی نسبت ہم نے کہا تھا۔ فوراً جاؤ اور اس سے

روغن خرید لاؤ۔ غلام نے جا کر اُس حبشی سے روغن مانگا اُس نے دریافت کیا کہ کس کے لئے

چاہیئے۔ کہا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے لئے اُس نے کہا کہ مجھے اُن کی خدمت

میں لے چل۔ میں ان کا نیاز مند ہوں۔ پس جب وہ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

تو دست بستہ عرض کی کہ آپ میرے آقا ہیں میں آپ سے کیا قیمت لے سکتا ہوں۔

لیکن اس وقت میری بیوی کے دردِ زہ ہو رہا ہے دُعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ صمیع و سالم

بچہ عنایت فرمائے۔ آپ نے فرمایا جا اللہ تعالیٰ نے تجھے ویسا ہی فرزندِ نبی عطا فرمایا ہے

جیسا کہ تو چاہتا ہے لیکن یہ بچہ ہمارا نیاز مند ہوگا پس جو نبی وہ اپنے مکان پر پہنچا تو واقعی

حضرت کے ارشاد کے مطابق صمیع و سالم لڑکا تولد ہوا۔ (شواہد النبوة۔ عارف جامی)

ورنہ مدینۃ العلم سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنہیں اپنے علوم کے خزانے کا دروازہ (باب) کہا ہے اس کی علوم کی وسعت کا کیا کہنا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو علم غیب ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صحابی کے خزانے کے ساتھ

قبرستان میں تشریف لے گئے۔ نمازِ خزاہ سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ

واپس تشریف لے آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور باتیں کرنے

لگے باتوں ہی باتوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نگاہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے چہرہ پر پڑی تو وہ سامنے آئیں اور چہرے کو ہاتھ سے چھوٹے

لیکن۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی،

چہرہ، بال، گریبان کو چھو کر خوب اچھی طرح دیکھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے حضرت عائشہ عنہا سے پوچھا اے عائشہ! آپ جلدی جلدی کیا ڈھونڈ رہی ہیں

انہوں نے کہا کہ حضرت آج بارش برسی تھی میں آپ کے کپڑوں کو دیکھ رہی ہوں

تجعب ہے کہ بارش سے کپڑے نہیں بھیگے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا۔ اے عائشہ تم نے آج سر پر کیا اوڑھنا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نے عرض کی آپ کی فلاں چادر سجائے اپنی اوڑھنی کے میں نے آج اپنے سر پر رکھی

تھی۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) ایک اور بادل سے دل تیری آنکھ

کو خدا نے غیب کی بارش دکھائی۔ دراصل وہ بارش تمہارے اس (غلاہری) بادل

کی نہیں بلکہ وہ اور ہی بادل اور اور ہی آسمان ہے ایسی بارش اور ہی بادل سے

ہے اور اس کے نزول میں خدا کی رحمت پوشیدہ ہے جسے تو نے بارش سمجھ لیا۔

(مشنوی مولانا روم قدس سرہ)

فائدہ منزل والے غلام کی خبر غیبی کے علاوہ اس کے بیٹے کی پیدائش اور بہمال اوصاف جو اس کے جی میں تھا۔ تین علوم غیبیہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے بتائے۔ لیکن کسی کو اعتبار نہ آئے تو ہم کیا کریں۔

امام باقر رضی اللہ عنہ کو علم غیب شواہد النبوت میں مرقوم ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں مکہ معظمہ میں تھا مجھے امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق دامگیر ہوا چنانچہ میں اُن ہی کی قدم پوسی کے ارادہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ جس رات کو میں مدینہ منورہ پہنچا۔ تو آسمان پر بادل چھایا ہوا تھا بارش بڑے زور سے ہو رہی تھی اور سردی بڑی سخت تھی آدھی رات کا وقت تھا جب میں امام صاحب کے درِ دولت پر پہنچا تو اس وقت مجھے یہ فکر و امن گیر ہوئی کہ آیا میں اپنے پہنچنے کی اطلاع امام صاحب کو کروں یا صبح کے وقت جب امام صاحب خود باہر تشریف لائیں اس وقت صبر کروں۔ میں اسی فکر میں تھا کہ امام صاحب کی آواز میرے کان میں آئی کہ باندی سے فرماتے ہیں فلاں شخص بھیکا ہو آیا ہے سردی سے ٹھہر رہا ہے اور دروازہ پر حیران و متفکر بیٹھا ہوا تھا چنانچہ اس نے امام کے حکم سے فوراً دروازہ کھول دیا اور میں مکان کے اندر داخل ہو گیا۔

فائدہ اس سے وہی ثابت ہوا جو ہمارا موضوع ہے لیکن دیدہ کو روک کر کیا نظر آئے کیا دیکھے۔

حضرت زید صحابی رضی اللہ عنہ کو علم غیب شنوی شریف میں ہے۔

گفت پیغمبر صبا سے زید را کیف اُصْبَحْتَ اے رفیق باصفا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صبح زید سے کہا کہ آج کی صبح اے رفیق باصفا کیسے کی۔

گفت عبد اموئنا باز او ش گفت کونشان از باغ ایمان گرفت کہا اس حال میں کہ میں عبد مؤمن تھا۔ پھر اس سے فرمایا کہ وہ باغ ایمان اگر کھلا ہے تو اس کا نشان کہاں ہے؟

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا شب خفتم ز عشق و سوز ہا کہا میں مدتوں پیارا۔ با ہوں روزہ میں اور راتوں کو سوز عشق میں نہیں سہا ہوں۔ تازہ روز و شب جدا گشتم چناں کہ ز اس پر بگذر و نوک سناں تو اس روز و شب سے ایسا نکل گیا ہوں جیسے سپرے نوک سناں کی نکل جاتی ہے (روز و شب سے مراد زمانہ ہے یعنی زمانہ سے الگ ہوں)

کہ ازاں شور و زو و شب ملت کیست صد ہزاراں سال و یک سائیکست اس لئے کہ اس روز و شب کے اُس پار ایک ہی ملت ہے یعنی وعدت جہاں لاکھوں برس اور ایک ساعت ایک ہے غرض یہ کہ تعدد و تعین نہیں ہے یکے ہی کی ہے۔

ہست ازل را و ابدا اتحاد عقل را رہ نیست سوئے اعتقاد ازل اور ابدا جولا ابتدا اور لا انتہا سے موصوف ہیں دونوں مخد میں عقل کی دخل نہیں ہے جو کسی گم ہوئے کو ڈھونڈے یعنی جو کیفیتیں کہ ازل میں تھیں وہ بھی موجود ہیں اور جو بابت نک ہوں گی وہ بھی حاضر۔

گفت زیں راہ کورہ آوردی بیار درخور فہم و عقول این دیار

آپ نے اس راہ سے کیا تحفہ لایا ہے وہ بھی بیان کر لیکن بموافقی مقول اس دنیا کے جو تمام لوگ سمجھ سکیں۔

گفت خلقاں چو بہ بنید آسمان من بہ بنیم عرش را بہ عرشیاں
تمام لوگ جیسے آسمان کو دیکھتے ہیں میں ایسے ہی عرش کو عرشوں میں دیکھ رہا ہوں
مہشت جنت مہشت دوزخ پیش من مہشت پیدا ہمچو بت پیش شمن

آٹھوں جنت اور ساتوں دوزخ میرے سامنے ایسی ظاہر ہیں جیسے بت بت پرست
ایک بیک دامے شناسم خلق را ہمچو گندم من ز جو در آسیا

مخلوق سے ایک ایک تو میں یوں پہچانتا ہوں جیسے گہوں اور جو آسیا میں پہچانے جاتے ہیں کہ یہ جو ہے اور گندم ہے۔

کہ بہشتی کو و بیگانہ کیست پیش من چو مارو ماہیت
کہ بہشتی کون ہے اور بیگانہ کون ہے میرے سامنے ایسے ظاہر ہیں جیسے سانپ اور مچھلی۔

جملہ راجوں روز رستاخیز من فاش مے بنیم عیاں از مردوزن
مثل روز قیامت کے تمامی مردوزن کی کیفیت عیاں و بر ملا ظاہر دیکھ رہا ہوں۔

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس
خبردار ہو کے جاؤں یا خاموش ہو جاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ہونٹ دانت بند دبا یا جس سے ایمان مقابل کر۔

یا رسول اللہ بگویم سرشتر در جہاں پیدا کنم امروز نشر
زید نے کہا یا رسول اللہ کچھ تو مجھ پر نشر کا کہوں اور جہاں میں پریشانی ڈالوں آج
نشر پیدا کروں۔

ہل مرا تا پردہا بر درم تا چو خورشید سے تابد گوہرم
مجھ کو چھوڑو اور اجازت دو تو پردے بھید کے پھاڑوں جس سے گوہر میری
ذات کا مثل خورشید کے چمکے۔

تا کسوف آید ز من خورشید را تا نائم نخل را و بید را
تاکہ مجھ سے خورشید میں کسوف آجائے جیسا کہ قیامت کو ہوگا ایسا بیان کروں اور
نخل خرما اور بید کو ظاہر کر دوں کہ فلاں مثل خرما کے رطب سے پربار ہے اور فلاں
مثل بید کے بے بار۔

و انما یم روز رستاخیز را نقد را و نقد قلب آمیز را
اور کیفیت روز قیامت کھول دوں جس میں نقد قلب آمیز ہر ایک کا ظاہر ہو جائے گا

دستہا برید اصحاب شمال و انما یم رنگ کفر و رنگ آل
زید اصحاب شمال کے ہیں کہتے ہیں کہ ان کے ہلاک کی کیفیت ظاہر کروں جس کو سن کر یہ
بائیں ہاتھ والے یعنی گنہگار جن کے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا اپنی عزابی
کو جانیں اور رنگ کفر جو سیاہ ہے اور رنگ اسلام کو جو سرخ ہے دکھاؤں کہ یہ حال
کفر کا ہے اور یہ اسلام کا ہے۔

و اکشتم مہفت سوراخ نفاق و زضیاء کے ماہ بے خفت و محاق
اور وہ سات سوراخ جو نفاق کے ہیں ان کو کھول دوں مہفت سوراخ ہر ادو کات
دوزخ ہے کہ سات ہیں از بس تیرہ و تار یک اور نیز روشنی ماہ سے جو نکو کار ہیں
اور ایسے ماہ جن کو خوف و محاق نہیں جیسے یہ ماہ میں خوف بھی آ جاتا ہے اور ہر
مہینہ محاق میں جو تحت شعاع آفتاب میں ڈوب رہتا ہے پڑ جاتا ہے۔

و انما من پلاس اشقیا بشوا تم طبل و کوس انبیا
اشقیا کو پلاس نصیب ہے وہ بھی دکھا دوں۔ انبیا کے طبل و کوس کی آواز بھی
سنو دوں کہ کیا ڈنکا بادشاہی کا بجا رہے ہیں اور اشقیا کیسے ذلت و خواری
ہیں۔

دوزخ و جنات برزخ درمیان پیش چشم کا فہم آرم عیاں
دوزخ اور جنات جنہیں بالفعل برزخ ہو رہا ہے اور کا فہم اسی برزخ کے باعث
ان کے منکر ہیں ابھی ان کی آنکھوں کے سامنے ظاہر کر دوں۔
و انما تم حوض کوثر را بجوش کاب بر روشال زند با نکتی بجوش
حوض کوثر کے بھی منکرین منکر ہیں اس کو بھی جوش مارتا ہوا دکھا دوں ایسا کہ
پانی ان کے رویرو ہوا اور آواز جوش ان کے کان میں پہنچے۔

وانکہ تشنگر د کوثر مے دوند یک بیک را نام گویم کہ کہ اند
اور وہ لوگ جو پیاسے اُس کے گرد پھرتے ہیں اور دوڑ دوڑ کے آتے ہیں ایک
ایک کا نام بتا دوں کہ کون کون ہیں۔

مے لباید دوش شال بڑوش من لغر باشلے رسد در گوش من
ان کے دوش میرے دوش سے لگے ہیں اور ان کے لغرے میں کان میں چلتے ہیں
اہل جنت پیش چشم ز اختیار در کشیدہ یکدگر را در کنار
اور تمام اہل جنت کو جو ان کے اختیار میں ہے میری آنکھ کے سامنے ایک دوسرے
سے بغلیں ہیں۔

دست یکدگر زیارت می کنند و زلباں ہم بوسہ غارت می کنند

ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں اور لبوں سے بھی ہاتھوں کے بوسے لوتے ہیں
گر شد این گوشم ز بانگ آہ آہ از عین و ناله و احسرتا ہ
اور وہ آواز آہ آہ اور گریہ دردناک اور نالہ و احسرتا کا ہو رہا ہے دوزخیوں
سے وہ بھی میرے کان میں ایسا آ رہا ہے جس سے میرے کان بہرے ہو گئے۔

این اشارتہاست گویم از نغول یک مے ترسم ز آزار رسول
یہ اشارے دُور کے ہیں اور سب کا مل کر میں کہہ رہا ہوں۔ لیکن خوف و ناراضی رسول
مقبول سے کہ حکم اخلا کا فرماتے ہیں مفضل اور بتیں نہیں کہہ سکتا۔
پہنچیں مے گفت سرمست و خراب داد پیغمبر گریبان نش بتاب
اسی طرح وہ کہہ رہا تھا در انا لیکہ مست و مدہوش تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اس کا گریبان امیٹھ دیا یعنی اس کا گلہ بند کر دیا اور منع فرمایا۔

فائدہ یہاں دنیا سے بہشت اوپر ستر سال کی مسافت ہے ایسے ہی دوزخ
نیچے ستر سال لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دونوں کو
یکساں سمجھ رہا ہوں یہ تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غلام کا
حال ہے اقا کا حال کیا ہوگا بلکہ یہی کیفیت ہر میت کی مرتے وقت ہوتی ہے جسے
فقیر آگے چل کر عرض کرے گا۔

حارث انصاری کو علم غیب حارث بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو اللہ
تعالیٰ نے بطریق رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم وہ طاقت عطا فرمائی تھی کہ وہ دنیا میں ہی اپنی آنکھوں سے بہشت و دوزخ
کو دیکھتے تھے چنانچہ شرح عین العلم مہداً اول میں ہے۔
فی روایۃ الطبرانی و ابونعیم یعنی طبرانی میں حارث بن مالک انصاری

انتباہ نمونہ کے طور پر چند مستیوں کے علوم کا ایک معمولی حصہ ذکر کیا ہے اگر اسے پھیلایا جائے تو بہت بڑا دفتر ہو جائے۔ ہوشمند کے لئے کافی ہے بے ہوش کو ہزاروں دفترمنا کافی۔

عن الحارث بن مالک الانصاری قال مررت بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال کیف أصبحت یا حارث قلت أصبحت مؤمنا حقا فقال انظر ما تقول فان لكل شیء حقيقة فما حقيقة ایمانک قلت قد عرفت نفسي عن الدنيا واسهرت لذلك عینی لیلی وایلی نصاری وکانی انظر الی اهل الجنة یتزاورون فیها وکانی انظر الی اهل النار یتضاعون وفی رواية یتعادون فقال یا حارث عرفت فالزم وفی رواية ابن عساکر قال عبد اللہ السلام وانت امرء دون الله قلبه فالزم۔

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا اے حارث تو نے کیونکر صبح کی۔ میں نے کہا میں اس حال میں صبح کی کہ میں سچا ایماندار ہوں آپ نے فرمایا دیکھ کیا کتاب ہے کہ تحقیق ہر شے کے لئے حقیقت ہے تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے میں نے کہا کہ میں نے جان لیا اپنے نفس کو دنیا سے۔ رات کو میں نے آپ کی آنکھ کو بیدار رکھا اور میں دن میں پیا رہتا تھا کہ میں دیکھتا ہوں اہل جنت کی طرف کوفہ باہم زیادت کر رہے ہیں اور دیکھتا ہوں میں اہل جہنم کی طرف کہ وہ شور کر رہے ہیں اور چلا رہے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تو ایک مرد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے قلب کو منور کر دیا پس لازم پکڑ سکو۔

فائدہ اس روایت سے جانتا ثابت ہوا۔

باب

علوم الاولیاء

سلسلہ وحی نبوت کے انقطاع سے الہام کا انقطاع کسی کا دل نہیں بلکہ معتزلہ خوارج کے سوا الہام کا صدور لازماً و یاقاً قیامت جاری ہے اسے الہام کے علاوہ کشف اور علم لدنی بھی کہا جاتا ہے۔ اہلسنت کے علاوہ وہابیہ و دیوبندیہ کے تمام فرقے اس کے قائل ہیں غیر مقلدین وہابیہ کا محقق سلمان منصور پوری اپنی مشہور کتاب رحمۃ للعالمین ص ۲۴ ج ۳ میں لکھتا ہے۔

”درجہ سوم: وہ علم ہے جسے عام طور پر علم لدنی سے موسوم کیا جاتا ہے یہ علم عبودیت کا ثمرہ اور متابعت احکام حقہ کا پھل ہوتا ہے۔ جب کمال انقیاد کا مارا رخ ہو جاتا ہے اور حجب مشکوۃ نبوت سے اخذ نور کی رغبت ترقی پذیر ہو جاتی ہے تب جو آدمی کی جانب سے وہ معارف ایمانیہ اور حقائق اصلیکہ کھول دیئے جاتے ہیں جس تک کسی فلسفی یا منطقی کا تخیل بھی نہیں پہنچ سکا ہوتا۔ ایسا علم خود اپنے لئے دلیل بھی ہے اور دوسرے کے لئے مدلول بھی۔“

اس کے دلائل فقیر نے کتاب الفرائستہ اور الہام اور العلم اللدنی میں عرض کر دی ہے یہاں اولیاء کرام کی علمی وسعت کے چند واقعات وحوالہ جات حاضر ہیں۔

① حضرت عارف ربانی قطب قطاب شیخ ابوالحسن الشاذلی۔ قدس سرہ لولہ بحام الشریعۃ علی لسانی لاجتہادکم کہ اگر شریعت کی لگام میری زبان پر نہ

بما یكون فی غدا وبعد غد الی یوم
القیمة قال صاحب جامع اصول
الاولیاء وقد اخبر من بعده
بسید شمس الدین الحنفی فقال
لیظہر بمصی شایب یعرف بالشاب
الادیب حنفی المذہب اسمہ محمد
ابن الحسن وعلی خذ الامین خال
وهو ابیض اللون مشوب حمرة و
بعینه حور ویترب یتیمًا فقیہ
ویكون خامس خلیفۃ من بعدی
ویشتم فی زمانہ ویكون له شان
عظیم وقد کان کذاک۔

مہوق تو ہیں کل سے لے کر قیامت تک
تمام واقعات کی تم کو خبر دے
دیتا صاحب جامع اصول الاولیاء
ہیں کہ عارف مذکور کا صرف دعویٰ نہیں
تھا بلکہ آپ نے علامہ شمس الدین الحنفی
کی خبر سیدائش دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ شہر
مصر میں ایک جوان پیدا ہوگا جو اشاب الادیب
کے لقب سے مشہور ہوگا اور اس کا نام
محمد بن الحسن اور وہ حنفی المذہب ہوگا۔
اس کا رنگ سفید مائل سرخی اور داہنے
رخسارے پر ایک خال اور آنکھ کے
تیلی نہایت سیاہ ہوگی۔ یتیمی اور فقیری کی حالت
میں وہ پرورش پلنے کا اور اپنے زمانہ میں
وہ میرے بعد پانچواں خلیفہ ہوگا اور وہ اپنے
دور میں مشہور اور بڑی شان کا مالک ہوگا۔

چنانچہ ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا۔

② امام ابن عابدین شامی رد المحتار ص ۴ ج ۱ پر سیدی محمد شاذلی کے
حالات میں تحریر فرماتے ہیں۔

ومنہم ختم داعیۃ الولاية اور اولیاء حنفیہ میں سے دائرہ ولایت

قطب الوجود سیدی محمد
الشاذلی البکری الشہید بالحنفی
الغنیہ الواعظ - احد من صوفہ
اللہ تعالیٰ فی الہکون و ممکنہ من
الاحوال و نطق بالمغیبات و
خرق لہ العوائد قلب لہ الامیاء

کے خاتم سیدی محمد شاذلی بکری حنفی
ہیں اور یہ ان اولیائے میں سے ایک ہیں
جنہیں اللہ تعالیٰ نے امور تکوینیہ میں تصرف
عطا کیا تھا اور انہیں حالات پر قابو دے
دیا تھا انہوں نے غیب کی خبریں دیں اور
بے شمار امور غارقہ للعادات ان کے ہاتھ
پر ظاہر ہوئے۔

فائدہ اس حوالہ میں نہ صرف ادویا گرام کے لئے علم غیب کا ثبوت ہے بلکہ ان کے
تصرفات فی الامور التکوینیہ کی تصریح بھی ہے۔

② حضرت قطب ربانی امام شعرانی سے حضرت علامہ زرقانی رحمہ اللہ
تعالیٰ شرح مواہب لدنیہ میں نقل فرماتے ہیں۔

قَالَ فِي لُطَائِفِ الْإِمْنِ أَطْلَعَ الْعَبْدُ
عَلَى غَيْبٍ مِنْ غُيُوبِ اللَّهِ تَعَالَى
بِوَرَقَةٍ مِنْ بَدَائِلِ حَبْرِ الْقَوَائِدِ
الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِوَرَقِ اللَّهِ
لَا يَسْتَعِزُّ بِهِ وَهُوَ مَعْنَى كُنْتُ
بَصِيرَةً الَذِي يَبْصُرُ بِهِ فَمَنْ كَانَ
الْحَقُّ بَعْدَهُ فَاطْلَاعُهُ عَلَى غَيْبِ
اللَّهِ لَا يَسْتَعِزُّ بِهِ

لطائف المؤمنین میں فرمایا کہ کامل بندے کا
اللہ کے غیبوں میں سے کسی غیب پر مطلع
ہو جانا عجب نہیں اس حدیث سے کہ مؤمن
کی دانائی سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور
سے دیکھتا ہے اور یہی حدیث کے معنی
ہیں کہ اللہ فرماتا ہے میں اُس کی آنکھ ہوتا
ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا دیکھنا
حق کی طرف سے ہوتا ہے پس اُس کا غیب

ذرقانی شرح مواہب لدنیہ جز السادی پر مطلع ہونا کیا بعید ہے۔

فائدہ

جہاں امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ولی اللہ کے علم غیب کا ثبوت دیا
ہے وہاں علم فراستہ کا بھی پتہ دیا ہے جسے ہم علم لدنی سے تعبیر کرتے
ہیں۔ حدیث فراستہ التقوا فواستہ المؤمن من کی رو سے ولی اللہ سے کوئی شے پوشہ نہیں
کنت سمعہ الذی یبصر بہ الخ کے موافق اگر بندہ کو اطلاع علی الغیب ہوتی ہے
تو کونسی عجیب بات ہے۔

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ
شرح فقہ اکبر میں حضرت
ابو یسحاق درانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں۔

④ الفراسۃ مکاشفۃ النفس
ومعاشفۃ الغیب للغیب مبادی
ولواحق قبادیہ لا یطلع علیہ
ملا مقرب ولا نبی مرسل واما
اللواحق فہو ما اظہرہ اللہ علی
بعض احوالہ لوجہ عملہ وخرج
ذلک عن الغیب المطلق وصار غیبا
اضافیا وذلک اذا تنور الروح
القدسیۃ وازداد نوریتھا و
اشراقھا بالاعراض عن ظلمتہ

فراست نفس کے مکاشفہ اور غیب کے
معاشفہ کو کہتے ہیں غیب کے مبادی بھی ہیں
اور لواحق بھی لیکن مبادی پر نہ کوئی ملک
مقرب ملا مقرب ولا نبی مرسل واما
باقی رہے۔ لواحق تو ان کو اللہ تعالیٰ اپنے
بعض احوال پر ان کے عمل کے مطابق مطلع
فرماتا ہے اور یہ غیب اضافی ہے کیونکہ
حبیب روح قدسیہ منور ہو جاتی ہے اور
عالم حس کی ظلمت سے اعراض کرنے آئینہ
دل کو طبیعت کے رنگ سے صاف کرنے

عالم الخس و الخلية القلب عن صدر
در علم و عمل اور موانعیت اور فیضان نور
الطبیعة و الموانع علی العلم
البیہ کی وجہ سے یہ نور اور زیادہ قوی ہوگا
والعمل و فیضان الانوار الالہیة
فضا قلب پر چھا جاتا ہے پس دل میں
حتی یقوی النور و ینبسط فی
لوح محفوظ کے نقوش مرتب ہو جاتے ہیں
قضا قلبہ فتعکس فیہ النقوش
اور مغیبات پر مطلع ہو جاتا ہے اور عالم
الموسمة فی اللوح المحفوظ و
سفلی کے اجسام میں تصرف کرتا ہے
یظلم علی المغیبات و یتصوف فی
بلکہ اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات
اجسام العالم السفلی بل یتجلی جینڈ
وارد ہوتی ہیں اور اسے حبیب اللہ تعالیٰ
الفیاض الاقدس بمعرفته اللہ
کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے جو اثر فر
عطا یا ہے تو اور کوئی چیز اس سے کیسے
ہی اشرف العظایا فکیف بغیرھا
مخفی رہ سکتی ہے ۔
(مرقات شرح مشکوٰۃ)

فائدہ حضرت ملا علی کی اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ صالحین کا ملین اور عارفین
باللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی کیونکہ حبیب ان سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہی مخفی نہ ہی
تو اور کوئی چیز کیسے مخفی رہ سکتی ہے اور یہی علم ملتی ہے پس یہ علم حبیب عام صالحین
کا ملین کو ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام کا ملین اور عارفین کے
سرتاج ہیں انہیں یہ علم کیوں کر نہ حاصل ہوگا۔

(۵) اسی مرقات میں ملا علی قاری کتاب عقائد تالیف شیخ ابو عبد اللہ شیرازی
نقل فرماتے ہیں۔

یَنْقُذُ فِي الْأَحْوَالِ حَتَّى يَصِيرَ إِلَى
بندہ حالات میں منتقل ہوتا رہتا ہے

إِلَى نَعْتِ الرُّوحَانِيَةِ فَيَعْلَمُ
یہاں تک کہ روحانیت کی صفت پالیسا
الغیب۔ پس غیب جانتا ہے۔

اسی مرقات میں کتاب عقائد سے نقل فرمایا۔

يُطْلِعُ الْعَبْدُ عَلَى حَقَائِقِ الْأَشْيَاءِ
کامل بندہ چیزوں کی حقیقتوں پر مطلع ہو
وَيَجْعَلُ لَهُ الْعَبِيْبُ وَالْعَبِيْبُ الْغَيْبُ
جاتا ہے اور اس پر غیب اور غیب الغیب
کھل جاتے ہیں۔

(۶) اسی مرقات ص ۳۲ باب الصلوة عَلَى النَّبِيِّ وَفَضْلُهَا میں فرماتے ہیں

النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ الْقَدْسِيَّةُ
پاک و صاف نفس جبکہ بارانی علاقوں سے
اذا تجردت عَلَى الْعَلَائِقِ الْبَدَنِيَّةِ
خالی ہو جاتے ہیں تو ترقی کر کے بزم الہ
خَرَجَتْ وَاتَّصَلَتْ بِالْمَلَأِ الْأَعْلَى
سے مل جاتے ہیں اور ان پر کوئی پردہ
وَمَا لَمْ يَبْقَ لَهُ حِجَابٌ فَتَرَى كُلَّ
باقی نہیں رہتا۔ پس وہ تمام چیزوں کو ش
كَامًا هَدِيَتْ بِفَيْسِهِمْ أَوْ بِأَخْبَارِ الْمَلِكِ
محسوس و حاضر کے دیکھتے ہیں خواہ اپنے
لَهَا۔ آپ یا فرشتہ کے الہام سے۔

۷۔ اور امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ

العارف من جعل الله تعالى في
عارف وہ ہے جس کے قلب میں اللہ
قلبه لوحاً منقوشاً باسوار الموجودات
تعالیٰ نے ایک لوح رکھی ہے جہیں جمیع
فلا تتحول حركة ظاهرة ولا
موجودات کے تمام اسرار منقوش ہیں بلکہ
باطنة في الملك والمملوك الا
ملکوت میں ظاہری و باطنی کوئی شے حرکت
يشهد هاعلماً وكشفاً
نہیں ہوتی جسے وہ اپنے علم و کشف سے
ہو۔

(۸) یہی امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

الکامل قلبہ صراۃ الوجود کامل کا قلب تمام عالم علوی و سفلی کا
العلوی والسفلی کلمہ علی التفصیل بروجہ اتم تفصیل ہے۔

۹. تفسیر اس البیان میں ویَعْلَمُ مَا فِی لَوْحِ حَامِ کے تحت مرقوبہ

وسمعت ایضاً من بعض اولیاء اللہ یعنی میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا

انہ اخبر ما فی الرحم من ذکر کہ انہوں نے ما فی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ

وانشی وراثت بعینی ما اخبر میں لڑکا ہے یا لڑکی

اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع

میں آیا۔

(۱۰) بتان المحدثین میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں

نقل مکنندہ والد شیخ ابن حجر اخبر فرزند نے زلیست کشیدہ خاطر بھنور شیخ رسید شیخ فرمود

از پشت تو فرزندے خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را چر کند۔ یعنی شیخ ابن حجر عقلانی

کے والد ماجد کی اولاد زند نہیں رہتی تھی۔ ایک روز بقرار اور پریشان ہو کر شیخ کی

خدمت میں جا کر عرض کی۔ شیخ نے فرمایا تیری پشت سے ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ جس کے

علم سے دنیا بھر جائے گی۔ چنانچہ آپ کی پیشینگوئی کے مطابق امام ابن حجر رحمۃ اللہ

علیہ پیدا ہوئے۔

۱۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب افلاس العارفین

میں شیخ ابو الرضا کا قول نقل فرماتے ہیں کہ

”کہ اگر ایک چوہی سخت الثریٰ میں ہو اور اس کے دل میں سو خیالات ہوں

ہوں تو میں ان میں سے تانوںے خیالات کو جانتا ہوں۔

فائدہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے اوائل کے

علم ما فی الصدور کا یہ حال ہے تو آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے علم مبارک کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

۱۲۔ عارف باللہ مولانا رومی قدس سرہ او کیا کرام کے علم غیب کے متعلق فرماتے ہیں۔

ایں طبیبان بدن دانشورند بر مقام تو ز تو واقف ترند

یہ طبیب ظاہر بدن کے کیسے دانش والے ہیں کہ تیری بیماریوں پر تجھ سے

زیادہ واقف ہیں۔

تاز قارورہ ہمے بیند حال کہ ندانی تو از اں رواعدال

بقارورہ سے تیرا حال دیکھتے ہیں کہ تو اس صورت سے اعتدال کو نہیں جانتا۔

ہم ز نبض و ہم ز رنگ ہم ز دم بود بر نداز تو بہر گو نہ سقم

نبض سے بھی اور رنگ سے بھی اور سانس یا خون سے بھی تیرے سینکڑوں سقم کی

بُو پالیتے ہیں۔

پس طبیبان الہی در جہاں چوں ندانند از تو اسرار نہاں

پس جب ظاہری طبیبوں کا یہ حال ہے تو طبیب الہی کیسے تیرے اسرار پوشیدہ

نہ جانیں۔

ہم ز نبض و ہم ز چشم ہم ز رنگ صد سقم بیند از تو بے رنگ

وہ بھی تیری نبض و چشم و رنگ سے تیرے سینکڑوں سقم بے تامل دیکھتے ہیں۔

ایں طبیبان نو آموزند خود کہ بدیں آیات بشاں حاجت بود

کاملاں از دور نامت بشنوند
تا یقیناً رو پودت در روند
یہ بھی وہ جو خود نو آموز ہیں کہ ان کو ان علامتوں کی حاجت پڑتی ہے اور جو
کامل ہیں ان کی کیفیت کہ دور سے تیرا نام سن لیں اور تیرے تن کی تار و پود میں
گھس جائیں۔

بلکہ پیش از زادن تو سہا
دیدہ باشندت بچندیں حالہا
کہ تیرے پیدا ہونے سے پہلے برسوں کا حال تیرا ان کا دیکھا ہوا ہے۔
حال تو دانستیک یک مریجو
زانکہ پرمستند از اسرار ہو
اور تیرے ایک ایک بال کے حال کو وہ جانتے ہیں اس واسطے کہ اسرار الہی سے
بھرے ہوئے ہیں۔

بایزید بسطامی کو علم غیب
متعدد مستند کتب کے علاوہ حضرت مولانا
رومی قدس سرہ کی شہنوی شریف میں ہے

آں شنیدستی داستاں بایزید
کہ ز حال بوالحسن از پیش دید
تو نے بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کہانی سنی ہے کہ انہوں نے ابو الحسن غرقانیؒ
تعالیٰ کا حال ان کے پیدائش سے پہلے دیکھ لیا۔

روزے آن سلطان تقویٰ میگذشت
بامریدان جانب صحرا و دشت

ایک دن وہ تقویٰ کے شہنشاہ مریدان باصفا کے ساتھ ایک جنگل سے گزر رہے تھے۔

بوئے خوش آمد مرا اورا ناگہاں
در سواد رے ز حد خارقال

اچانک سواد رے و خرقان (دونوں شہر ہیں) سے خوشبو آئی۔

ہم در انجانا نامہ مشتاق کرد
بوئے را از باد استنشاق کرد

ہم در انجانا نامہ مشتاق کرد
بوئے را از باد استنشاق کرد

وہیں لغزہ مشتاقانہ مارتے تھے اور خوشبو ہوا سے سونگھتے تھے۔

بوئے خوش را عاشقانہ میکشید
جان او از باد بادہ مے چشید
جیسے عاشق کسی بو کا اس کو بار بار کھینچتا ہے اور اس باد سے جان ان کی بادہ چشی کرتی
تھی یعنی مست ہوتی تھی۔

چوں درو آثار مستی شد پدید
یک مرید اوراد آئندم در سید
جب ان میں آثار مستی کے ظاہر ہوئے تو مریدوں میں سے
اس بات کو پہنچ گیا۔

پس پسیدش کہ این احوال خوش
کہ بروست از حجاب پنج و شش
اور پوچھا کہ یہ حوال خوش جو حجاب پنج و شش
اور شش جہت سے باہر ہے۔

گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سپید
مے شود رویت چہ حالت و نوید
جس سے کبھی منہ تھارا سرخ ہوتا ہے کبھی زرد۔ کبھی سپید۔ کیا حال اور کیا بشارت ہے۔

مے کشی بوئے نظاہر نیست گل
بیشک از غیب است و از گلزار گل
کیا بات ہے کہ گل تو بظاہر ہے نہیں اور بو کھینچتے ہو بے شک کوئی غیب اور گلزار
سے پہنچتی ہے۔

قطرہ بر ریز بر ما زال بو
شمہ زان گلستاں با ما بگو

اپنے اس سدے ایک قطرہ ہم کو بخشو اور ایک شمشاد گلستان سے ہمارے سامنے
بھی بیان کرو۔

گفت ازیں سو بوئے یار میرسد
کاذریں وہ شہر یار میرسد

بایزید نے کہا ادھر سے مجھ کو بو ایک یار کی آتی ہے اور اس کا ذریں میں ایک شہر یار

پیدا ہوگا

بنا تھیں۔

لوح محفوظ است اور پیشوا از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
اور کیوں نہ ہوں۔ اس واسطے کہ اُن کی لوح محفوظ پیشوا تھی جس کا نام محفوظ اسی سبب
سے رکھا ہے کہ خطا سے محفوظ ہے۔

نہ وہ نجوم است نہ رمل مستزخا وحی حق واللہ اعلم بالصواب
نہ وہ نجوم ہے۔ نہ رمل۔ نہ خواب جس میں غلطی ہو۔ وحی حق ہے اور اللہ تعالیٰ خوب
اچھی طرح جانتا ہے۔

از پئے روپوش عامہ دریاں وحی دل گویند اور اوصیاء
لیکن نام سے چھپانے کو صوفیوں نے اس کا نام وحی دل رکھا ہے۔
وحی دل گیرش کہ منظر گاہ است چوں خطا باشد چوں دل آگاہ است
تو بھی اس کو وحی دل مان اس لئے کہ دل منظر گاہ خدا کا ہے اور اس سے آگاہ۔
پھر وحی دل میں کیسے خطا ہو۔

مومن بنظر بنور اللہ شدے از خطا و سہو بیرون آمدے
جب تو مومن بنظر بنور اللہ میں داخل ہوا۔ تو سہو و خطا سب سے نکل گیا۔ یعنی
مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

فائدہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
خادم اور ادنی امتی کی حیثیت سے ہیں کہ جو کچھ بتایا سر موقوف
نہیں بلکہ آج ہمارا سلسلہ نقشبندیہ کی بہار اسی علم نبیب کی مرہون منت ہے کہ اس
سلسلہ کی کڑی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک بواسطہ بوالحسن معرفت بایزید بسطامی رضی اللہ

بعد چند سال میں زید شہ
اتنے برسوں کے بعد ایک بادشاہ پیدا ہوگا کہ اپنا نیمہ آسمانوں پر بکھر آکے گا۔
رویش از گلزار حق گلگون بود ازمن اور اندر مقام افروز بود
اور وہ گل گلزار حق سے ہوگا۔ لہذا منہ اُس کا گلگون ہوگا اور مقام و مرتبہ میں مجھ
سے بڑھ کر ہوگا۔

چہیت نامش گفت نامش بوالحسن حلیہ اش واگفت زابر و ذقن
پوچھا اس کا نام کیا ہے فرمایا بوالحسن پھر ان کا نیمہ برو ذقن بیان کر دیا۔
قد اور رنگ او و شکل او یک بیک واگفت از گیسو و رو
اور قد اور رنگ ایک ایک کر کے بیان فرمایا اور گیسو اور چہرے کا۔
برنیشند آں زمان آں تاریخ را از کباب آراستہ آن سیخ را
الغرض جس وقت یہ نشان و نام بوالحسن کے انہوں نے بیان کئے۔ اُسی وقت سب
کو کھلایا اور تاریخ کے ساتھ جملہ نشان و صفات گویا وہ تاریخ ایک سیخ تھی کہ اس کو
ان نشانوں کے کباب سے آراستہ کیا۔

چوں رسید آنوقت و آن تاریخ را زان زمیں آفتاب پیداشت و غما
پس جب وہ وقت و تاریخ راست آئی وہ شاہ یعنی بوالحسن اُس زمین سے پیدا ہوتے
از پس آل ساہا آمدید پدید بوالحسن بعد از وفات بایزید
اتنے ہی برسوں کے بعد بعد وفات بایزید کے بوالحسن پیدا ہوتے۔
جملہ خوابائے اوزامساک وجود آچنال آمد کہ آل شاہ گفتہ بود
جملہ عادتیں اُن کی خواہ امساک خواہ جو سب میں ویسی ہی تھیں جیسی بایزید نے

عہما پہنچتی ہے منکر علم غیب کا لاکھ انکا رکے سلسلہ نقشبندیہ بلکہ سلسلہ اولیہ سارے کا سارا منکر کا منہ کالا کر سکتا ہے جبکہ ان دونوں کے علاوہ ہر سلسلہ میں اس قسم کے ہزاروں اولیا کرام ہیں علم غیب کے طریقہ کار جاری و ساری کچھ بچے اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت جاری رہیں گے۔

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا علم غیب ① قصیدہ غوثیہ شریف میں خود فرماتے ہیں۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً کخرو لہ علی حکم اتصال
میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو ایسے دیکھا جیسے راقی کا دانہ ہاتھ کے ہتھیلی پر۔

② غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

وَعَلَى سَبَاقِ أَنْ السَّعْدَاءُ وَالْأَسْفَاءُ
شَقِيَاءَ يُعْرِضُونَ عَلَيَّ وَإِنْ
عَيْنِي فِي التَّلَوِّحِ أَنَّهُ حَقُوقُ
أَنَا غَائِبٌ فِي بَحَارِ عِلْمِ اللَّهِ
زبدۃ الاسرار و ہجۃ الاسرار ص ۱۲

③ غوث اعظم کا فرمان ہے۔

لَوْلَا لَجَامُ الشَّرِيعَةِ عَلَى لِسَانِي
لَا خَبَرْتُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا
تَلْبَسُونَ فِي بَيُوتِكُمْ أَنْتُمْ
اگر میری زبان پر شریعت کی رکاوٹ کی لگام نہ ہو تو میں تم کو ان سب چیزوں کی خبر دے دوں جو تم اپنے گھروں میں

بَيْنَ يَدَيَّ كَالْقَوَارِيرِ مِيَا
فِي بَوَاطِنِكُمْ وَظُلُوهَا هِرْكُمْ
(ہجۃ الاسرار ص ۲۴ سطر ۱۶، ۱۵، تقریر افکار ص ۲۸، صفینۃ الاولیاء)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

لَوْ أَنَا كَشَفْتُ عَوْرَةَ لَمُرِيدِي بَا
الْمَغْرِبِ وَأَنَا بِالْمَشْرِقِ لَسْتُمْ تَقَا
(ہجۃ الاسرار ص ۹۹)

فرمایا۔

عَزُومٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ (قصیدہ غوثیہ)
اے میرا مرید دشمن سے خوف نہ کر اس لئے کہ میں ہی اس کے مقابلہ کے لئے کافی ہوں
حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نسبت قوی ہو تو الحمد للہ
اب بھی آپ اپنے مریدوں کی مدد فرماتے ہیں فقیر نے
بار بار آزمایا ہے آپ بھی آزمالیں۔

زَمِينَ نَاخِنِ پُر
اولیاء اللہ کے سامنے ساری زمین ناخن کے برابر ہے چنانچہ غوث
جامی رحمہ اللہ تعالیٰ نجات الائن فی حضرات القدس میں ارقام

فرماتے ہیں حضرات خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ مے فرمودند کہ حضرت عزیزان
علیہ الرحمۃ والرضوان مے گفتہ اند کہ زمین در نظر ایں طائفہ جوں سفرہ ایست و مے گویم
کہ چوں روئے ناخن است بیچ از نظر ایشان غائب نیست۔ یعنی حضرت خواجہ بہاؤ الدین
نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیزان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ

باب

علم الغیب لغیر اللہ

جن امور کو مخالفین علم غیب کہتے ہیں وہ صرف انبیاء و اولیاء علی نبینا وعلیہم السلام بالخصوص سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بیان کی جائیں تو وہ بلاخیر شرک کافروں جہڑوں کے اگر ان کے سوا اور چیزوں مثلاً ملائکہ - حجر اسود - لوح محفوظ وغیرہ وغیرہ کے لئے بیان کرو تو کہیں گے یہ عین توحید ہے حالانکہ تمام جمادات اشیا مخلوق علیہ السلام کے سامنے ذرہ بے مقدار ہیں فقیر اس باب میں چند نمونے عرض کرتا ہے۔

گنبد خضراء میں مکیں فرشتہ

حدیث شریف میں ہے کہ

عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ملکا اعطاه اسماء الخلائق کلہا قائم علی قبری الی یوم القیمة فما من احد یصلی علی صلوۃ الا بلغنیہا۔

یعنی طبرانی اور زرقانی میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فرشتہ روضہ نبوی پر متعین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قوت سماعت اس قدر عطا فرمائی ہے کہ تمام انسانوں اور جنوں کا درود (خواہ شے

زمین کے کسی ملک یا گاؤں سے بھیجیں) اس

رواہ الطبرانی والزرقانی فی شرح المصاب

کی نظر میں زمین مثل ایک نواں کے ہے اور میں کہتا ہوں کہ مثل روئے ناخن کہے کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔

کل مخلوق کو بیک وقت دیکھنا اور ان کی آواز سننا

قطب الوقت حضرت علامہ

عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ولقد رأیت لیلغ مقاماً عظیماً
وهوانہ یشاہد المخلوقات
الناطقۃ والصامتۃ والوحوش
والحشرات والسموت ونجومها
والارضین وما فیہا وکرۃ العالم
باسرہا تستمد منہ ویسم اصلوتها
وکلامها فی الحظۃ

یعنی تحقیق دیکھا میں نے ایک ولی کو کہ
پہنچ گیا بڑے مقام پر کہ وہاں سے کل مخلوق
ناطقہ و صامتہ و وحوش و حشرات اور
آسمانوں اور تاروں اور تمام زمینوں اور
ما فیہا کو دیکھتا ہے اور کرۃ عالم کا مانتہ
کرتا ہے اور سب کی آوازیں اور کلام کو
ایک نظر میں سنتا ہے۔

(الابریر شریف)

فائدہ

اس کتاب ابریر شریف کی فضلائے دیونید نے نہ صرف تائید کی ہے بلکہ اس کا ترجمہ بھی شائع کیا یا درجہ کر وی اللہ کے لئے اشکال وہ کرے گا جسے شان ولایت سے بے خبری ہے ورنہ یہی کام تو ایک فرشتے کے لئے منکرین خود بھی ملتے ہیں اور یہ قاعدہ بھول جاتے ہیں کہ تمام ملائکہ سے اولیاء کا مرتبہ زیادہ ہے۔

لیا ہے اور وہ فرشتہ سب کے درود نما
بنام حضور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رو
برو پیش کرتا ہے۔

فائدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ مبارک کے خادم کی تو یہ قدرت
اور قوت کہ تمام رو کے زمین کے تمام درود غوثوں کا درود شریف
خود سنتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں نام بنام مع ولایت اور قیامت
عرض کرتا ہے۔ حالانکہ منکرین و مخالفین کے عقیدہ کے مطابق دور نزدیک سے
ہر وقت متنا خاصہ خدا ہے اور غیر کے واسطے تسلیم کرنا شرک ہے تو پھر بھلا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ شرک فرشتہ کے حق میں کیوں جائز رکھا۔ حقیقت میں دور
نزدیک سے کسی نبی یا ولی کا کسی کی آواز کو سن لینا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد
کے عین مطابق ہے یہ شرک نہیں ہے۔

انتباہ ایک ادنیٰ خادم یعنی فرشتہ جو جہاں بھر کے درود شریف سن لیتا اور
جانتا ہے اُس میں تو اتنی طاقت اور قدرت ہے تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام اپنے اس خادم اور غلام سے بھی علم و سماعت میں کمتر ہیں کہ وہ خود سن نہیں
سکتے اور اور ان میں اتنی طاقت شنوائی نہیں یہ کسی پاگل کا تصور تو ہو سکتا ہے کہ جو
سرہانے پر خدمت کے لئے خادم اور روکر چھوٹا سب کچھ جانتا اور سب کچھ سنتا ہے
لیکن اس کا آقا بے خبر ہے (معاذ اللہ) ع

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

اختلاف حقیقت یہ ہے کہ مخالفین کا اصلی عقیدہ وہی ہے کہ نبی مکرملی

میں مل گیا (تقویۃ الایمان) اب کھل کر تو اس عقیدہ کو ظاہر نہیں کر سکتے کہ عوام سے
مار پڑتی ہے اسی لئے اس کے لوازمات کا انکار کرتے چلے جا رہے ہیں۔

ملک الموت کا علم و قوت مخالفین کہتے ہیں کہ ہر جگہ اور ہر مقام ہونا سوا
اللہ تعالیٰ کے اور کسی کے لئے ممکن نہیں کیونکہ

یہ خاصہ اللہ تعالیٰ ہے اگر کوئی ایسا اعتقاد کسی نبی یا ولی یا فرشتہ پر رکھے تو وہ مشرک
ہے ان کا یہ محض دھوکہ اور مغالطہ ہے کیونکہ کتب احادیث اور تفاسیر کے مطالعہ
سے صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ صفت اوروں کو بھی عطا فرمائی ہوئی
ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مثل نہیں ہو سکتے صفت سے انکار کرنا صرف
ضلالت بلکہ کفر ہے۔

تفسیر معالم التنزیل کتاب طے الفرائض الی منازل البرازخ اور زرقانی شرح
مواہب الدنیہ میں مرقوم ہے کہ ملک الموت جن والسن اور تمام حیوانات کے احوال
کا قائل ہے اور دنیا اُس کے رو پر و ایک دسترخوان کی طرح ہے ایک روایت ہے
کہ طشت کی مانند ہے۔

فائدہ غور فرمائیے کہ ایک آن یا ایک منٹ میں دنیا بھر میں کس قدر لاتعداد
اور بے شمار مخلوق جن والسن چرند پرند اور کیرے مکوڑے وغیرہ

مرتے ہیں خصوصاً جنگ و جدل اور ایام و با وغیرہ میں تو ذرا دیر ہی نہیں لگتی اور معمول
سے زیادہ اموات ہوتی ہیں باوجود اس کے یہ سمجھ نہیں آتا کہ ملک الموت کس
طرح ہر جگہ موجود ہوتا اور ان کو جانتا ہے یہی وہ راز ہے جس کو منکرین نہیں سمجھ
سکے۔ اور اپنی نا سمجھی سے مسلمہ مسئلہ سے انکار کر کے اپنے ایمان کو ضائع کر رہے

ہیں۔ اگر یہ بات ان کی سمجھ میں آجائے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کا اپنے ہر ایک نام لیوا یا مرید کو جاننا ان کے ہاں تشریف فرما ہونا کوئی دشوار اور بعید از عقل معلوم نہیں ہوگا لیکن ملک الموت کے لئے سر تسلیم خم اور نبی و ولی کے لئے فتولے شرک۔

حدیث شریف مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

یجئ ملک الموت حتی یجلس
عند رأسہ
یعنی ملک الموت سکرات اور خفائے
وقت ہر مریض کے سر پر ہوتا ہے
خواہ وہ مریض مؤمن ہو یا کافر۔

فائدہ اس قسم کے تفصیلی روایات فقیر کے رسالہ ملک الموت حافظ و ناظر کا مطالعہ کیجئے اور نشر الصدور و طے الفرائض و کتاب الروح میں بھی موجود ہیں۔

دنیادستر خواں ملک الموت حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ خادم و
سے ہیں لیکن افسوس کہ مخالفین اس کے لئے عقیدہ رکھتے بلکہ
دلائل سے ثابت کرتے ہیں لیکن حضور علیہ السلام کے لئے شرک کا عقیدہ تباہ ہے۔
(براہین قاطعہ)۔

اس سے قارئین خود سوچیں کہ یہ لوگ نبوت کو کیا سمجھتے ہیں جبکہ نبوت کے کم
درجہ ملائکہ کے لئے یقین رکھتے ہیں۔

علوم الملائکہ و الحور و الغلمان مخالفین کے صرف اہل علم و اضافہ سے
گزارش ہے کہ ملائکہ قدوسی ہوں یا کروبی لاہوتی

ہوں یا جبروتی یا ہوتی ہوں یا ناسوتی ملا الاعلیٰ ہوں یا مقربین عام ملائکہ کی تو بات
ہی کیا ہے تفصیلی طور ان سب کے علوم کی وسعت سامنے رکھ کر اندازہ لگائیے کہ
یہ سب در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گداگر ہیں اس کے بعد غور و فکر کریں کہ جس
کے گداگوں کے علوم کا یہ حال ہے ان کے آقا و مرشد اور نبی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے علوم کی وسعت کیا ہوگی۔

بہشتی اور دوزخی سورة اعراف اور سورة مدثر میں اللہ تعالیٰ نے بہشتی اور
دوزخی کا مکالمہ بیان فرمایا مثلاً:

فی جنت یتسألون عن المعجمین
بہشتی بہشتیوں کے باغات میں پوچھتے ہیں مجرموں
ما سلکم فی سقر قلاوالم نلکم من
سے تمہیں دوزخ میں کیا بات لگئی دوزخیوں
(المصلین الخ) (مدثر ۲)
نے جواب دیا ہم دنیا میں نماز پڑھتے
تھے۔

فائدہ جنت و دوزخ کی درمیانی مسافت ایک لاکھ چالیس سو سال ہے اس سے
اندازہ لگائیں جب ایک عام بہشتی اور دوزخی (کافر وغیرہ) ایک دوسرے
کو جان پہچان سے باہم گفتگو ہیں اور ایک دوسرے کی بات سن بھی رہے ہیں
لیکن افسوس ہے اس کلمہ گو پر جو بہشتی و دوزخی کے ایسے بڑے امور کو تو مانتا ہے
لیکن جب باری آتی ہے امام الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو اسے
شرک یاد آجاتا ہے۔

بہشت و دوزخ کنز العمال میں حدیث شریف ہے کہ جب مؤمن اللہ تعالیٰ
سے بہشت مانگتا ہے تو بہشت کہتی ہے یا اللہ اسے دیدے

اور جب وہ دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو دوزخ کہتی ہے یا اللہ اسے مجھ سے پناہ دیدے۔

تبصرہ اولیٰ غفرلہ بہشت و دوزخ کی مسافت بیان ہو چکی ہے اتنا دوزخ سے بہشتی کو دیکھ لینا اور اس کی آرزو جان لینا جبکہ دُعا کا حکم آہستہ مانگنے کا ہے کہ مانگنے والا اندھیری رات اور چھپے ہوئے مکان میں دُعا مانگ رہا ہے تو بہشت و دوزخ اسے جانتی اس کی آواز سنتی ہے اس قوم پر کتنا افسوس ہے کہ وہ بہشت کے لئے مانگا ہے جبکہ وہ آقاؐ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا ڈیرہ ہے لیکن ڈیرہ کے مالک سے نہ صرف انکار بلکہ قتل و تباہی۔

زمین کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

يَوْمَئِذٍ اس دن وہ (زمین) اپنی خبریں بتائے
مُخَدَّثُ الْاَخْبَارِ اے رباں رباں کی اس لئے کہ اس کے رب نے اسے
اوجھ لھا (پتا) س زلزال حکم بھیجا۔

تصدیق از حدیث شریف ترمذی شریف میں ہے ہر مرد و عورت نے جو کچھ اس پر کیا اس کی زمین گواہی دے گی کہ فلا

روز یہ کیا فلاں روز یہ

فائدہ : زمین اپنی خبریں بیان کرے گی اور جو اس پر افعال کئے گئے ان کی خبر دیگی۔

تبصرہ اولیٰ غفرلہ جب زمین پر آدم زادے آباد ہوئے کہاں کہاں کس کس نے کیا کیا۔ زمین کو ہر ایک کا نام اور کام تفصیلی معلوم ہے۔ اگر اپنے نبی علیہ السلام کے لئے یہ عقیدہ بناؤ تو شرک کی مشین حرکت میں آجائے گی۔

مؤذن کی اذان حدیث شریف میں ہے کہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہے قیامت میں مؤذن کے ایمان کی گواہی دیں گے

اس علاقہ کی ہر شے یہاں تک خس و خاشاک بھی وغیرہ وغیرہ (مشکوٰۃ)

تبصرہ اس علاقہ کے ذرات اور جن و خاشاک کا مؤذن کا نام اور کب اور کہاں اور کونسی مسجد کا علم ہے طرفہ یہ کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے یعنی مؤذن کی دل کی گہرائیوں تک مذکورہ بالا شیا کا علم مخالفین مانتے کو تیار ہیں۔ لیکن نبوت اور ولایت کے لئے فتوائے شرک۔

عید گاہ کے راستے حدیث شریف میں ہے عید کے لئے جس راستے سے جاؤ واپسی پر دوسرا راستہ آؤ تاکہ

قیامت میں دو گواہ تمہارے ایمان کی گواہی دیں۔

تبصرہ ہزار ہا در ہزار عیدیں ہوتی ہیں اور جب سے سلسلہ آمد و رفت شروع ہوا اور نامعلوم کہاں سے کہاں آمد و رفت ہوتی ہے لیکن قیامت میں وہ راستے ہر ایک کا نام لے کر ایمان کی گواہی دیں گے۔ اسے مخالفین مانتے ہیں لیکن ...

اس طرح فقیر ہزاروں دلائل قائم کر سکتا ہے لیکن حیا ہو تو اتنا ہی کافی ہے ورنہ بیجا باش و ہرچہ خواہی کن۔

لوح و قلم کے علوم جملہ بھاث مذکورہ بالا سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم تھا اور انہی واقعہات کو اشارۃً اور کہیں صریحاً بیان فرمایا چنانچہ قرآن میں اس کی تصریح موجود ہے جس کی تحقیق اوراق میں گزری۔

ہے یا نہیں؟ غرض جہاں قلم نے لکھا یعنی لوح محفوظ پر کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بھی افضل واعلم ہیں یا نہیں؟

لوح محفوظ کا علم حضور
لوح محفوظ حضور علیہ السلام کے علم کا ایک حصہ ہے؛ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا ایک حصہ ہے چنانچہ امام محمد بومیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں ارقام فرماتے ہیں۔

فان من جودك الدنيا وضوحها ومن علومك علم اللوح والقلم
یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا و آخرت دونوں آپ کے خوانِ جود و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں ماکان و مایکون مندرج ہے آپ کے ہی علوم سے ایک علم اور حصہ ہیں۔

ف؛ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ زبدہ شرح قصیدہ بردہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ کے علم سے مراد نقوش قدس و ضرغیب ہیں جو اس میں منقوش ہوئے اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا اُس میں ودیعت رکھی۔ ان دونوں کی طرف علم کی نسبت ادنیٰ مناسبت کے باعث ہے اور ان دونوں میں جس قدر علوم ثابت ہیں ان کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے ایک پارہ ہونا اس لئے ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم سبب اقسام کے ہیں مثلاً علوم کلیہ، علوم جزئیہ، علوم حقائق آئینہ علوم اسرار خفیہ اور وہ علوم اور معارف کذات و صفات حق تعالیٰ سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے جملہ علوم حضور علیہ السلام کی سطروں سے ایک سطر اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں۔ با ایں ہمہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ

اب فقیر جانتا ہے کہ ناظرین کو لوح محفوظ کی سیر کرائے جس سے واضح ہو جائے کہ ہمارا آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاح الامکان ان علوم کو نہ صرف جانتے ہیں بلکہ ان تمام علوم کا شاہدہ و معائنہ فرمایا۔
وہ آیات جو لوح محفوظ کے متعلق قرآن مجید میں مصرح ہیں۔
دلائل مختصرہ، جنہیں فقیر نے علم غیب فی القرآن میں لکھا ہے۔ اب چند روایات معرض تحریر میں آتا ہے۔

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان اول ما خلق الله القلم فقال لما اكتب قال ما اكتب قال
اكتب القدس فكتب ما كان وما هو كان الى الابد
رواه الترمذی

یعنی ترمذی شریف میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کر کے فرمایا کہ لکھو۔ قلم نے عرض کیا کہ کیا لکھوں؟ فرمایا جو کچھ ازل سے ابد الازل ہو گا اُس سے پس قلم تو فوراً حکم ازدی تمام امورات مقدرہ ماکان و مایکون ابتداءً عالم سے انتہائے موجودات تک (لوح محفوظ) پر لکھا اور کوئی واقعہ یا حادثہ ایسا نہیں ہے جو اس میں مرقوم نہیں ہو رہا۔

ف؛ اللہ تعالیٰ نے قلم کو کتنا وسیع علم عطا فرمایا کیا کوئی مخالف اور منکر مذہب حقیقیہ تبلا نہ لکھا ہے کہ قلم سے کیا مراد ہے۔ قلم کس چیز کا تھا۔ قلم مخلوق ہے یا نہیں۔ قلم کو کمال علم و مخفیہ یا غیبیہ کس طرح عنایت ہوئے۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قلم سے افضل اور علم ہیں یا نہیں؟ اور قلم سے جو کچھ مکتوب و مرقوم ہوا کیا اس سے بھی بڑھ کر اور کوئی معلم

والسلام ہی کے وجود کی برکت سے تو یہی کیونکہ اگر آپ نہ ہوتے تو روح و قلم نہ ہوتے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ثابت ہو گیا کہ علم ماکان و مایکون حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سنہ اول سے ایک نہر اور آپ کے غیر محدود و مکر کنار کی لہروں سے ایک لہر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا کیا کہنا یہ تو آپ کی امت کے اولیاء کی شان ہے کہ

روح محفوظ است پیش اولیاء ازچہ محفوظ است محفوظ از خطا
”روح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتی ہے اور جو کچھ اس میں محفوظ ہے وہ خطا سے محفوظ ہے۔“ (جیسا کہ گذرا)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرسندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
”میں لوح محفوظ میں دیکھتا ہوں۔“ (تفسیر مظہری ص ۲۱)

حق اور سچ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ عارفین کا ملین پرہیز چیز روشن اور ظاہر ہو جاتی ہے امور غائبہ بھی منکشف ہو جاتے ہیں۔
(فیوض الحرمین ص ۱۲۱ جمعہ نمبر ۲۱)

اولیاء اللہ کو لوگوں کے دلوں کے حالات اور آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا علم ہوتا ہے (شفاع العلیل ترجمہ القول الجمیل ص ۱۸)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اطلاع بر لوح محفوظ بمطالعہ دودین نقوش نیز از بعضے اولیاء تواتر منقول است (تفسیر عربی پ ۱۱۱ سورتہ جن)
روح محفوظ پر اطلاع اور اس کے نقوش دیکھنا بعض اولیاء کرام سے تواتر ہوتا ہے۔

فیصلہ ان حقائق کے باوجود پھر بھی کوئی سر پھرا یہ کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم کائنات میں ہونے والے یا آئینہ واقعات کا کوئی علم نہ تھا تو وہ اپنی حماقت اور سفاہیت کا علاج کرائے۔

قلم کا علم غیب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اسے فرمایا لکھ عرض کی کیا لکھوں فرمایا قضا و قدر تو قلم نے اس وقت سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہوا لکھا تھا لکھ دیا (ترمذی، مشکوٰۃ باب القدر تفسیر روح البیان)

سوال جیسا کہ پوری حدیث ابھی گذری اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اول الخلق قلم ہے حالانکہ تم اہلسنت کہتے ہو کہ اول الخلق حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

جواب یہ اولیت اضافی ہے یعنی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روح بعد از شیا سے پہلے قلم پیدا کی گئی۔

فائدہ یہ جواب عوام کے لئے ہے محققین نے فرمایا کہ قلم خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے کبھی روح کے نام سے کبھی عرض کے نام اور کبھی قسم

فیصلہ قلم کے منہ سے ماکان و مایکون (جو ہوا اور جو ہوگا) ظاہر ہوا تو علم کس چیز کا نام ہے اگر قلم سے نکلے ہوئے امور کا نام علم ہے تو وہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مانتا پڑے گا اور اس کے شواہد موجود ہیں کہ جو کچھ اول سے لے کر ہشت و دوزخ کے داخلہ تک ذرہ ذرہ کے حالات کہنے

تبتائے جس ذات کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائے ان کے لئے کہ توفیقوی
شرک کا۔ لیکن یہ تو تباؤ تم ان کے عالم کہاں سے بنے۔

علوم القرآن مخالفین کو مسلم ہے کہ قرآن مجید میں ماکان و مایکون کے ذرہ
ذرہ کا علم ہے چنانچہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا شیخ
مشہور ہے۔

جميع العلم في القرآن ولكن تقاصي عنه افهام الرجال

تمام علوم قرآن میں ہیں لیکن اس سے عام افہام قاصر ہیں۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخالفین کو یہی مسلم ہے کہ حضور سرسبز
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم دنیا
میں معلم الکتاب والحکمتہ نکر مبعوث ہوئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے خود ہی تعلیم
سے نواز کر بھیجا اور ساتھ اپنے علوم کی دستاویز قرآن مجید بھی عطا فرمایا اور
یہ مسلم ہے کہ ماکان و مایکون یعنی علم کلی قرآن مجید میں ہے چنانچہ امام بلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر اتقاق میں قرآن سے علوم متنبطہ کے بیان کے لئے
ایک مستقل نوع قائم کر کے فرماتے ہیں اس کے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا

ما فرطنا في الكتاب من شيء
وقال نزلنا عليك الكتاب
تبيانا لكل شيء
(آفاق)

تبصرہ اویسی غفرلہ
توضیح۔ مطول۔ آفاق اور منہل العرفان جلد
اصول کی کتب میں ہے کہ کل شیء میں ہر چیز شامل
ہے خواہ روز ازل کی ہو یا روز آخر۔ دنیا کی ہو یا آخرت کی۔ آج کی ہو یا کل کی
جب قرآن مجید میں کل شیء کے علم کا ثبوت ہے تو پھر وہ کون بدقسمت انسان
ہے جو قرآن کے خلاف کہے کہ فلاں شے حضور علیہ السلام کو علم نہیں تھا اور فلاں
بات نہیں جانتے تھے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا حَبْطَ فِي
ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رُطْبٍ
وَلَا يَابَسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ
کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیروں میں
اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب
ایک روشن کتاب میں ہے۔

قائدہ آیت میں کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد ہے یا قرآن مجید۔ بعض مفسرین
نے قرآن مجید بھی مراد لیا ہے اور اس سے واضح ہو گیا کہ کائنات کی ہر
تر اور خشک کا بیان قرآن مجید میں ہے اس سے کسی ایک شے کو بھی ہم اپنے طور نفی
نہیں کر سکتے اس لئے کہ نفی کے بعد استثنائیں عموم ہے اور قرآن کا عموم عطیات سے
خاص نہیں ہوتا بلکہ خبر واحد بھی اسے خاص نہیں کر سکتی جیسا کہ ہم نے انعم والخصوص
للقرآن میں تفصیل سے عرض کیا ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
لئے یقیناً ماننا پڑے گا کہ آپ کو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم ہے تفصیل فقیر کی
کتاب نور الایمان فی جمیع العلم فی القرآن میں ہے۔

حجر اسود کو علم غیب حجر اسود کعبہ کی بغل میں ایک سیاہ پتھر اس کے متعلق روایات
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

میں میں ذکر کیا ہے۔ (بلکہ کتاب الحج کے بیان میں ہر حدیث کی کتاب اور فقہ و فتاویٰ میں یہ حدیث موجود ہے۔

فقیر اویسی غفرلہ نے حجر اسود کی تحقیق و تفصیل میں ایک دلچسپ کتاب لکھی ہے التحریر المسجد فی تحقیق الحجر الاسود اس کے علوم کی فراوانی کے آخر میں مخالفین پر افسوس کر کے لکھا ہے کہ افسوس ہے کہ تم پتھر کو مانتے ہو الحمد للہ ہم اسی پتھر کو بھی مانتے ہیں اور اس کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھی مانتے ہیں۔

علم غیب کے عقلی دلائل ① نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمّی ہونا مسلم ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ آپ کو تعلیم ربانی کا شرف حاصل تھا خود فرمایا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

عَلَّمَنِي رَبِّي فَاحْصِنِ تَعْلِيمِي
مجھے میرے رب نے تعلیم دی اور خوب تعلیم سے نوازا۔

② حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول المخلوق اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کل ہی گویا کل کائنات کی تخلیق آپ کے سامنے ہوئی جس کے سامنے ایک کاریگر اپنی مصنوع تیار کرتا ہے اور صنعت کے وقت دیکھنے والا ہر کل اور پرزے پر نگاہ رکھتا ہے پھر اسے کوئی بے وقوف ہی لا علم کہہ سکتا ہے۔ بلاشبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتے کہ آپ اول المخلوق ہیں اور اٹھارہ ہزار عالم کی تخلیق آپ کے سامنے ہوئی اور پھر آپ نے اول تخلیق اور ہر ذرہ ہزار عالم کے واقعات تفصیلاً و اجمالاً بیان بھی فرمائے (روح البیان) اس کے باوجود بدقسمت کو انکار ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

واللہ لیبعثن اللہ یوم القیمۃ
نجد اللہ تعالیٰ حجر اسود کو قیامت میں ایسے
لہ عینان بیصر بہما و لسان ینطق
اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی
بلہ یشہد علی من استلمہ بحج
جن سے دیکھتا ہوگا اور زبان ہوگی جیسے
(ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)
بولتا ہوگا اور (بارگاہ الہی میں) حق کے ساتھ
چومنے والوں کی گواہی دے گا۔

تبصرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس قوی حدیث سے واضح ہو کہ حجر اسود مسلمانوں کے لئے نافع ہے اور کافروں، منافقوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ حجر اسود کا چومنا عبادت ہے۔ قیامت کے دن کام آئے گا کروڑوں مسلمانوں نے اسے بلا واسطہ یا بالواسطہ چوما ہے اور قیامت تک لا توار مسلمان اسے چومیں گے وہ اپنے چومنے والوں کو قیامت کے دن پہچان لے گا اور بخود رب العالمین ان کے حق میں شفاعت کرے گا۔ حجر اسود اپنے چومنے والوں کے دل کی کیفیت کو جانتا ہے کہ کون اخلاص سے اسے چوم رہا ہے اور کون نفاق سے۔ حجر اسود کو اپنے چومنے والوں کے فائدہ کا علم ہے کہ کون ایمان پر مے گا اور کون کفر پر، جبھی تو مؤمن مخلص کی شفاعت کرے گا اور کافر و منافق کی شفاعت نہیں کرے گا۔

اس حدیث کو حاکم نے ذکر کیا۔ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ اس حدیث کو حضرت علی قاری نے مرقات میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشغۃ اللغات میں، ابن حمام نے ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں اور مولینا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے مزینۃ الدرایہ لمقدمۃ ہدایہ

فائدہ اس مضمون کو مزید تشریح کے ساتھ شرح حدیث کنت نبیاً الخ کے
عرض کروں گا۔

③ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول اور نائب
اعظم ہیں جسے ہم آگے چل کر عرض کریں گے تو پھر اندازہ لگانا مشکل نہ ہو گا کہ کائنات
کی نیابت تو سپرد کر دی جائے لیکن ہو وہ بے خبریہ تو کسی جاہل کا تصور ہو سکتا ہے
ہمارے ملک کے عہدیداران کو جس صوبہ یا علاقہ کا افسر بنایا جاتا ہے تو اسے عہدہ کے
مطابق علم اور تصرف حاصل ہوتا ہے لیکن افسوس کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو ایک تو طرف مانا جاتا ہے کہ آپ نذیر یعنی نبی العالمین اور رحمۃ للعالمین ہیں دوسری
طرف انہیں کہا جاتا ہے کہ آپ کے تودیوار کے پیچھے کا علم نہ تھا اور نہ ہی اپنے اوزاروں
کے خاتمہ کا علم تھا وغیرہ (معاذ اللہ)۔

④ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو موت کے لئے چیف افسر مقرر کیا گیا ہے
وہ تو فرماتے ہیں کہ دنیا میرے لئے ایسے ہے جیسے مٹھال پر چند دانے (تذکرۃ الموفاء)
عزرائیل علیہ السلام ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ خدام سے ہیں
افسوس ہے کہ خدام کو تو وسعت علمی سے بھر پور مائیں اور آقا کو اتنا گرا دیں کہ جس سے
پناہ مانگیں یہود و ہنود۔

⑤ لوح محفوظ ہر دہ ہزار عالم کی تحریری کتاب ہے کہ اس سے کسی عالم کا کوئی
حرف و نقطہ خارج نہیں جیسا کہ مخالفین کو بھی مسلم ہے تو پھر وہ تحریر اللہ تعالیٰ کے
لئے تو ہے نہیں کیونکہ وہ ہر شے کا فائق ہے تو ماننا پڑے گا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نہ صرف لوح محفوظ کے عالم ہیں بلکہ وہ آپ کے علوم کے سمندوں کا ایک
قطرہ ہے۔ (اس کا مختصر بیان گذر مزید تفصیل فقیر کے رسالہ لوح و قلم میں دیکھئے۔

⑤ غیب دو قسم ہے ایک وہ جو تجھ سے غائب ہے دوسرا وہ جس سے
تو غائب ہے پس وہ غائب تھا جو کہ تجھ سے غائب ہے وہ عالم ارواح ہے کہ تو اس
کے ہاں حاضر تھا جبکہ تو اس عالم میں روح کے ساتھ تھا۔ اور است برکم میں ایک
ذہ کی طرح تیرا وجود تھا۔ اور اس وقت حق کے خطاب سن رہا تھا اور تیرا ربوبیت
کا مطالعہ فرما رہا تھا اور فرشتگان کا مشہود بھی ہوتا تھا اور ارواح انبیاء اولیاء
وغیرہم سے بھی تعارف ہوتے رہے جب تو عالم جمائیت سے متعلق ہوا اور جب
تو اس خمسہ کے ساتھ یعنی محسوسات جو کہ عالم اجسام سے ہیں کو دیکھنے لگا تو پھر وہ غیب
تجھ سے غائب ہو گیا اور دوسرا خمسہ جس سے تو غائب ہے وہ غیب الغیب ہے
یعنی بارگاہِ لم یزل کا حضور کو تو اپنے وجود کے اعتبار سے اس سے غائب ہے۔
مگر وہ اپنے وجود کے اعتبار سے تجھ سے غائب نہیں۔ وہ تیرے ساتھ ہے جہاں بھی
تو ہے تو اس سے بعید ہے مگر وہ تیرے ہر وقت قریب ہے محافل اللہ تعالیٰ
وَنَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۷

دوست نزدیکتر از من بمنست دین عجب تر من ازوے دورم

چرکنم باکہ تو الگفت کہ او در کنار من و من مہجورم

میرا دوست میری ذات سے بھی زیادہ قریب ہے اور یہ بات اس سے بھی
زیادہ عجیب ہے کہ میں اس سے دور ہوں۔ میں کیا کروں کس سے یہ بات کہی جا
سکتی ہے کہ وہ میری بغل میں ہے اور میں اس سے جدا ہوں۔

(روح البیان تحت آیت ہذا، اور حاشیہ جلالین مطبوعہ صبح المطابع کراچی)

فائدہ غور فرمائیے جس مبارک آنکھ نے غیب الغیب کو بھی دیکھ لیا ہو پھر اس سے اور کون سی چیز غائب رہ سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا۔ ۷

اور کیا غیب تم سے ہو بھلا نہاں
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اب انصاف اہل انصاف پر چھوڑتے ہیں کہ جن امور پر ان دیکھے ایمان لانے پر ہم مؤمن کہلانے کے مستحق ٹھہرے ان امور کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں یقیناً جانتے ہیں بلکہ بطریق اتم واکمل جانتے ہیں بلکہ جتنا آپ جانتے ہیں کسی کو ایسا جاننا نصیب ہوا نہ ہوگا اللہ تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے جسے صرف اور صرف ہمارے نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج سر مبارک کی آنکھوں سے جاگتے ہوئے دیکھا اور خوب دیکھا اور سب کو معلوم ہے کہ باقی امور تو صرف غیب ہیں لیکن ذات حق غیب الغیب ہے جیسا کہ صاحب روح البیان نے لکھا لیکن اس کے باوجود وہ ہانی دیوبندی بغض ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی غیب نہیں جانتے نہ کلی نہ جزئی۔ ہمارے دلائل کے جواب میں صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ یہ غیب نہیں جسے تم غیب کہتے ہو۔ یہ ان کی ضد اور محض سبب دھرمی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ایسے عقیدہ کو شرک سمجھتے ہیں۔ اسی لئے امام اہلسنت شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے خوب فرمایا۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب

اس بڑے مذہب پہ لغت کیجئے

مخالفین کے ایک اہل قلم کا بیان
فقیر نے حدیث ذیل کی توثیق میں ایک رسالہ لکھا ہے المجمل الملتئیں لیکن یہ مضمون مخالفین کا اپنا ہے ملاحظہ ہو۔

شرح حدیث کنت نبیاً آدم بین الماء والطین۔ اس حدیث کی مراد صرف یہ سمجھی جاتی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ کو آپ کی نبوت کا علم حاصل تھا، مگر اس میں آپ کی خصوصیت ہے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں کا علم بھی اللہ تعالیٰ کو اسی طرح حاصل تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا۔

اس تحقیق کی بنا پر حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام میں نفخ روح سے پہلے نبوت سے نوازا جا چکا تھا اس کی تفصیل یہ ہے کہ قدرت کی طرف سے کسی کمال کے افاضہ کی دو صورتیں ہوتی ہیں کبھی وہ عالم وجود میں آنے کے بعد افاضہ کرتی ہے اور کبھی وجود سے پہلے۔ عالم ارواح ہی میں اس کمال سے نواز دیتی ہے جس کا ظہور قلب انسانی میں مقدر ہو چکا ہے۔ دونوں صورتوں میں اس کمال کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو یکساں ہوتا ہے۔ ہاں مخلوق کو پہلی صورت کا علم اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ کمال اس کے مشاہدے میں آجائے اور دوسرے کمال کے علم کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ کوئی مخبر صادق اس کی خبر دے دے۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ہمیں اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ کمال نبوت پر آپ کو اس وقت حاصل ہو چکا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام انسانی صورت پر استوار بھی نہ ہونے

خفاجی کو تھی سبکی کی اس رائے سے اختلاف ہے وہ اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں آپ کا یہ علالتیم نہیں کرتے اور فرماتے ہیں کہ تعظیم و توقیر نصرت و نصرت کے عہد سے اتنا اہم علاقہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ ہمارے غلام پر وہاں انہوں نے قائم کئے ہیں اس کا جواب ممکن ہے مگر احتیاط یہ معلوم ہوا ہے کہ اس بحث سے سکوت اختیار کیا جائے نہ تو اس کا دعویٰ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اس سے انکار کرنے کی حاجت۔ آیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے آپ کی سیادت و قیادت کا اعتقاد کافی ہے۔

اب یہ بحث کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی یہ سیادت اسی درجہ کی جس درجہ کی اس امت کے لئے غیر ضروری بحث ہے۔ علامہ خفاجی کو سلمہ دوسری بحث بلا کسی اختلاف کے تسلیم ہے یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصب نبوت سب سے پہلے عالم ارواح ہی میں مرحمت ہو چکا تھا اور ان لوگوں کا منشا صرف یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی نبوت کا علم تھا یہ ایک ہی ناطقہ غیر مفید سی بات ہے۔ شیخ اکبر نے اس مضمون کو بڑی رنگینی سے بیان کیا ہے کہ یہ اس کا نقل کرنا موجب ضیافت طبع ہے۔ اہل علم کی ضیافت طبع کے لئے صرف چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

الرَّابِّي مَن كَانَ مَلَكًا وَسَيِّدًا

وَادَمَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطَّلِينِ

سُنْ لَوْ مِيرے ماں باپ اس پر جو اس وقت بادشاہ اور سربراہ چکا تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی آب و گل کے درمیان پڑے تھے۔

پائے تھے اور اسی وقت انبیاء علیہم السلام سے آپ کے لئے ایمان و نصرت کا عہد بھی لے لیا گیا تھا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ کی رسالت عامہ ان کو بھی شامل ہے اس لحاظ سے سب سے پہلے ہی آپ ہوئے مگر چونکہ جسد عنصری کے لحاظ سے آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا ہے اس لئے آپ آخر الانبیاء بھی کہلائے مگر اس معنی سے نہیں کہ آپ کو نبوت سب سے آخر میں ملی ہے بلکہ اس معنی سے کہ آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا ہے ورنہ منصب نبوت کے لحاظ سے آپ کی ولادت سے قبل اور ولادت کے بعد چالیس سال کی عمر سے پہلے اور اس کے بعد کے زمانہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ **فائدہ:** یاد رہے کہ جسم عنصری کی شرط صرف تصرفات نبوت کے ظہور کے لئے ہے، نفس منصب نبوت کے لئے نہیں۔ اصل یہ ہے کہ کسی حکم کا کسی شرط سے تعلق دو طرح پر ہوتا ہے کبھی فاعل متصرف کے اعتبار سے کبھی عمل قابل کے لحاظ سے یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے لئے جسم عنصری کی شرط فاعل متصرف کی طرف سے نہ تھی کیونکہ حق تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت سے عالم ارواح ہی میں سرفراز کر دیا تھا۔ جسم ناسوتی کی شرط تھی تو صرف اس لئے تھی کہ مبعوث الیہم میں جسم کے بغیر استفادہ کی قابلیت نہ تھی۔ تصرفات نبوت یعنی احکام الہیہ کی تبلیغ اس پر موقوف تھی کہ آپ جسم عنصری میں تشریف لا کر ان سے خطاب کریں کلام الہی انہیں سنائی اور سمجھائی اگر مخاطبین میں ان امور کی اس سے قبل صلاحیت ہوتی تو وہ کمال نبوت کا اس سے قبل بھی ادراک کر لیتے اس سے قالب انسانی کی شرط یہاں نفس نبوت کے لئے نہیں بلکہ قصوٰف مخاطبین کے لحاظ سے تھی۔

كَذَلِكَ الرَّسُولُ الْإِبْطَحِيُّ مُحَمَّدٌ

لَهُ فِي الْعَالَمِ مَجْدٌ تَلِيدٌ وَطَارِفٌ

یہ وہی مکی رسول ہیں جن کا نام نامی محمد ہے اور جن کو ہر قسم کی نئی پرانی بزرگیاں حاصل ہیں۔

بِزْمَانِ السَّعْدِ فِي آخِرِ الْمَدَى

وَكَانَتْ لَهُ فِي كُلِّ عَصْرِ مَوَاقِفٌ

ابتداء زمانہ سے لے کر تا آخر آپ نے ہر زمانہ میں مواقع (ٹھہرنے کے مقامات) حاصل رہے۔

أَتَى لَا تَكْسَارَ الدَّهْرِ يَجْبِرُ صَدْعَهُ

فَاشْتَتَّ عَلَيْهِ السَّنُّ وَعَوَارِفٌ

آپ آئے ایک شکستہ حال زمانے کی اصلاح کرنے کے لئے آئے اس لئے کہ زبان خلق اور بخشش آپ کی ثنا خواں ہو۔

إِذَا رَامَ امْرَأًا لَا يَكُونُ خِلَافُهُ

وَلَيْسَ لَكَ الْإِمْرُ فِي الْكُونِ

جب آپ کسی بات کا عزم کر لیتے ہیں تو پھر اس کا خلاف نہیں ہوتا اور نہ عالم میں اس سے کوئی مانع نظر آتا ہے۔

(خدا م الدین لاہور ۱۴ ستمبر ۱۹۶۲ء ص ۲)

تبصرہ اولیٰ غفرلہ پہلے تو دیوبند کے جاہل فضلہ اس حدیث کو سنتے ہی

توبہ توبہ کرنے لگ جاتے ہیں ورنہ اسے موضوع کہنے سے تو انہیں فخر محسوس ہوتا ہے حالانکہ یہ طریقہ گتافانہ ہیں حقیقت میں

دیوبند کے فضلہ دو قسم کے ہیں۔ اہل علم اور انصاف پسند لیکن وہ حتیٰ قبول نہیں کرتے دوسرے جاہل ضدی۔ جاہل ضدیوں سے نہیں لگال علم سے گذارش ہے کہ جب حضور نبی علیہ السلام اول الخلق حقیقتہً ہیں تو پھر حاضر و ناظر اور مخلوق کے ذرہ ذرہ کے عالم بھی۔

مزید توثیق

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اول الخلق ہونا عند الشریعہ مسلم ہے فقیر نے اس پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے چند آیات ملاحظہ ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تخلیق کے لحاظ سے پہلے پیدا کئے گئے ہیں۔

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَّا أُنْزِلَتْكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحَكَمَهُ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِمَّنْ مَصْدَقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ

جس وقت عہد لیا خداوند کریم نے پیغمبروں سے جس وقت دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر جب آوے تمہارا پاس سچا کرنے والا اس چیز کا جو پاس تمہارے ہے ضرور اس کے ساتھ ایمان لائیں اور ضرور مدد دینا لیں۔

تَبَّ تَمَامِ أَرْوَاحِ أَنْبِيَائِهِ اس پر اقرار کیا اور اس کی تائید پر یہ آیت ہے۔

وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقًا غَلِيظًا

جب ہم نے نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم سے پکا اقرار لیا۔

اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا تو انہوں نے بھی خود اپنی قوم

کو بشارت دی اور کہا -

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ
اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا
بِمَوْسُولٍ يَّاتِي مِّنْ بَعْدِي
(سُورَةُ أَحْمَدُ -

اور ایسا ہی انجیل میں ہے چنانچہ استثنائے کتاب باب ۵ سے ۸ تک
مذکور ہے۔ عفریہ کے تمام مذاہب کے مردوں اور عورتوں کو پہلے سے
آپ کی تشریف آوری کی خبر کتابوں سے ظاہر ہو چکی تھی یہاں تک کہ بوقت مصیبت
حضور کی ذات کا وسیلہ پکڑتے تھے اور یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ خاندان اسمعیل سے
پشت بہ پشت نبی آخر الزمان نسب ہاشمی سے ہوں گے۔

گھر کی گواہی الحمد للہ حق کا خاصہ ہے کہ وہ کبھی منکر سے بھی اپنی حقانیت
کا اظہار کر دیتا ہے چنانچہ اس مسئلہ کا بھی یہی حال ہے۔
① مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ غیب کے دو معنی ہیں حقیقی اور
اضافی حقیقی وہ ہے جس علم کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ یہ خاصی ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور
عبد کے لئے اس کا حصول محال شرعی و عقلی ہے اضافی وہ ہے جو کسی کے ذریعہ
سے معلوم کر دیا جائے اور بعض سے پوشیدہ رکھا جاوے۔

(تمتہ فتاویٰ امدادیہ جلد ۴ ص ۲۳ مطبوعہ دہلی)

فائدہ یہ وہی تھانوی ہے جس نے حضور علیہ السلام کے علم مبارک کو جانوروں و
یاگوں سے تشبیہ دی (حفظ الایمان) لیکن الحمد للہ فتاویٰ میں نہ صرف
حضور علیہ السلام بلکہ اولیائے کرام کے لئے بھی علم غیب مان گیا ہے۔

فضلائے دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لوگ کہتے ہیں کہ
علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں
دریافت و ادراک غیبات کا انکو ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حدیبیہ و حضرت عائشہ (کے معاملات) سے خبر نہ تھی۔ اس کو
دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔
(شہانم امدادیہ ص ۱۱۱ مصدقہ تھانوی صاحب)

فائدہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہی فرمایا ہے جو ہم کہتے ہیں اسی لئے
تو ہم دیوبندی کو کہتے ہیں کہ ہماری بات نہ مانو تو کم از کم اپنے پیر و
مرشد کی تو مانو لیکن گنگوہی نے تو فیصلہ کر دیا کہ حاجی صاحب کو کیا خبر وہ ایسی باتیں
ہم سے پوچھیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

پنجابی پیر کا فیصلہ مولوی حسین علی داں بھجروی کے دل میں خیال آیا
کہ اولیاء کو بعض چیزوں کا علم ہوتا ہے یا اکثر کا۔
مولوی صاحب یہی خیال لے کر اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد عثمان صاحب کی مجلس میں
آئے اس وقت خواجہ محمد عثمان پٹھانوں سے پشتو میں باتیں کر رہے تھے۔ مولوی
بھجروی صاحب ان پٹھانوں کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھ گئے وہ بیٹھے ہی تھے کہ خواجہ
محمد عثمان صاحب نے مولوی بھجروی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں

یہ فرمایا کہ

مولوی صاحب اولیاً میدانند
مولوی جی اولیاً سب کچھ جانتے ہیں
ولکن مامور باظہار نیستند
لیکن ظاہر کرنے کے مامور نہیں۔
(مجموعہ فوائد عثمانیہ ص ۹۵)

بس یہ لفظ کہہ کر خواجہ صاحب پٹھانوں سے باتوں میں مشغول ہو گئے۔
(حوالہ مذکور)

فائدہ یہ حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ پنجاب کے اکثر دیوبندیوں کے
پیر و مرشد ہیں۔ انہوں نے بھی وہی فرمایا جو ہندوستانی پیر نے
فرمایا۔ دو پیروں کی گواہی پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہ صرف محمد بن
عبدالوہاب کی مانتے ہیں اور بس۔

اس لئے اب یہ نہ ہندی پیر کو مانتے ہیں نہ پنجابی پیر کو بلکہ خود کائنات کے پیر و مرشد
کو نہیں تو باقی کون لگتے ہیں۔

تیسرا پیر ممکن ہے کسی کی قیمت کا ستارہ بیدار ہو جائے فقیر ایک تیسرے پیر کا
حوالہ بھی سپرد قلم کرتا ہے۔

حضرت امام اشعرائی قدس سرہ اپنی مشہور تصنیف "الباہر والدارین" لکھتے ہیں کہ
الکامل قبلہ مرآۃ الوجود
العلوی السفلی کلہ
علی التفصیل
کامل کا دل امت عالم علوی و اسفل کا
بروجہ اتم تفصیل ہے اولیئے کرام کے
علوم کی تفصیل کے متعلق فقیر نے پہلے
بہت کچھ لکھ دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر
طعن طریقہ منافقین تھا

عوام سے اور دین سے بے بہرہ پڑھا لکھا طبقہ سمجھتا
ہے کہ مخالفین کا انکار از علم غیب مبنی بر جذبہ توحید ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ توحید
کا صرف بہانہ بتدرج حقیقت یہ انکار منافقین کی وراثت کا اظہار ہے فقیر چند حوالے
پیش کرتا ہے اس سے اندازہ لگائیں کہ منافقین کیا کہتے تھے اور یہ لوگ کیا کہتے
ہیں ملاحظہ ہوں۔

① اکثر معتبر و مستند تفاسیر و احادیث کے علاوہ تفسیر خازن میں ما
کان اللہ لیسر المؤمنین علی ما انتقم علیہ کے شان نزول میں
علامہ خازن فرماتے ہیں۔

قال السدی قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عرضت
علی امتی فی صورہا فی الطین
کما عرضت علی آدم و اعلمت
من یؤمن بی و من یکفر بی
فبلغ ذلک المنافقین فقالوا
سدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت
اپنی خاک کی صورت میں اس طرح پیش کی گئی
جس طرح حضرت آدم پر پیش کی گئی تھی اور
مجھے بتلا دیا کہ مجھ پر کون ایمان لائے گا
اور کون نہیں لائے گا۔ جب یہ بات منافقین

استقراء زعم محمد صلى الله عليه وسلم انه يعلم من يؤمن به ومن يكفر من لم يخلق بعد ونحن معه وما يعر فنا فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام على المنبر فحمد الله تعالى واشنى عليه ثم قال ما بال اقوام طعنوا في علمي لا تسئلوني عن شيء فيما بينكم وبين الساعة الا نبا تكلم به فقام عبد الله بن حذافة السهمي رضى الله عنه فقال من ابى يا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال حذافة فقام عمر يا رسول الله رصينا با الله ربنا وبنا و بالقرآن اما ما وبلد نبيا فاعف عنا عفا الله عنه فقال

تک پہنچی تو انہوں نے استہزاء کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں گمان کرتے ہیں کہ انہیں جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان کے بارے میں بھی علم ہے کہ ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا حالانکہ ہم ان کے درمیان رہتے ہیں اور ہمارے نفاق کا علم نہیں پر جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو میرے علم پر طعنہ زنی کرتے ہیں تم لوگ اب سے قیامت تک کسی بات کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھو گے مگر میں تم کو اس کی خبر دوں گا پس عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ کون ہے تو حضور نے فرمایا حذافہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہل انتم منتقمون ثم نزل علی المنبر فانزل الله هذا الآية - اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ کی روبرویت پر راضی ہیں اسلامی دین پر خوش ہیں ہم قرآن کی امامت مانستے ہیں آپ کی نبوت پسند کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے آپ ہیں معاف فرما دیجئے۔ پس نبی علیہ السلام نے مکرر فرمایا کیا تم رکنے والے ہو کیا تم رکنے والے ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

فائدہ

- ① آیت میں علم غیب کے مشرکین کو اللہ تعالیٰ نے غیبت کہا اور ماننے والوں کو طیب۔
- ② نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام امت کے ایمان و کفر پر مطلع ہیں۔
- ③ منافق آپ کے اس دعویٰ پر طعنہ زن ہوئے کہ اگر آپ سب کے ایمان و کفر پر مطلع ہیں تو ہمارا اتفاق کیوں آپ سے مخفی ہے۔
- ④ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکرر دعویٰ فرمایا کہ اب سے قیامت تک کی جو بات چاہو پوچھو۔
- ⑤ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے علم پر طعنہ زنی سے ناراض ہوئے۔
- ⑥ حضرت عمر اور عبد اللہ ابن حذافہ رضی اللہ عنہما آپ کی وسعت علمی کی تصدیق لارہے تھے۔

انبیاء اس روایت سے صاف ظاہر ہے علم غیب کا صرف انکار نہیں بلکہ اس پر یقین تشنیع بھی ہے یہ کس نے کی منافقین نے اور اسی علم غیب کا اقرار بلکہ تصدیق اور اظہار ایمان کس نے کیا اہل ایمان نے۔ فیصلہ فرمائیے کہ آج کے دور میں علم غیب کا انکار کس فرقہ کو اور اقرار و تصدیق کرنے والے کون۔

(۲) بموقع غزوہ احزاب پتھر نکالتے نکالتے اتفاقاً ایک سخت چٹان اگئی لوہے کی ضرب سے نہیں ٹوٹی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن کے فاقے سے تھے اور شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ دست مبارک میں کدال پکڑ کر پہلی ضرب لگائی۔ چٹان ٹوٹنے سے شعلہ نکلا آپ نے لغوہ تکبیر بلند کیا صحابہ نے بھی تکبیر کی دوسری اور تیسری ضرب میں بھی چٹان ٹوٹنے سے شعلہ بلند ہوئے اور آپ نے تکبیر کہی صحابہ نے بھی آپ کے ساتھ تکبیر کہی اور چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ پہلی بار شعلہ کی روشنی میں حیرہ و مدائن کے محلات نظر آئے جبائیل نے کہا کہ آپ کی امت ان پر قابض ہوگی۔ دوسری مرتبہ روم کی زمین اور قیصر کے محلات دکھائی دیئے جبائیل نے ان کے فتح ہونے کی خبر دی۔ تیسری مرتبہ صنعا کے محل دیکھے جبائیل نے بتایا کہ یہ ملک بھی قبضہ میں آئے گا۔

ابن کثیر لکھتے ہیں۔

وكان في حضرة ذال آيات
ودلائل واضحات
وأوضح دليلى تقيين۔

مسلمانوں کو یہ بشارتیں سن کر بے حد مسترت ہوئی مگر منافق طعنہ زنی کرنے لگے ایک شخص معتب بن قشیر کہنے لگا کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو ہم سے

قیصر کسریٰ کے خزانوں کا وعدہ کر رہے ہیں اور حالت یہ ہے کہ ہم مارے خوف کے باہر نہیں نکل سکتے۔

فائدہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مضمون میں اپنے لئے مدائن (عراق) قیصر روم اور کسریٰ (ایران) اور یمن جیسے ممالک پر فتح کی خبر دی اور یہ آپ کے علوم غیبیہ میں سے ہے جسے غیر مقلدین و ہابیہ اور یونہی فرقہ کا امام ابن کثیر آیات و دلائل و اضحات سے تعبیر کر رہا ہے۔

اس وقت سن کر اہل ایمان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) مسرور و خوش ہوئے۔ اور منافقین نے اسی غیب کی خبر پر طعنہ زنی کی بلکہ زبردست دلیل دے کر مذمت کی کہ قیصر و کسریٰ اور یمن پر قبضہ کرنے والے کا یہ حال ہے کہ آج ہم (اس وقت یہ منافقین بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے) مارے خوف کے باہر نہیں نکل سکتے۔ ظاہر بنیوں کے لئے واقعی یہ اس کی دلیل مضبوط تھی کہ غزوہ احزاب میں سخت مقابلہ تھا اور بھوک کا یہ حال تھا کہ تین دن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقے سے تھے اور کفار کے لشکر کے خطرہ سے اسلامی لشکر کا حال

دریافت طلب امر یہ ہے کہ جس بات سے اس وقت کے مسلمان خوش تھے آج اسی بات سے خوش کون ہیں اور اس وقت جس طرح کا طعنہ مارا اور دلیل دے کر علم غیب کا انکار کیا اسی طرح کا آج انکار کس پارٹی کو ہے۔

ابن الصلت منافی کا عقیدہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ کہیں تشریف لے جا

رہے تھے کہ راستے میں آپ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ زید ابی صلت نامی ایک منافق نے کہا کہ محمد اگر نبی ہے تو اپنی اونٹنی کے متعلق کیوں نہیں بتا دیتا کہ وہ کہاں ہے؛ ویسے تو اس کا دعویٰ ہے کہ وہ آسمان کی خبریں بتاتا ہے۔ مگر وہ اپنی اونٹنی کی خبر نہیں رکھتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا فلاں شخص میرے متعلق ایسا کہتا ہے۔ حالانکہ مجھے اللہ تعالیٰ جس بات کی خبر دیتا ہے میں اُسے جانتا ہوں اور میں اپنی اونٹنی کے متعلق بھی جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہے؛ میری اونٹنی فلاں وادی اور فلاں گھاٹی کے پاس کھڑی ہے اور اُس کی نیل ایک درخت نے پکڑ رکھی ہے یعنی اس کی نیل ایک درخت سے اُٹکی ہوئی ہے اور اونٹنی وہیں کھڑی ہے۔ جاؤ اُسے وہاں سے لے آؤ۔ چنانچہ صحابہ کرام گئے اور اونٹنی کو وہیں کھڑے پایا اور اُسے لے آئے۔ (زاد المعاد لابن قیم ص ۳۳)

فائدہ معلوم ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں طعن کرنا منافقوں کا کام ہے اور جو سچے مسلمان ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے دل و جان سے قائل ہیں۔

بریلوی دیوبندی وہابی اب بھی یہی اونٹنی والا جھگڑا مناظروں اور محبروں اور تقریروں میں جاری رہتا ہے وہابی دیوبندی اب بھی حنیف بنی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی نفی میں اونٹنی والا واقعہ پیش کرتے ہیں اور اہلسنت بریلوی اس کے جوابات دیتے ہیں اس طریقہ کار سے بتائیے دیوبندی وہابی کن لوگوں کے وارث ہیں اور سنی بریلوی کس کے۔۔۔

علم غیب کے انکار پر ربانی محکم حضور علیہ السلام نے منافقوں کو اپنے علم غیب کا کہا تو وہ انکار کر گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اے منافقو کا فر ہو گئے ہو۔ چنانچہ ابن جریر و طبرانی حدیث میں ایدامصر بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت میں روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک کرخی آنکھوں والوں سے فرمایا کہ تم اور تمہارے ساتھی کس بات پر مری شان میں گستاخی کرتے ہیں وہ گیا اپنے ساتھیوں کو بلا لیا۔ سب نے آکر قہقہے کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا اس پر اللہ عز و جل نے آیت نازل فرمائی کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بے شک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور میرے رسول کی شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کا فر ہو گئے۔

فائدہ معلوم ہوا کہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نطق بولنا کفر ہے اگرچہ لاکھ مسلمان کا دعوائی کرے۔ اسلام و مسلمین کی دینی خدمت کرے کروڑ ہا کلمہ بھی پڑھے۔ عبادت و ریاضت میں دن رات مہمک رہے جب تک اس کلمہ گستاخی سے توبہ نہ کرے کا فر ہی رہتا ہے۔

اونٹنی ابن جریر و ابن ابی شیبہ و ابن المنذر و ابن ابی حاتم اور امام مجاہد شاگرد سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی اس کی تلاش کی جا رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جگہ میں فلاں جگہ موجود ہے حضور کے اس فرمان پر ایک منافق بولا۔

یہ آیت کے سبب الفاظ مبارک آگے آ رہے ہیں۔ اُسی غفرلہ

”محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کیا جانیں؟“

اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی یہ آیت نازل فرمائی

قُلْ اَبَا لِلّٰهِ وَالْاٰیٰتِہٖ وَدَسُوْلِہٖ
کُنْتُمْ تَسْتَهْزِؤْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا
قَدْ کَفَرْتُمْۤ اَبْعَدَ اٰیْمَانِکُمْ۔
کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا
کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

حضور کی شان میں اتنی گستاخی یعنی یہ جملے کہنے (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کیا جانیں) پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر قرار دیا اور فرمایا تم اللہ کی آیتوں اور رسول سے مذاق اڑاتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ۔ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ سے کہنے سے کافر ہو گئے کیونکہ اس لفظ سے حضور علیہ السلام کی شان میں بے ادبی کی بو آتی ہے اس آیت سے یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے غیب کی باتیں جانتا شان نبوت اور خصائص نبوت ہے ان دو آیتوں سے اندازہ کر لیجئے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کا معاملہ کتنا نازک ہے۔ ذرا سی بے ادبی اور بے باکی سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

آخری فیصلہ منافقوں کو اللہ تعالیٰ نے صرف اسی لئے بھی کافر فرمایا کہ وہ کہہ رہے تھے محمد غیب کیا جانیں اب یہی جملہ وہابی دیوبندی کھلے بندوں نہ صرف کہہ رہے ہیں بلکہ تصنیفیں لکھی جا رہی ہیں اور اس پر مناظرے لڑائی جھگڑے برپا ہیں۔ اہل اسلام بتائیں کہ اس کا روائی سے کیا ہوئے۔

انکار علم غیب از وہابی نجدی اور دیوبندی
محققین علما و فضلاء
صوفیا کرام کا یہ عقیدہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو علم غیب عطا کیا ہے۔ نجدی وہابی، دیوبندی اور ان کے ہمنوا اس سے نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ اس کے ماننے والے کو مشرک کہتے ہیں چنانچہ ان کی مستند اور مسلمہ کتابوں میں تفصیل مرقوم ہے ہم صرف نمونے کے طور پر چند حوالے پیش کر رہے ہیں۔

① اللہ کا ساعلم اور کو ثابت کرنا اس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے۔ خواہ پیرو شہید سے۔ خواہ امام و امام زادے خواہ بھوت اور پری سے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویتہ الایمان ص ۱۰۹)
② کسی انبیاء و اولیاء امام و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے۔ (تقویتہ الایمان ص ۲)
③ جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے ہیں سو وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ (تقویتہ الایمان ص ۲)

④ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر۔ (تقویتہ الایمان)
⑤ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو علم غیب تھا

مصریح مشرک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۸)

باب

اعتراضات از احادیث مبارکہ

ضروری انتباہ فقیرہ تجرہ ہے کہ مخالفین سوال میں احادیث کا مطلب تو پیش کرتے ہیں اپنی مرضی کا جب وہ کوئی حدیث پیش کرے تو اس سے اصل عربی عبارت کا مطالبہ کریں جب اصل حدیث مل جائے تو پھر اس سے ترجمہ کرائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ حقیقت سامنے آجائے گی کہ اس نے جو سوال میں کہا تھا وہ غلط تھا اصل حدیث کا مطلب کچھ اور ہے اس طرح کبھی من گھڑت بات کہہ کر بھی اسے حدیث کا دھوکہ دیتے ہیں۔ ان کی طرف سے چند مشہور احادیث لکھ کر ان کے جوابات لکھتا ہے۔

سوال ۱۔ مشکوٰۃ باب اعلان النکاح کی پہلی حدیث یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نکاح میں تشریف لے گئے جہاں انصار کی کچھ بچیاں دف بجا کر جنگ بدر کے مقتولین کے مرنیہ کے گیت گانے لگیں۔ ان میں سے کسی نے یہ مصرع پڑھا وَ ذِیْنَا نَبِیَّ یَغْلَمُ مَا فِیْ غَدِہِہِمْ اِیْسَیْہِمْ بَنِیْہِمْ جَوَکَلْ کِیْ بَاتِ جِلْسَتِہِمْ تُوْحُضُوْرُ عَلِیْہِہِ السَّلَامِ نے فرمایا کہ یہ چھوڑ دو وہ ہی گائے جاؤ جو پہلے گاری تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب نہیں تھا اگر ہوتا تو آپ ان کو یہ کہنے سے نہ سوکتے۔ سچی بات سے کیوں روکا؟

الزامی جواب ۱۔ یہ تو یقین ہے کہ یہ مصرع خود ان بچیوں نے تو بنایا ہی نہیں کیونکہ بچیوں کو شعر بنانا نہیں آتا اور نہ کسی کافر و مشرک نے بنایا وہ حضور علیہ السلام کو ہی نہیں مانتے تھے۔ لامحالہ یہ کسی صحابی کا شعر ہے۔ بتاؤ وہ شعر بنانے والے صحابی معاذ اللہ

⑥ اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۲۷)

⑦ اور جو یہ کہتے ہیں کہ علم غیب جمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۷)

⑧ شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

⑨ حضور علیہ السلام کا علم بچوں، پاگلوں، جانوروں کی طرح یا ان کے برابر ہے (حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

⑩ حضور علیہ السلام کو اردو بولنا مدرسہ دیوبند سے آگیا۔ (براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

⑪ اللہ کی شان یہ ہے کہ جب چاہے غیب دریافت کرے کسی ولی بنی جن فرشتے، جہوت کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت نہیں بخشی (تقویت الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی)۔

نوٹ: نمونہ کے طور پر چند حوالہ جات لکھ دیتے ہیں تفصیل فقیر کی کتاب التحقیق الکامل فی امتیاز الحق والباطل یا دیوبندی مذہب مصنف غلام مہر علی صاحب (مدظلہ) کا مطالعہ کیجئے۔

منافقین اور وہابی اور دیوبندی فقیر نے منافقین کے حوالہ جات پہلے

عرض کر کے چند حوالے دیوبندی وہابی فرقہ کے مقتداؤں کی تصریحات لکھی ہیں ان دونوں کو ملا کر ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ منافقین اور وہابیوں دیوبندیوں میں کیا فرق ہے۔

کافر ہیں یا نہیں۔ اگر انہیں کافر کہنا درست نہیں تو پھر ہم نے کونسا گناہ کیا ہے کہ ہم پر بات بات پر کفر و شرک کا کیوں فتویٰ جڑ دیا جاتا ہے۔

جواب ۲: ہم نے ہزاروں دلائل قائم کئے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل آپ کے امتی کے اولیاء کرام بھی مافی الغیب جانتے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”فولہد فی علوم ما فاتکسب غدا“ میں ہے چند حوالے ہم نے پہلے بھی عرض کئے ہیں اور حدیث افک کی تحقیق میں بھی عرض کئے ہیں ایک حوالہ سیدنا حنان رضی اللہ عنہ صحابی بلکہ شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنئے۔

نبی بری ما لا یروی الناس حوالہ ویتلو کتاب اللہ فی کل مشہد
فان قال فی یوم مقالة غلب فتصدیقهما فی صحوة الیوم او غدا
(زرقانی شرح مواہب جلد ۶ ص ۲۲۹)

ترجمہ: بنی علیہ السلام اپنے گروہ اور معائنہ فرماتے ہیں جو اوروں کو نظر نہیں آتے اور آپ ہر موقع پر کتاب الہی کی ایتان کرتے ہیں اگر آپ کسی دن کسی غیبی بات کا فرمائیں تو اس کی تصدیق آج نہ توکل ضرور ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان اشعار کو حضرت حنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شکر انکار نہ فرمایا اور جس طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا۔ منع نہ فرمانا صحت مضمون پر والہ علم ما فوغد کا تو حضرت حنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار میں بھی ہے۔ جیسے لڑکیوں کے کلام میں تھا چنانچہ حضرت حنان صاف فرما رہے ہیں۔

”وہ اگر کوئی غیب کی بات فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہوگی“

یعنی حضور کج اور کل کے آئینوالے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنان رضی اللہ عنہ کو اس سے منع نہ فرمایا۔ اگر یہ مضمون صحیح نہ ہوتا یا حسب مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں سنتے بلکہ منع فرماتے۔

جواب ۳: اگر لڑکیوں کا ایسا کرنا شرک ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ان سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے نہ توبہ تجدید اسلام کرائی اور نہ ہی توبہ۔ تو اس سے ظاہر ہو کہ آپ کو غیب دال جانا شرک نہیں ہے۔ ان الزامی جوابات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روکنا بنی برکت تھا۔ اور وہ حکمت ہم اپنی طرف سے نہیں شارحین حدیث سے عرض کرتے ہیں۔ مرقاۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے۔

لِكَرَاهَةٍ نَسَبَةٍ عَلِمَ الْغَيْبُ إِلَيْهِ لِأَنَّهُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبُ
إِلَّا اللَّهُ وَالْمَا يَعْلَمُ الرَّسُولُ مِنَ الْغَيْبِ مَا أَعْمَلَهُ أَوْ
لِكَرَاهَةٍ أَنْ يَذْكَرَ فِي أَثْنَاءِ ضَرْبِ الدَّفِّ وَاتِّعَازِ مَرْثِيَةِ الْقَلْبِ
لِعَلَّوْ مَنْصِبِهِ عَنْ ذَلِكَ

منع فرمایا علم کی نسبت اپنی طرف کرنے کو کیونکہ علم غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور رسول وہ ہی غیب جانتے ہیں جو اللہ بتائے یا یہ ناپسند کیا کہ آپ کا ذکر دف بجانے میں یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان کیا جائے کیونکہ آپ کا درجہ اس سے اعلیٰ ہے۔

اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کے ماتحت ہے۔

”گفتہ اند کہ منع آنحضرت ازین قول بجهت آن است کہ درو اسناد علم غیب است بہ آنحضرت پس آنحضرت را ناخوش آید و بعضی گویند کہ بجهت آن است کہ ذکر شریفی در اثنا لہو مناسب نہ باشد شارحین نے کہا ہے کہ حضور علیہ السلام کا اس کو منع فرمایا اس لئے ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور کی طرف ہے لہذا آپ کو ناپسند آئی اور بعض نے فرمایا کہ آپ کا ذکر شریف کھیل کود میں

مناسب نہیں۔

ف، شارحین کی عبارات سے تین تحقیقی جوابات ثابت ہوئے۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ٹکڑیوں کو اس واسطے منع کیا کہ انہوں نے عیب کی نسبت مطلقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی درآن حالیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تباعد الہی جلتے ہیں۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو مکروہ جانا کوف بجائے میں آپ

کا ذکر کیا جائے۔

۳۔ مقتولین کا مرتبہ میں آپ کی شہادت جانی گئی کہ یہ آپ کے علو منصب

کے خلاف ہے۔

اسی قاعدہ سے جملے فقہاء کرام نے مسئلہ مستنبط فرمایا ہے کہ مسلمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شہادت سین رضی اللہ عنہ بیان کرنا مکروہ ہے لیکن میرے دور کے مقررین سے پناہ کہ جب دیکھیں گے کہ تقریر سے عوام بے مزہ ہوئے ہیں تو چھپنے کو کہہ کر بلا کے میدان میں کود پڑتے ہیں پھر آل حسین رضی اللہ عنہم کو خوب مزے سے فزع کرتے ہیں (لاحول ولا قوۃ)

شارحین کے فیض سے فقیر اویسی غفرلہ کی گذارش، ایک جواب آتا ہے کہ وہ ٹکڑیاں شہدائے بدر کے موضوع سے ہٹ گئی تھیں آپ نے ٹکڑیوں کو اصل موضوع سے ہٹنے کی وجہ سے دکا دوسرا آپ نے تواضع اور انکار ظاہر فرمایا تاکہ اہل ایمان کو بدر کی لڑائی سے فحشابی پر نیال نہ ہو کہ ہمارا کتا ہے بلکہ فضل الہی اور پھر شہداء کی جست جنہوں نے جان بقیہ کی پر کھڑا اسلام کا جھنڈا بلند کیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

سوال: بخاری شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی بیوی عائشہ کو جنگ میں ساتھ لے گئے۔ واپسی پر انہیں راستہ میں چھوڑ آئے۔ پھر جب مدینہ شریف میں پہنچے تو آپ کی بیوی کو ایک صحابی ساتھ لایا اس پر آپ کی بیوی پر زنا کی بہمت لگی اگر آپ کو علم ہوتا کہ بہت لگی تو بیوی کو چھوڑ کر نہ آتے بجز بی بی پر بدگمان نہ ہو جاتے یہاں تک کہ بی بی سے بے لطفی سی ہو گئی جس کی وجہ سے بی بی میکے چلی گئی۔ آپ اس معاملہ میں ایک ماہ سے زائد پریشان رہے اور مغوم و مخزون نبی کی لاسمہ یہاں تک بڑھی کہ اپنے صحابہ سے بی بی کے بارے میں مشورے کرتے کہ اب کیا کیا جائے۔ حضرت علی نے تو طلاق دینے کا مشورہ بھی

دیا اس کے بعد آپ نے بدگمانی میں بی بی عائشہ کو توبہ و استغفار کی تلقین بھی کی۔ غرض کہ جب تک وحی نہ آتی آپ بی بی عائشہ کے پاس میں لاعلم بھی رہے اور آپ کو بی بی پر شک اور بدگمانی بھی۔

جواب: یہ وہ سوال ہے جو مخالفین کے سر چھوٹے ٹپڑے کی نوک زبان پر ہے فقیر کی اہانت سے اسل ہے کہ جب مخالفین یہ اعتراض اٹھائیں تو بخاری شریف کتاب التفسیر سورہ نور سامنے رکھیں۔ جوابات حدیث شریف میں موجود ہیں۔ فقیر نے صرف اسی حدیث کی بہترین شرح اور معترضین کے ہر سوال کے جوابات لکھے ہیں کتاب کا نام ہے نزع حدیث افک۔ یہاں چند جوابات مختصراً لکھتا ہوں۔

الزامی جواب: اس میں بھی نہ بتانا ثابت ہے نہ کہ نہ جانا اور قاعدہ شرعیہ نہ بتانے سے نہ جانا لازم نہیں آتا کیونکہ بہت سے امور معلوم ہوتے ہیں لیکن بتلانے میں جاتے۔

جواب ۲: خود رب نے بھی بہت روز تک ان کی عصرت کی آیات نہ آئیں تو کیا سب کو بھی خبر نہ تھی حالانکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اس واقعہ سے نبی علیہ السلام کو سخت پریشانی ہوگی پھر اس کا طریقہ را کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام کی پریشانی کو گوارا بھی نہ کیا نیز

یہاں ایک عرصہ تک پریشان رکھنے میں حکمت تھی ایسے ہی نبی علیہ السلام کیلئے سمجھئے۔
جواب ۳: اسی حدیث میں ہے۔

مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِ الْآخِرَةِ
میں اپنی بیوی کی پاکدامنی ہی جانتا ہوں
ف: معلوم ہوتا ہے کہ علم ہے، وقت سے پہلے افہار نہیں فرمایا اور افہار نہ کرنا
یعنی برحمت تھا اور ایسی حکمتوں پر علم کی نفی جہالت ہے۔
اھلسنت بھائیوں سے اپیل ہے کہ جب بھی مخالف یہی امر عرض اٹھائے تو
فوراً یہی جملہ بخاری شریف سے دکھائیں کیونکہ یہ جملہ نزول آیات سے پہلے کا ہے
اور وہابیوں کے ذہن میں یہ بجا دیا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو نزول وحی سے پہلے علم
تھا یہاں تک کہ مودودی اور وہابی دیوبندیوں کے دیگر بڑے مصنفین مفسرین نے یہی اپنی
تفسیروں اور تفسیروں میں لکھا ہے

جواب ۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے سے یہ قاعدہ جانتے تھے کہ ہر
نبی علیہ السلام کی بیوی زمانے محفوظ ہوتی ہے اس قاعدہ پر آپ کو اپنی بیوی کی پاکدامنی کا
یقین تھا اور یقینی بھی لاعلمی سے نہ تھی بلکہ اس کا موجب کچھ اور تھا چنانچہ تفسیر کبیر جلد ۶ مطبوعہ مصر
میں ہے۔

فَإِنْ قِيلَ كَيْفَ جَازَ أَنْ تَكِ امْرَأَةُ النَّبِيِّ كَافِرَةٌ كَامْرَأَةِ تَوْحَدٍ وَنُذِي
وَلَعَلَّ يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ فَاجِرَةٌ وَأَيْضًا فَلَوْلَمْ يَجْزِ ذَلِكَ لَكَ أَنَّ الرَّسُولَ
أَعْرَفَ النَّاسَ بِإِيمَانِهِمْ وَكَوَعَرَفَ ذَلِكَ لِمَا خَافَ قَلْبُهُ وَلَمَّا سَأَلَ
عَائِشَةَ كَيْفَ تَرَاهِ الْوَاقِعَةَ قُلْنَا الْجَوَابُ عَنْ الْأَوَّلِ أَنَّ الْكُفْرَ
لَيْسَ مِنَ الْمُنْفَوَاتِ أَمَا كَوْنُهَا فَاجِرَةً فَمِنْ الْمُنْفَوَاتِ وَالْجَوَابُ
عَنِ الثَّانِي أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَثِيرًا مَا كَانَ يَفِيضُ قَلْبُهُ
مِنْ أَقْوَالِ الْكُفَّارِ مَعَ عَلَيْهِ يَفْسَادُ بَدَنُكَ الْأَقْوَالِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَفِيضُ هَذَا بِمَا يَقُولُونَ فَكَانَ هَذَا مِنْ
هَذَا الْبَابِ۔

ترجمہ: پس گھر لیا جائے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بیویاں کافر تو ہوں
جیسے کہ حضرت نوح اور لوط علیہم السلام کی مگر فاجرہ اور بدکارہ نہ ہوں اور اگر ممکن نہ
ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام کی بیویاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو ضرور معلوم ہوتا اور جب حضرت کو یہ معلوم ہوتا کہ نبیوں کی بیویاں فاجرہ ہوتی نہیں
سکتیں تو حضور تنگ دل نہ ہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ
کی کیفیت دریافت نہ فرماتے۔ قرعہ پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ کفر نفرت
میں والی چیز نہیں ہے مگر نبی کی فاجرہ بدکارہ ہونا نفرت دلانے والی
چیز ہے لہذا ممکن نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی بیویاں فاجرہ (بدکار) ہوں
دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ کثرتِ شرب ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگ دل اور مغموم ہو جایا کرتے تھے۔
باوجودیکہ حضور کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کفار کے یہ اقوال بالکل فاسد ہیں چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے فرمادیا لَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَفِيضُ هَذَا بِمَا يَقُولُونَ
یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کے بے ہودہ باتوں سے تنگ دل ہوتے ہیں
تو یہ واقعہ بھی ایسا ہے یعنی حضور کا تنگ دل ہونا محض کفار کی بے ہودہ
گوئی پر تھا باوجودیکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی بے ہودہ
بکواس کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا۔

تو جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے مفادہ اقوال سے تنگ دل ہوتے
تھے جس کو خود حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَفِيضُ الْآيَةَ اور ان مفادہ
کے اقوال کے فساد کو جانتے تھے اسی طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم

تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں۔ صاحب تفسیر کبیر کی یہ تقریر نہایت ہی مقول ہے۔ ہر وہ شخص جسکو لوگ زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا سی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اس کے اقارب باوجود اس کی پائی کے اعتقاد کے بھی سخت مغوم اور پریشان ہوں گے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت کوئم ہوا مگر مخالف عیند یا بدعت پلید نہیں ماننے کا جب تک دو الزام رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ لگائے ایک عدم علم کا اور ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعاً ناجائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقویٰ اور متہین کے منافی ہونے کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی چاہئے تو یہ تھا گمان نیک اور بدگمانی۔ معاذ اللہ۔

تفسیر کبیر ج ۶ میں ہے

وَمَا يَهْدِيهَا أَنْ الْمَعْرُوفَ مِنْ حَالِ عَائِشَةَ قَبْلَ ذَلِكَ الْوَقْتِ
إِنَّمَا هُوَ الْقَوْلُ وَالْبُعْدُ عَنْ مُقَدَّمَاتِ الْفُجُورِ وَمِنْ
كَانَ كَذَلِكَ كَانَ الدَّلِيلُ إِحْصَانِ النُّقُوبِ بِهِ وَثَابَتِهَا أَنْ الْقَادِرُ
كَانُوا مِنْ النَّافِعِينَ وَاتَّبَاعِيَهُمْ وَقَدْ عُرِفَ أَنَّ كَلَامَ الْعَدُوِّ
الْمُفْتَرِي حَرْبٌ مِنَ الْهَيْدِيَانِ فَلَمْ يَجْعَلْ هَذِهِ الْقُرْآنُ كَأَنَّ
ذَلِكَ الْقَوْلُ مَعْلُومُ الْفَسَادِ قَبْلَ نَزْلِ الرَّحْمَةِ

ترجمہ

یعنی دوم یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعے سے پیش تر کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ مقدساتِ نبویہ سے بہت دور اور پاک ہیں اور جو ایسا ہراس کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہئے سو یہ کہ تہمت لگانے والے منافق اور ان کے اتباع تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری دشمن کی بات ایک بیان ہے پس بنا براس جیسے قرآن کے یہ قول بدتر از بل جہ سے مخالفوں نے مدعا ہی ہے نزل دینی سے قبل معلوم الفساد تھا۔

اگرچہ تفسیر کبیر کی عبارتوں سے یہ بات یقینی ہو چکی ہے کہ اس قصہ انکسے عدم علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال کو ناجائز ہے وقوفی ہے اور حضرت کوئل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں۔ لیکن دشمن آخر دشمن ہے۔

جواب :- اور یہ تو جو کتابی نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ پر بدگمانی ہوئی ہو کیونکہ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو عتاباً فرمایا لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمْ خُفْنَ الدِّينِ وَالْمَعْنَى بِانْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا افْكٌ مَقِينٌ، یعنی مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور فوراً کیوں نہ کہا کہ یہ کھلا ہوا بہتان ہے۔

قاعدہ کا: پتہ چلا کہ نزل برأت سے پہلے ہی مسلمانوں پر نیک گمانی واجب اور بدگمانی حرام تھی اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حرام سے معصوم ہیں تو آپ بدگمانی ہرگز نہیں فرما سکتے ہاں آپ کا فریاد فرمنا حضور۔ ورحمہم اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ کو ظاہر نہ فرمنا نبی رحمت تھا اور وہ یہی کہ منافقوں کو کہنے کا موقع نہ ملے کہ اپنا معاملہ تھا اور خود فیصلہ کر لیا اور وحی کا شکار نہ کیا کہ فضیلت اور برکت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قرآن پاک سے ثابت ہوتا کہ اس تہمت کا جتنا رنج جواب ہے وہ سب کا عدم ہو کر سرت حاصل ہو۔

جواب :- پریشانی کی وجہ معاذ اللہ علمی نہیں ہے اگر کسی عزت و عظمت والے کو غلط الزام لگا دیا جائے اور وہ خود بھی جانتا ہو کہ یہ الزام غلط ہے۔ پھر بھی اپنی بنیادی کے اندیشہ پر پریشان ہوتا ہے۔ لوگوں میں اس افواہ کا پھیلنا ہی پریشانی کا باعث ہوا۔ اگر آیات کے نزل کا انتظار نہ فرمایا جاتا اور پہلے ہی سے عصمت کا اظہار فرمایا جاتا تو منافقین کہتے کہ اپنی اہل خانہ کی حمایت کی اور مسلمانوں کو تہمت کے مسائل نہ معلوم ہوتے اور پھر مقدسات کی تحقیقات کرنے کا طریقہ نہ آتا اور صدیقہ الکبریٰ کو صبر کردہ ثواب نہ ملتا جواب ملا۔ اس تاخیر میں صدرا حکمتیں ہیں۔

جواب :- مسئلہ عقائد کا ہے کہ نبی کی بیوی بدکار نہیں ہو سکتی۔ رب تعالیٰ فرماتا

ہے اَلْمُنِشَاتُ لِلْخَيْثُورِ وَالْمُنِشَاتُ لِلْخَيْثُورِ گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے۔ اس گندگی سے مراد گندگیِ زنا ہے یعنی غبی کی بیوی زانیہ نہیں ہو سکتی ہاں کافر ہو سکتی ہے کہ کفر سخت جرم ہے مگر گھنونی چیز نہیں۔ ہر شخص اس سے عار نہیں کرتا اور زنا سے ہر طبیعت نفرت اور عار کرتی ہے۔ انبیاء کی بیویوں کو کبھی خراب میں احتکام نہیں ہوتا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پر تعجب فرمایا کہ عورت کو بھی احتکام ہوتا ہے اَلْاِنْفِی الثَّلَاثَةِ کتاب النسل اب سوال یہ ہے کہ کیا حضور علیہ السلام کو عقیدے کا یہ مسئلہ بھی معلوم تھا یا نہیں کہ صدیقہ سیدہ الانبیاء کا زوجہ پاک ہیں۔ ان سے یہ قصور ہو سکتا ہی نہیں۔

جواب: مرضی الہی یہ تھی کہ محبوبہ محبوب علیہ السلام کی عصمت کی گواہی ہم بولوا دیں اور قرآن میں یہ آیات آتا کہ قیامت تک کے مسلمانوں سے تمام دنیا میں اُن کی پاکدہی کے خلیے پڑھالیں کہ نمازی نمازوں میں اُن کی محبت کے گیت گایا کریں۔ اگر اب حضور علیہ السلام خود ہی بیان فرماتے تو یہ خوبیاں حاصل نہ ہوتیں مگر خلیکہ علم تو تھا انہما ہر تہہ یوسف علیہ السلام کو زانیانے تہمت لگائی۔ **رفعت شان عائشہ رضی اللہ عنہا** تو رب تعالیٰ نے اُن کی صفائی خود بیان فرمائی بلکہ ایک سفیرِ خوارچہ کے ذریعے چاکدہنی سے پاک دہنی ظاہر فرمادی۔ حضرت سریم کو تہمت لگی تو سفیرِ خوارِ روح اللہ سے اُن کی عصمت ظاہر کی مگر محبوب علیہ السلام کی محبوبہ زوجہ کو الزام لگا تو کسی پتہ یا فرشتہ سے عصمت کی گواہی نہ دلائی گئی بلکہ یہ گواہی خود خالق نے دی اور اپنی گواہی کو قرآن کا جز بنا دیا تاکہ مخلوق کو معلوم ہو کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنی قدر و منزلت ہے۔

حضرت عائشہ سے ایک مدت تک توجہ بے التفاتی از عائشہ کا جواب نہ فرمایا اور بے مٹنی بھی بیگمانی یا لاعلمی کی دلیل نہیں کیونکہ حالتِ غم میں عموماً ایسے ہوتا ہے۔ حضرت صدر الانا فاضل قدس سرہ نے فرمایا کہ جبند

رفعت عدم التفاتی سے وہ بیدار نظر آئے جو عورت کی صومع کے لئے راحت ہے نہایت ہوں اشتغال وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمایا وحی دیر میں آئی اگر فرمایا جاتی تو کافروں کی اتنی یورش نہ ہوتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر پر ثواب زیادہ ہوتا رہا اور امتحان بھی ہو گیا کہ کسی حاشا میں ادھر حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا۔ واقعہ سنانے کو دیا کہ جملہ حالات حتیٰ سبھی اللہ تعالیٰ نے حضرت کے پیش نظر فرما دیے۔ ادھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی اب دیکھنا ہے کہ محبوب رب اپنی محبوبہ یعنی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ جل شانہ پر معاملہ تفویض کرتے ہیں جو اہل حق شانِ کامل کے ہے یا کفار کے طعن سے بے قرار ہو کر سینہ کا نذرانہ کھول ڈالتے ہیں شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اس واسطے جو حد تک توفیق نہیں آئی کہ اس میں ایک دو روز امتحان یہ تھا کہ اُن کی محبوبہ پریشان ہیں ان کی تسکین فرماتے ہیں یا وحی کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بے قرار ہو جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملہ ظاہر نہ فرماتے اور وحی دیر میں آنے کی محنتوں پر غور کر کے کھا جائے تو بڑے بڑے دفترنا کافی ہیں۔ اس نے اس مختصر میں اسی پر اکتفا کیا۔ سرورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو تو برأتِ صدیقہ کا یقین ہونا ثابت ہوا اگر ان حضرت کا مرتبہ دریافت کیجئے جنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وہ بیگمانیاں کیں ایک یہ کہ ان کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بیگمانی تھی اور ایک یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم نہ تھا۔ یعنی شہر بناری جلد ۵ ص ۳۸ میں ہے۔

فِي التَّوْبَةِ نَكَتُ السَّوْعِ بِالْأَيْدِيَا وَكَفَرًا | یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بیگمانی کفر ہے۔

تو جس نے وہ بیگمانیاں کیں اس کا کیا حال ہوگا چاہیے کہ وہ توبہ کرے مزید تحقیق فقیر کی کتاب شرح حدیث انکاء دیکھئے۔

سوال: مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا یا ان پانچ چیزوں کو چھپا

تھے جن کا ذکر اس آیت میں ہے ان اللہ عندہ علم الساعة الخ تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے۔

عن مسروق قالت عائشة رضي الله تعالى عنها من اخبرك ان محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم رأى ربه اذ كتبه شيئا مما امر به اذ يعلم المنس التي قال الله تعالى ان الله عند علم الساعة وينزل الغيث فقد اعظم القرية

(سواء الترمذ محو وفورولية ومن دعم انه يعلم ما في غد الخ)

جواب: اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین باتیں فرمائی ہیں۔ ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ قبول نہیں۔ یہ صرف اسی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جو اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نہیں فرمائی نہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ کوئی حدیث مرفوعہ ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف و قورع روایت کا اثبات کیا اور اب تک جہود علماء اسلام کو ملتے چلتے ہیں۔ اس کی مزید تحقیق فقیر کے رسالہ ”علم النیب فی الاماویہ“ میں ہے۔ **جواب:** آپ نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جن کی تسلیت کا حکم تھا ان میں سے کچھ نہیں چھپایا اور جن کو چھپانے کا حکم تھا وہ بے شک چھپائے۔ انوار التذیل میں ہے

قوله تعالى بلغ ما انزل اليك المراد تبليغ ما يتعلق بمصالح العباد و قصد بانزاله اطلاقهم عليه فان من الاسرار الالهية ما يجوز افشائه بلغ ما انزل الخ سے مراد ان کی تبلیغ جو بندوں کی مصلحتوں سے متعلق ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نازل کرنے کے بعد ان کی اطلاع بندوں کو ہو ورنہ بعض اسرار ہیں کہ جن کا اظہار ناموزوں ہے۔

روح البیان جلد ۳ میں ہے۔
وفي الحديث سألني ربي اى ليلة الملاج فلم استطع ان اجيبه فوضع يده بين كتفي ولا تكليف ولا تحديد اى يد قد دنا لانه سبحانه

منزه عن المباحثة فوجدت بروها فادرسني علم الاولين والاخرين وعلمني علوما شتى فعلم اخذ عهدا علمي كتمه اذ هو علم لا يقدر على حمله غيري وعلم خيرني فيه وعلم امرني بتبليغه الى الخاص والعام من امتي وهو الانس والجن والملائكة (الانوار البيوت)

ترجمہ: حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا میں جواب نہ دے سکا پھر اس نے اپنا دست رحمت و قدرت بے تکلف و تمہید میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی سروسوی پائی پس مجھے علم الدین و آخرین عطا فرمایا اور کائنات کے اندر مفاہیص کے ایک علم تو دیا ہے جس کے چھپانے پر مجھے عہدے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کسی کو بروا داشت کرنے کی طاقت نہیں ہے اور ایک ایسا علم جس کے چھپانے اور سکھانے کا مجھے اختیار دیا اور ایک ایسا علم جس کے سکھانے کا ہر خاص و عام امتی کی نسبت فرمایا اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی میں ممکنہ فوہود روح النبوة اب حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الہی کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا ہے اسکا افشاء حرام ہے۔

خلاصہ یہ کہ نبی کی مراد احکام شرعیہ تبلیغ میں ورنہ بہت سے اسرار الہیہ پر لوگوں کو مطلع نہ فرمایا۔

حدیث: مشکوٰۃ شریف و بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ابوہریرہ ہے کہ مجھ کو حضور علیہ السلام سے دو قسم کے علوم ملے۔ ایک وہ جس کی تبلیغ کر دئی۔ دوسرے وہ کہ اگر تم کو بتاؤں تو تم میرا گلہ کاٹ دو۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسرار الہیہ نامحرم سے چھپائے گئے اسی طرح صدیقہ کا یہ فرمان کہ کل کی بات حضور علیہ السلام نہیں جانتے تھے اس سے مراد ہے بالذات نہ جانتا اور نہ صدیقا و اعدا ویت اور قرآنی آیات کی مخالفت لازم آئے گی۔ حضور علیہ السلام نے قیامت کی، دجال کی، امام مہدی کی اور حوض کوثر کی، شفاعت بکہ امام حسین کی شہادت کی، جنگ بدر ہونے سے پیشتر کفار کے قتل کی

اور جگہ قتل کی خبری۔ نیز اگر صدیق رضی اللہ عنہا کے فرمان کے ظاہری معنی بھی کے جاویں تو علمائے
کے بھی تو خلاف ہے کہ وہ بھی بہت سے نبیوں کا علم ہاتھ میں ہیں اور اس میں بالکل نفی ہے۔ مجھے
آج یقین ہے کہ کل پنجشنبہ ہوگا، سوچ نکلے گا نزل آئے گی، یہ بھی توکل کی بات کا علم ہوا۔ ایسے
ہی پانچ چیزوں کو نہ جاننے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر نہیں کیونکہ آیت میں یہ تصریح
نہیں کہ ان علوم غیبیہ کی اطلاع محال نہیں نہ آیت میں اس کا تعلیم کا انکار بلکہ علم ذاتی کا انکار ہے۔
لذا فی التفسیر البکیر للامام الرازی تحت قوله تعالیٰ عالم الغیب فلا
یظہر علی غیبہ احد الامن ارتقى من رسول۔

اقیامت کے علم کی بحث ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

ومیزل الغیث مینہ برسنے کا علم کہ کب برے گا کی تفصیل گزری۔ کتاب الابریز میں
اس کتبہ کے جواب میں لکھتے ہیں۔

و کیف یخفی علیہ ذالک والا قطاب السبعة من أمة الشریفة
یعلمونها وهم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین
والاخرین الذی هو سبب کل شیء ومنه کل شیء
یعنی علم قیامت سرور کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیونکہ مخفی رہ سکتا ہے
حب کہ آپ کی امت شریفہ کے سابق قطب اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا
مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے اور
سید الاولین والاخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیونکہ مخفی رہ
سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی ہر شے
کا وجود حضور ہی کی بدولت اور حضور ہی ہے۔

یعلم ما فی الارحام اگر یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم الہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے
نہ یا اس کا جب تو کچھ کلام ہی نہیں۔ اور واقعی آیت شریفہ کا اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کا ہی مطلب ہے لیکن اگر حجب فہم منکرین علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ مراد ہو کہ تعلیم الہی بھی

Click

کی کو علم نہیں یا اللہ جل جلالہ نہ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط کثرت سے
احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادہ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بطور نطفہ جمع ہوتا
ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے پھر مضغ یعنی پارہ گوشت کی شکل میں رہتا ہے
پھر اللہ جل شانہ فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کہ کیا عمل کرے گا اور اس کی کتنی عمر
ہے اور شقی ہے یا سعید۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر میں ہے کہ ثُمَّ یُبْعَثُ اللّٰهُ
مَلَکًا بِأَنْبِیَ کَلِمَاتٍ فِیْکَتُبُ عَمَلُکَ وَ أَجَلَکَ وَ رِزْقَکَ وَ شَقِیُّکَ أَوْ سَعِیْدُکَ۔ اس سے
ثابت کہ فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور عمل کیا کرے گا تو درکنار فرشتہ
تمام عمر کے احوال سے خبردار ہوتا ہے۔ طرف ثریہ کہ نور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روئی ہے
کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتایا کہ نبی خارجہ جلیلہا
اور میں ان کے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں۔ چنانچہ تاریخ الخلفاء کے مداح میں علامہ جلال الدین سیوطی
رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

حدیث (۱) وانجی مالک عن عائشة ان ابابکر بنخلہا جادا وعشرین وسقاً من ماله
بالغالبۃ فلما حضرت الوفاۃ قال یا بنیۃ واللہ ما من الناس احد احب
الی غنی منک ولا اعر علی فقر ا بعدی منک والی کنت تخلتک جادا
عشرین وسقاً فلوکنت جددتہ واحتررتہ کان لک وانما هو الیوم
مال وارث وانما هو انوک وانک فاقسموہ علی کتاب اللہ فقالت
یا ابیت لو کان کذا وکذا لمرکتہ انما ہی اسماء من الاخری قال ذوبطن
ابنۃ خارجه اراها جاریۃ وانجی بن سعد وقال فی اخرہ قال ذابطن
ابنۃ خارجه قد القی فی روعی انها جاریۃ فاستوصی بها خیراً فولدت
امرکثوم

حدیث مشکوٰۃ کمال الدین ومیری حیوۃ الیوان میں بیان فرماتے ہیں۔

وعن ابی لہیعۃ عن ابی الاسود عن عروۃ قال لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم رجلا من البادية وهو متوجه الى بدر لقتله بالروحاء فسئل
القوم عن الناس فلم يجدوا عنده خبرا فقالوا له سلم على رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم رسول الله فقالوا انعم فجاؤا وسلم
عليه ثم قال ان كنت رسول الله فاتخبوني عما في بطن ناقتي
هذه فقال له سلمة بن سلامة بن وقش وكان غلاما حدثا
لا تسئل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وابقبل علی فانا اخبرک
عن ذالک نزوت علیها ففی بطنها سخله منك فقال رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم افحشت الرجل ثم اعرض عنه رسول الله صلی
الله عليه وسلم فلم يكلم بكلمة واحدة حتى قتلوا واستقبلهم
المسلمون بالروحاء يهنؤهم فقال سلمة يا رسول الله ما الذي يهنؤ
والله ان رايانا الاعراب ترحلوا كالبدن المتعلقة فخرنوها فقال
رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان نكل قوم فراسة وانما يوفينا
الاشراف رءاء الحاکم فی السدرك وقال هذا صحيح مرسل وحكاہ
ابن ہشام فی سيرة.

ترجمہ حدیث ۱۷۰ ماشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے
ان کو ایک کھجور کا درخت دے دیا تھا جس سے بیس و سق کھجوریں حاصل ہوتی
تھیں۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت صدیق رضی
اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اے بٹی خدا کی قسم مجھے تیرا غنہ نہ ہوتا پسند
ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار۔ اس درخت سے اب تک جو پھل
اٹھا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے اور وارث بہت
مرف دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔ اس ترکہ کو موافق حکم قرآن کے
تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ایسا ہو سکتا ہے

لیکن میری تو ایک بہن اسامہ ہیں آپ نے دوسری کوئی بتا دی۔ فرمایا حضرت
صدیق اکبر نے ایک نواسرا ہیں دوسری بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہے۔
میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے۔ پس ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

ترجمہ حدیث ۱۷۱ ایک اسرائیلی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
دیا فت کیا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے سلمہ نے کہا ایسی بات حضرت
رسول اللہ سے نہ پوچھو میری طرف متوجہ ہو میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کے
پیٹ میں کیا ہے تیری حرکت نالائق کا نتیجہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا خاموش اور وہ اسرائیلی حیرت میں رہ گیا۔

ف اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ کرام میں سے نو عمر صحابی نے پیٹ کا حال بتا دیا
اب جو کوئی کہے کہ مافی الارحام کا علم کسی کو تعلیم الہی سے بھی نہیں تو وہ بیچارہ ان عبارت مذکورہ
کا کیا جواب دے گا۔

علم مافی الغدہ : واقعات مافی غد یعنی کل ہونے والی باتیں انبیاء علیہم السلام اور
صحابہ کرام کو معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۲ میں ہے۔

قال اعمرو ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کان یبیتا مضارع
اهل بدر بالامس یقول هذا مصیع فلان غذا انشاء الله وهذا
مصیع فلان غذا انشاء الله قال عمرو والذی بعثہ بالحق ما لخطوا
الحدود التي حدھا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث.

خلاصہ یہ کہ بدر میں حضرت نے دست مبارک سے بتا دیا کہ کل کو یہاں فلا
شخص مارا ہوگا اور یہاں فلاں شخص۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں
ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا۔ اور دوسرے یہ بھی معلوم

تھا کہ کون کہاں مر گیا یعنی مافی غد اور بائیں ارض پر موت کا علم اللہ جل شانہ
نے رحمت فرمایا تھا۔

اور سینا حسین رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر بھی قبل از وقت بیان فرمائی۔
چنانچہ ثابت بالسنتہ میں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ حسین میری ہجرت کے ساٹھویں سال قتل کئے جاویں گے۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقتل الحسین علی رأس ستین سنۃ من مہاجری رواہ الطبری
فی الکبیر

بانی صفائین اور آیۃ اللہ ندو علم الساعۃ کے جوابات فقیر نے آیۃ مذکورہ
کے تحت بیان کئے ہیں۔

بانی عائشہ کا ارگم ہو گیا۔ جگہ جگہ تلاش کرایا گیا نہ ملا۔ پھر اوٹ کے نیچے
سوال برآمد ہوا اگر حضور علیہ السلام کو علم تھا تو لوگوں کو اسی وقت کیوں نہ بتا دیا کہ یاروایاں
ہے۔ معلوم ہوا کہ علم نہ تھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر پہنچ کر نبوت کے ایک تھوڑے
الزامی جواب: جسے کوہ واسطہ دیکھا تو یہ کیفیت یہ ہو گئی کہ کم و بیش ساچھیل سے
اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر سیاہ چوٹی کو دیکھتے تھے اور جیسے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے عین ذات کو ان سر مبارک کی آنکھوں سے ٹکائی لگا کر عرصہ دراز تک بلا واسطہ دیکھا
ان پر تہمت کہ ارگم ہو گیا تو علم نہ تھا کہ کہاں پڑا ہے لاجول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
جواب: حدیث سے نہ بتانا معلوم ہوا نہ کہ نہ جاننا اور نہ بتانے میں صدمہ ہکتیں
ہوتی ہیں۔ بعض حضرات نے چاند کے گھٹنے بڑھنے کا سبب دریافت کیا۔ رب تعالیٰ
نے نہ بتایا تو کیا خدا نے پاک کو بھی علم نہیں جیسے اس مضمون میں نہ بتانا حکمت ہے ایسے ہی
ارک گشتہ کی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ بتانا۔

مزید حکمتوں کا بیان ہم آگے چل کر عرض کرتے ہیں۔

الزامی جواب ۳: یہ مسئلہ قائم سے ہے اسے محض ظنیات سے ثابت کرنا چاہیات

کا ثبوت دینا ہے۔ حدیث شریف میں کہاں ہے کہ میں ہمارے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ جب حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالم جمیع اشیاء ہونا ثابت ہے پھر خائنین کا وہم کس شمار و قطار میں ہے
خیالات و امیہ کو آیات و احادیث کے مقابلہ میں اُن کا رو کرنے کے لئے پیش کرنا خائنین کی جرات
پر تعجب ہے سوال کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے بتایا۔
تحقیقی جواب: مقصد یہ تھا کہ آیت تیم نازل ہو اس سے ایک امت کو نہ ہولت میسر
آئے دوسرا عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ظاہر ہو ورنہ ہمارا کالم تھا چنانچہ حدیث کو غور
سے پڑھئے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔

فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً فوجدھا

شاح مسلم امام نووی فرماتے ہیں۔

یحتمل ان یکون فاعل وجدھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس سے معلوم ہوا کہ حضور خود اس کے واحد میں وہ ہار خود حضور نے پایا۔

فامثکہ اس تصریح سے ثابت ہوا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماری خبر تھی
لیکن اُسے نہ بتانا اور ظاہر نہ کرنا مبنی بر حکمت تھا۔ اس کی چند حکمتیں اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ
نے بیان فرمائیں جو منہ جنوہیل ہیں۔

۱۔ امام المفاز حضرت شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول ص ۲۸۱ میں فرماتے ہیں۔ واستدل بذلك علم
جوانہ الاقامۃ فی المكان الذی لاماع فیہ ہا یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ
جس جگہ پانی نہ ہو وہاں ٹھہرنے کا جواز معلوم ہوا۔ اگر حضور فوراً ہی بتا دیتے تو یہ سائل کینوکر
معلوم ہو سکتے۔

۲۔ یہ بھی بتانا تھا کہ امام کو سفر میں ہو مگر اُس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا خیال کرنا چاہئے
فتح الباری میں ہے۔ وفيہ اعتناء الامام لحفظ حقوق المسلمین وان قلت۔

۳۔ علماء نے فرمایا کتنے مسائل نکالے کہ دفن میت کے لئے اور اُس کے مثل رعیت

کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لحاظ سے امام کو قیام کرنا چاہئے۔

فتح الباری میں ہے ویلتحق بتفصیل الضائع الاقامة للحقوق المنقطعة ودفن الميت ونحو ذلك من مصالح الرعية۔

۳۔ اس میں یہ بھی اشارہ فرمایا کہ مال کو ضائع نہ کرنا چاہئے۔ وفيہ اشادة الى تركه اضاعة المال (فتح الباری)

۴۔ اس اقامت سے پانی نہ ملا اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے وضو کیا جائے گا کس طرح وضو کیا جائیگا تو وہ بیچین ہوئے لامحالة ان کو سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے فوری سوال کے لئے نبی بیدار کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی اور کسی نے گوارا نہ کیا۔

انما شکوا الى ابي بكر ليكن النبي صلى الله عليه وسلم وكان ناماً وكانوا لا يوقفون (فتح الباری)

حضرت صدیق اکبر نے اسی فکر میں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوکھ میں دکر میں انگلیاں ماریں یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے مگر حضور ان کے زانو پر آرام فرما رہے تھے اس وجہ سے انہیں جنبش نہ ہونے پائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ادب اس درجہ ہونا چاہیے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خراب ناز میں فرق آنے کا اندیشہ ہو۔

۵۔ فیہ استعجاب الصبر لمن نال ما يوجب الحركة ويحصل به تشویش النائم (فتح الباری)

۶۔ فضیلت حضرت عائشہ صدیقہ، وفيہ دلیل على فضل عائشة وابيه فتكاد البركة منها حضرت صدیقہ کی کسی فضیلت و برکت ظاہر ہوئی۔ عمرو ابن حارث کی روایت میں وارد ہوا القد بادل الله للناس فيكم ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود جناب سید عالم علیہ السلام نے فرمایا ما كان اعظم بركة قلاحتك کہ اے صدیقہ تمہارے بار کی کسی عظیم شان برکت ہے۔ قیامت تک کے مسلمان ان کے صدقہ میں سفر اور بیماری اور

مجبوری کی حالت میں تیمم سے طہارت حاصل کرتے رہیں گے۔

بخاری میں بروایت عروہ وارد ہے۔

فوالله ما نزل بك من امر تكرهينه الا جعل الله ذالك لك وللمسلمين فيه خيرا

اسید ابن خضیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ مجھ کو آپ پر کوئی امر پیش آتا ہے اور آپ پر گمراہی گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں آپ کے اور مسلمانوں کے لئے بہتر فرماتا ہے

اور عبد الرحمن ابن قاسم والی روایت میں ہے۔

ما هي يا دلي بركتك يا آل أبي بكرية تمهاري پہلی بگڑ۔ کہ لے آل ابی بکر یہ تمہاری پہلی بگڑ۔

حضرت صدیق اکبر نے آیت تیمم نازل ہونے کے بعد تین مرتبہ فرمایا۔

انك لمباركة | اے صدیقہ تم یقیناً بڑی برکت والی ہو۔

اہل ایمان کو تو نظر آتا ہے کہ حضرت صدیقہ کے بار کی وجہ سے شکر اسلام کو اقامت کرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو ان کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ تیمم کو جائز فرمائے اور مٹی کو مطہر کر دے لیکن جہاں آنکھیں بند ہوں اور بصیرت کا نور جاتا رہا ہو، وہاں سوائے اس

کے کچھ نہ معلوم ہو کہ حضرت کو علم نہ تھا

چشم بد اندیش کہ برکندہ بار عیب نماید ہنرش و نظر

۷۔ بداندیش دشمن کی خدا آٹھ ہی ٹکڑے کر اس کی آنکھ میں مہنہ بھی عیب نظر آتا ہے۔

(اویسی غفرلہ)

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہی وسعت مافی جلتے تو شکر
واللہ اعلم ایسے افہام واذان کو کیا ہو جاتا ہے جب ایسی واضح باتیں نہیں سمجھ سکتے
صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سفہاء الاحلام وینے نبوت کے گستاخ عقل
سے بے بہرہ ہیں۔

سوال

عن سهل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان فوطكم على الحوض من مولى
شوب ومن شوب لم يظلم ابدًا ليرد على اقولاء فهم
ويعرفون في شربهم ما بيني وبينهم فاقول انهم مني
فيقال انك لا تدري ما احد قوا بعدك فاقول سحقا سحقا
لمن غيّر بعدى

(متفق عليه مشاورة كتاب الفتن في الحوض)

ترجمہ:

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمہارے لئے حوض پر خوشی کا
باعت ہوں۔ جو شخص مجھ پر گذرے۔ وہ سیراب ہوا اور جو سیراب ہوا وہ
کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ مجھ پر کچھ قرین پیش کی جائیں گی۔ میں ان کو
پہچانوں گا اور وہ مجھ کو پہچانیں گے۔ پھر پردہ واقع ہوگا میرے اور ان
کے درمیان۔ پس میں کہوں گا بے شک وہ مجھ سے ہیں۔ تو کہا جائے گا
آپ نہیں جانتے۔ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں (بدعات)
پیدا کی ہیں۔ پس میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس شخص کے لئے جس
نے میرے بعد تبدیلی کی۔

فائدہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا

بلکہ رضی اللہ عنہ بھی یہی تھی کہ صدیقہ کا بارگاہ ہو، مسلمان اس کی تلاش
حکمت ربانی، میں یہاں رک جائیں۔ ظہر کا وقت آجائے پانی نہ ملے۔ تب حضور علیہ السلام
سے عرض کیا جائے کہ اب کیا کریں۔ تب یہ آیت تیمم نازل ہو جس سے حضرت صدیقہ کی عظمت
قیامت تک کہ مسلمان معلوم کریں کہ ان کی طفیل ہم کو تیمم کا حکم ملا۔ اگر اسی وقت ابرتا دیا جاتا
تو آیت تیمم کیوں نازل ہوتی۔ رب کے کام اسباب سے ہوتے ہیں تعجب ہوتا ہے کہ جو
آنکھ قیامت تک کے حالات کو مشاہد کرے۔ اس سے اونٹ کے پیچھے کی چیز کس طرح
مخفی ہے؟

بارگاہ گشتی کے بعد اظہار کی تاخیر کے طریقے علم نبوی کی بہترین
فقیر اویسی غفرلہ! دیں ہیں۔

۱۔ حضور علیہ السلام کو معلوم تھا کہ آیت تیمم اتنی ہے لیکن اس میں ذرا دیر تھی۔ ایسے
دیرانے میں فاسخ بیٹھنے سے صحابہ کرام اکتا جاتے انہیں جہاد جیسی عبادت کے بعد کٹما بیٹھا
کب گوارا تھا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باریک تلاش بہتر عبادت کا سبب بنایا
اسی لئے خود آرام فرما گئے۔ اگر باریک گشتی کی علمی تھی تو پھر چین سے سونے کے کیا سنی؟
۲۔ جب آیت تیمم نازل ہو گئی اس کے بعد خود اونٹ کے پیچھے سے پایا جیسا کہ بھی
امام نووی رحمہ اللہ کا قول گذرے۔

۳۔ جس نگاہ کو عرش کی بلندی اور تحت الثریٰ کی مسافت اڑے نہ آئے اس کے
نئے اونٹ کب حائل ہو سکتا ہے۔

۴۔ منکرین رسالت کو نامعلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شان اقدس میں
کوئی وجہ اڑے آتی ہے کہ ایک معمولی جانور بہ ہر علاقہ کی زمین کی گہرائی کا علم رکھے

تو آپ لوگوں کو پہچانتے۔

معتزین بھی عجیب لوگ ہیں اس لئے کہ جو واقعہ آئیوہا ہے
جواب ۱۱: حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم نے پہلے بتا دیا۔ آپ کا خبر دینا کہ ہم بعض
 لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اور ملائکہ عرض کریں گے انک الہ تو حضور کو اس کا علم ہوتا
 تو اسی حدیث سے ظاہر ہے واقعہ تو قیامت کو پیش آئے گا اور خبر آج دیدی۔
جواب ۱۲: یہ سمجھنا کیا دشوار ہے کہ علم نہ ہوتا تو خبر دینا کیونکر ممکن تھا۔ حضور کو دنیا
 ہی میں معلوم ہونا اور اس واقعہ کا نظر انور سے گزر جانا۔ بخاری شریف کی حدیث میں بھی
 مروی ہے:

بينا اننا نائم فاذا نومة حتى اذا قم فنهض فخرج رجل من بيني و
 بينهم فقال لهم فقلت اين قال قال النار والله قلت
 وما شانهم قال انهم استندوا بعدك على ادبارهم القهمى
 حضور فرماتے ہیں کہ اس اثناء میں کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جٹ
 گذری حتی کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو ایک شخص نے میرے ان کے
 درمیان سے نکل کر کہا آؤ۔ میں نے کہا کہاں۔ اس نے عرض کیا بخدا
 دوزخ کی طرف۔ میں نے کہا ان کا کیا حال ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ
 حضور کے بعد آئے پاؤں پیچھے پٹ گئے۔

ف: صحیح بخاری شریف کی اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ان لوگوں کو دنیا میں پہچانتے اور ان کا مال جانتے تھے۔

جواب ۱۳: انک لائندسی میں ہمزہ استفہام مقدر ہے جیسا کہ تملک نعمۃ تمنھا الایۃ
 اور هذا لہب میں مقدر ہے اور اس تقدیر پر صحیح مسلم شریف کی حدیث جو اسی مضمون
 میں بدین الفاظ وارد ہے۔

قرئہ تو یہ ہے۔

فاقول یا رب منی ومن امتی | یعنی پس میں کہوں گاے میرے پروردگار
 فقال اما شرفت ما عملوا بعدک | یہ میرے ہیں اور میرے امتی پس فرمایا جائے
 لاکیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ
 کے بعد کیا کیا۔

اور قاعدہ ہے استفہام انکائی سے اثبات مطلوب ہو تلمبے جس سے لازم آیا کہ آپ یقیناً نہیں
 جانتے تھے۔

جواب ۱۴: صحیح مسلم وابن ماجہ میں ہے۔

عُرِضْتُ عَلَى أُمِّتٍ بِأَعْمَالِهَا | یعنی مجھ پر میری امت سے اپنے نیک و بد
 حَسَنُهَا وَقَبِيحُهَا | اعمال کے پیش کی گئی۔

دوسری حدیث ابو داؤد و ترمذی میں ہے۔

عُرِضْتُ عَلَى أُمِّتٍ أُمِّي سَيِّئَاتِي فَأَخْرَجَهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعَمَّصَتْ
 عَلَى ذَنْبِ أُمِّتٍ فَلَمَّا رَدَّ نَبَا أَعْظَمَ مِنْ سُوءِ الْقُرْآنِ وَالْإِسْرَافِ أَوْ جَمَاعَةٍ
 الرَّجُلُ تَعَدَّيْنَهَا۔

یعنی مجھ پر میری امت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہاں تک کہ تکا جس کو آدمی مسجد سے دور
 کرے اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے۔ پس میں نے اس سے بڑھ کر کوئی
 گناہ نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اس کو سمجھ لیا۔

جب حضور اقدس پر رحمت کے تمام نیک بد معذیر کبیر اعمال پیش کئے گئے اور پیش ہوتے
 ہیں پھر کس طرح حضور کو ان لوگوں کے اعمال معلوم نہیں ہوئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ نہیں
 پہلے سے جانتے تھے لیکن اب انہیں امتی وغیرہ کہنے میں راز ہے۔

جواب ۱۵: بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّتِي
يُذْعَنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُرْوَةً مَعَجَلِينَ مِنْ أَثَارِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ
مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ عُرْوَتَهُ فَلْيَفْعَلْ -

یعنی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت روز قیامت
مرد و عجل یعنی اس شان سے بلائی جائے گی کہ ان کا سر ہاتھ اور پاؤں آثار و وسوسہ
چمکتے ہوں گے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے۔

معلم شریف کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور کے جو امتی ابھی
تک پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں انہیں حضور روز قیامت کیسے پہچانیں گے فرمایا کہ اگر کسی کے
پنج کلیان گھوڑے یا گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہ پہچان لے گا۔ عرض کیا
بیشک پہچان لے گا۔ فرمایا کہ میرے امتی اس شان سے مشرعیں آئیں گے کہ ان کے پانچوں اعضا
چمکتے جگمگاتے ہوں گے اور میں عرض کوثر پران کا پیشوا ہوں گا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

قَالُوا كَيْفَ نَعْلَمُ مِنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ
أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا خَلَّى عُرْوَةً مَحْجَلَةً بَيْنَ ظَهْرَيْنِ خَيْلٍ دُهِمَ
بُيُوتُهُمْ لَا يَعْرِفُ خَيْلُهُ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ عُرْوَةً
مَحْجَلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَزْطُهُمْ عَلَى الْوُضُوءِ -

مخالفین سے سوال ہے کہ کیا ان مرتدین کے پنج اعضا بھی چمکیں گے اگر جواب اثبات
میں ہے تو دلیل دین اگر نفی ہے اور یقیناً نفی ہے تو پھر ہمارا مدعا ثابت کہ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم جب پہلے سے دیکھ لیا کہ ان کے اعضا تو چمکے نہیں فلہذا یہ میرے امتی ہی نہیں
جب آپ کو یقین ہے کہ میرے امتی نہیں تو پھر بھی انہیں امتی کہنا مبنی بر حکمت ہے یا
یہی ہمارا جواب ہے اور وہ حکمت کیا تھی۔ وہ حکمت ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔
جواب ۶۔ ان کے متعلق علم کا ایک قرینہ مندرجہ ذیل حدیث مجملہ ہے۔ مروی ہے کہ

حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا روز قیامت پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت ملے
گی اور پہلے سر اٹھانے کا بھی مجھی اذن دیا جائیگا پھر میں اپنے سامنے تمام امتیوں کے درمیان
اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اسی طرح اپنے پس پشت اور واپس اور بائیں بھی۔ ایک شخص نے
عرض کیا نوح علیہ السلام کی امت سے حضور کی امت تک بہت امتیں ہوں گی ان سب
میں سے حضور اپنی امت کو کس طرح پہچان لیں گے۔ فرمایا ان کے ہاتھ پاؤں چہرے آثار و وسوسہ
سے چمکتے اور روشن ہوں گے۔ اور کوئی دوسرا اس شان پر نہ ہوگا۔ میں انہیں یوں پہچانوں گا
کہ ان کے نامہ اعمال ان کے واپس ہاتھوں میں ہوں گے اور ان کی ذریت ان کے سامنے درج
ہوگی۔

سوال یہ ہے کہ کیا مرتدین کے اعمال نامے بھی ان کے واپس ہاتھوں میں ہوں گے
حدیث کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ بِالتَّجَوُّدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ
أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَإِنظُرُوا إِلَى مَا يَنْتِ يَدَيَّ فَإِنَّهُ مِنْ بَيْنِ الْأَيْمِ
وَمِنْ خَلْفِ مِثْلَ ذَلِكَ وَعَنْ يَمِينِ مِثْلَ ذَلِكَ وَعَنْ شِمَالِ
ذَلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ مِنْ
بَابِ الْأَمْدِ فِيمَا بَيْنَ نُوحٍ إِلَى أُمَّتِكَ قَالَ هُمْ عُرْوَةٌ مَحْجَلُونَ
مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ لَيْسَ أَخَذَ مِنْ ذَلِكَ غَيْرُهُمْ وَأَعْرِفُهُمْ
أَنَّهُمْ يُؤْتُونَ كَتَبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ وَأَعْرِفُهُمْ تَسْلِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
فَرِيَادُهُمْ - (مسند احمد)

ترجمہ اور پر گندہ۔ ان روایات پر غور کر کے سندے دل سے سوچے کہ عزوات اپنی امت
کے جملہ موراب بیان فرما رہی ہے ان کی ایک مسلسل سی مبنی بر حکمت نفی کا دھندہ درپیش کیا ہے
کا انصاف ہے۔ آج تو حضور علیہ السلام اس سے واقف کو جانتے ہیں اور فرماتے ہیں اَعْرِفُهُمْ

ہم اُن کو پہچانتے ہیں کیا اُس دن بھول جائیں گے، نیز قیامت کے دن مسلمانوں کی علامات ہوں گی۔ اعضاء وضو کا چکنا، چہرہ نورانی ہونا، یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ جانے لائق ہیں نامہ اعمال کا ہونا، پیشانی پر سجدہ کا داغ ہونا وغیرہ اور کفار کی علامت ہوگی۔ ان کے خلاف ہونا اور ان لوگوں کو ملائکہ کا روکنا، ان کی اتر آمد کی خاص علامت ہوگی جو آج بیان ہو رہی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اتنی علامات کے ہوتے ہوئے حضور اُن کو نہ پہچانیں۔

جواب: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنتی و جہنمی لوگوں کو خبر دے دی چنانچہ ترمذی شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے دو کتابیں ہاتھ میں لیکر صحابہ کو دکھا دیں اور فرمایا اس میں جنتی و جہنمی لوگوں کے نام ہیں۔

تحقیقی جواب: اُنے دو یہ تو ہمارے بڑے مخلص ہیں اور ملائکہ کا یہ عرض کرنا اُن کو سنا کر غمگین کرنے کے لئے ہوگا ورنہ ملائکہ نے اُن کو یہاں تک آنے ہی کیوں دیا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ جہنمی کافر سے کہا جاوے گا ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ عَذَاب چکھ تو تو عزت کرم والا ہے جیسے اس آیت میں منافقوں کا فرد کو کریم کرنا ان کے غم و الم اور حزن و ملال میں اضافہ مطلوب ہے ایسے ہی یہاں ان مرتدین کو اپنا کہنا حزن و ملال کے لئے ہوگا۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور آپ سوال: قیامت کے روز اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے۔ فرمایا کہ آثارِ وضو سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہوں گے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو آپ شناخت کی واسطے یہ کیوں فرماتے؟
تمہید جواب: یہ سوال مخالفین کو اس وقت سوچا جب ہم نے ان کے اس اثر

حدیث شریف میں ہے کہ حوض کوثر پر کچھ لوگ وارد ہوں گے جنہوں نے پہچان لی کہ یہ کبہ پر گئے اور ملائیں گے۔ تب حضرت سے عرض کیا جائیگا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے۔ آپ کو ان کا حال معلوم نہیں، اُن کے جواب میں مذکورہ بالا حدیث دلیل کے طور پر پیش کی اگرچہ اس اعتراض پر ہمارے وہی مطالبات اور جوابات ہیں جو مذکور ہوئے لیکن پھر بھی خصوصیت سے اس حدیث کا ایک جواب یہ ہے کہ چونکہ اس موقع پر حضرت کو وضو کی فضیلت بیان کرنا مقصود تھا۔ اس واسطے یہ فرمایا کہ میری امت پر خاص فضل الہی ہے کہ اُس روز وہ سب امتوں سے ممتاز ہوگی۔

جواب: مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی پارہ ۱ ل ۱۸ میں لکھتے ہیں کہ ولیمی از ابوان فی روایت میکند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند قُلْتُ لَبِ اُمَمٍ فِی الْاَمَاءِ وَالْقَبْرِ یعنی تصویرات امت من در آب و گل ساخته من نمودند یعنی ابوان سے مردی ہے کہ فرمایا کہ مجھے میری امت کی تصویر پانی اور مٹی میں بنا کر دکھائی گئی۔

بعض روایات میں ہے۔

فَقَوَّضْتُ حُجَّتَهَا وَسَيِّئْتُهَا یعنی میں نے ان کے نیک و بد کو پہچان لیا۔

اس قسم کی اور روایات ہم نے پہلے بھی بیان کی ہیں جن سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے سے ہی نیک اور برے کو جانتے ہیں تو پھر قیامت میں محض کسی فضیلت و انہار کیلئے کچھ بیان فرمائیں تو اس سے لاعلمی کیسے آگئی۔

بعد معراج کے جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کافروں سوال: نے بیت المقدس کا حال دریافت کیا تو حضور متروک ہوئے جب اللہ جل شانہ بیت المقدس حضور کے سامنے کیا تب حضور نے کافروں کو اس کا حال بتایا اگر حضور کو پہلے

کے حالات پر آگاہی تھی۔ پھر اگر حضور مرقوم ہوئے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد ما ليكني في الحجر وقولتي
تسألني عن مساوئي فساألتني عن أشياء من بيت المقدس
لما ثبتها فكربت كوابا الحديث اذ مشكوة

اور اس حدیث کے حاشیہ پر ہے۔ لم اثبتها اي لم اضبطها ولم احفظها (الزلفا)
جواب ۳: ایک روایت میں وارد ہے کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے بیت المقدس کے اوصاف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کئے اور حضرت
نے سب بتا دیئے۔ اس حدیث میں ترو و فکر کا نام تک نہیں۔ چنانچہ مروج النبوة جلد اول میں
ہے

پس آمد ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وگفت یا رسول اللہ وصف کن آنرا میں کہ سن رفتہ ام آنجا ویدہ ام آنرا
پس وصف کرد آنرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس گفت ابو بکر اشہد
انک رسول الله الم

ترجمہ مسیحا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
عرض کی حضور نہیں بیت المقدس کے حالات سنائیے آپ نے انہیں بیت المقدس
کے پورے پورے حالات بتائے یہ سنکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
کہا اشہد انک رسول الله الم

غور کیجئے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تو صاف صاف بتا دیا لیکن ابوہریرہ وغیرہ کو نہ بتایا
میں حکمت نہیں تو اور کیا ہے۔
جواب ۴: حضور علیہ السلام کا کافروں کے سامنے ترو و لاعلمی کا نہ تھا بلکہ اس لئے

سے معلوم ہوتا تو آپ ترو نہ کرتے اور فوراً بتا دیتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ہر چیز کا علم
نہیں۔

جواب ۵: حضور کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کدیں
پھر ان کا نہ بتایا مرقوم ہونا کما حکمت پر مبنی یا اس طرف التفات نہ ہوگا۔

جواب ۶: حدیث شریف میں موجود ہے حضور بیت المقدس تشریف لے گئے اور
یوں نہیں کہ سوار چلے جاتے تھے راستہ میں بیت المقدس پر گزرے اسکو پورے طور پر دیکھا
ہی نہیں بلکہ وہاں سواری یعنی براق سے اتر کر مسجد کے اندر تشریف لائے پھر وہاں دو
رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھیں پھر باہر تشریف لائے۔ پھر جبریل علیہ السلام ایک برتن شراب
کا ایک دودھ کا لائے۔ حضور نے دودھ پسند فرمایا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے
فطرت کو اختیار فرمایا۔ الفاظ اس حدیث کے جو بروایت انس مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۸ میں
مروی ہیں یہ ہیں۔

عَنْ ثَابِتِ الْبَنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أَتَيْتُ بِالْبَرَاءِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَمِيقٌ طَوِيلٌ فَزَقَ الْحِمَارَ وَذَوْنَ الْبَغْلِ
يَقَعُ حَافِرُهُ عِنْدَ مَنْتَهَى طَرَفِهِ فَزَكَّيْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ
فَرَبَطْتُهُ بِالْخَلْقَةِ الَّتِي تَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ
دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي
جِبْرِيلُ بِأَنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَأَنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ
فَقَالَ جِبْرِيلُ اخْتَوَزْتُ الْفِطْرَةَ

نتیجہ: حضور علیہ السلام کی سیر اور بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں ٹھہرنا، سواری سے اترنا
سواری یعنی براق کو باندھ دینا، بیت المقدس میں داخل ہو کر دو رکعتیں اور فرمانا، پھر شراب
چھوڑنا، دودھ اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں

دارد والا نماز ستر کی گرفت کہ بعض نماز باں گزارہ بود و خبر دامن جبریل
برآوردن از پاجہت کمال تنطیف و تطہیر بود کہ لائق بحال شریف نے
بود۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے
سوال ساتھ کریں جو میری قوم کو دین کی تین کریں اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو میں بھی ہو
جاؤں گا۔ آپ نے ستر صفا جلیل القدر قاری قرآن اس کے ہمراہ کر دئے راستہ میں وہ سب کے
سب غلہ دی اور یوفائی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے۔ جب آپ کو کمال حزن و ملال ہوا اگر آپ
کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے، اگر حضور علیہ السلام کو علم غیب تھا تو
بیر معونہ کے منافقین و صوفیوں کے سے آپ سے ستر دے، صحابہ کرام کیوں لے گئے؟
جنہیں وہاں لے جا کر شہید کر دیا گیا۔ اس آفت میں انہیں حضور علیہ السلام نے کیوں
بھنایا۔

یہ حدیث واقعہ ہر معنوں سے شہور ہے مخالفین سے ہمارا سوال
الزامی جواب : ہے کہ اس روایت میں کیا لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں
لاعی میں انکو بھیج رہا ہوں واقعہ سے لاعنی سے ثابت کرنا ہے تو پھر ہندو سچا ہے جب کہ
اس نے قرآن سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر علم ہوتا تو وہ بنی اسرائیل کے ہاں انبیاء
علیہم السلام کو نہ بھیجا جیکہ بنی اسرائیل نے دو سو انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا و یقتلون
النبيين بغیر الخوف اس قسم کی قرآن مجید میں درجنوں آیات ہیں اگر کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے
میں بھیجا تو قتل عدا کا ارتکاب کیا (معاذ اللہ) وہ جواب حج ہم نے ہندو کو دینا ہے وہی یہاں

تھا کہ یہ لوگ تو اپنے آپ کو زبرد زبانی سمجھتے ہیں لیکن یہاں حال یہ ہے کہ میرے سے اہم سوال
کے بجائے صرف بیت المقدس کی تعمیر اور دروازوں کے متعلق سوال کر رہے ہیں۔ آپ کو ان
کی اس طفلانہ حرکت سے پریشانی ہوئی اور ستر دنا بیٹھ گئے یہ ایسے ہے جیسے ایک بڑا
علاء کسی قوم کے ہاں مناظرہ کرنے جائے اور وہ اپنے آپ کو محقق اور مدقق کہلاتے ہوں
لیکن جب گفتگو شروع ہو تو وہ بچوں کی طرح معمولی سوالات کرنے شروع ہو جائیں تو وہ
ان کی حرکت سے پریشان ہوں تو یہ نہ کہا جائیگا کہ وہ عالم بھی نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھا
سوال : تو آپ نے جوتا مبارک اتار دیا یہ دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی اپنے جوتے اتار دیے آپ
نے نماز سے فراغت پا کر صحابہ کرام سے پوچھا کہ تم نے جوتے کیوں اتارے۔ عرض کی حضور
کو دیکھ کر ہم نے بھی ایسا کیا آپ نے فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی تھی کہ اس میں (قدر)
نخلست ہے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ کو جبریل علیہ السلام نہ بتاتے۔
جواب : جوتے مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی۔ ورنہ تبارک
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاؤں مبارک اتارنے پر کثافت کرتے بلکہ نماز ہی از سر نو پڑھتے مگر
جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی۔
جواب : جبریل علیہ السلام کا خبر دینا اظہار عظمت و رفعت شان ہے حضور اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہ کمال تنطیف و تطہیر حضور کے حال شریف کے لائق ہے
اس سے عدم علم انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال ایک عام خیال ہے۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف
میں فرماتے ہیں۔

وقدر لبقہ قاف ذال معجم واصل آنچه مکرہ پندار طبع و ظاہر نجاست
بود کہ نماز باں درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقر کہ طبع آزارنا خوش

عہ : عاصر بن مالک نجدی ۔

لہ : یہ واقعہ ہم میں ہوا (مراج النبوة)

دینی دیربندی کو دنیا ہوگا۔

جواب ۲: حضور علیہ السلام کی آبیاری کے لئے تشریف لائے۔ جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی پیاری جانیں دیکر اسلام کا باغ تیار کیا حضور علیہ السلام کو ان کی شہادت کا علم تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی شہادت کا علم تھا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے دین حق کے بچانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کی جانیں قربان کرا دیں۔ ایسے ہی نبی علیہ السلام نے سنت الہی پر عمل کیا۔

جواب ۳: علم کی نفی تو ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ نبی علیہ السلام نے مبلغین مانگنے والے نجدیوں اور آنے والے نسلوں کو بتایا کہ میری تعلیم و تربیت کا کوثر شہدیکھئے کہ میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جان دینے کو سعادت سمجھتے بلکہ بدل و جان کوشش کرتے ہیں کہ انہیں راہ حق میں جان دینے کا موقعہ میر ہو۔

جواب ۴: حضور علیہ السلام اپنے علم کی اشاعت کے لئے بلکہ اسلام کی اشاعت کیلئے تشریف لائے یہ موقع بھی ایسا تھا کہ نجدی اگرچہ جو کچھ تھے لیکن اسلام کی اشاعت کے لئے مبلغ مانگتے آئے پھر یہ موضوعات کے خلاف تھا کہ ایک شخص اشاعت اسلام کے لئے موضع کربلا سے کہ حضور اپنے نیاز مندوں کو اس کی قوم کی ہدایت کیلئے مبلغ بھیجیں اور آپ اسے یہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعت اسلام اور ہدایت خلق سے جان زیادہ محبوب ہے۔ وہاں جو جائیں گے شہید ہو جائیں گے۔

ذیل میں ہم چند واقعات درج کرتے ہیں جو بیرونہ میں صحابہ کرام کو پیش آئے تاکہ ان کے شوق شہادت کا ناظرین کو علم ہو اور مذکورہ سوال کا جواب آسانی سمجھ سکیں۔

۱۔ جانیوالے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب شہید ہو گئے اور انہیں سے حضرت منذر بن عمرو گئے تو کفار نے ان سے کہا آپ چاہیں تو ہم آپ کو امن دیں مگر آپ کے آرزو مند شہادت دل نے ہرگز نہ مانا اور آپ نے بمقابلہ شہادت کے امن کو

قبول نہ فرمایا (مدارج النبوة ۴۷ ص ۱۸۱)

۱۔ ازلہ و ہم، یہ تو عرض کیا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو دین پر جان تصدق کرنے ہی کے لئے روانہ فرمایا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ سب شہید ہو جائیں گے مگر جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کے لئے قبل واقعہ شہادت صحابہ تسلیم کر لینے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف قتل عمد کی نیت کڑا ٹپے گی۔ اس کیلئے ایک جواب تو ہم پہلے لکھ چکے ہیں دوسرا جواب بطور سوال عرض ہے کہ واقعہ ہذا میں کیا کوئی منذر ابن عمرو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خودکشی کا الزام لگائے گا کہ انہوں نے باوجود برائے امن پانے کے شہادت ہی کو اختیار فرمایا۔

۲۔ حضرت عمرو بن اسید ضمری اور حارث اور ثول کو چراگاہ میں لے گئے جب واپس آئے اور شکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پرندوں کو گوردشکر کے دیکھا اور گرد و غبار اٹھا معلوم ہوا کہ انہوں نے کے سواروں کو مبنی پر کھڑا اور اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید دیکھا تو آپس میں شورہ کرنے لگے کہ اب مصلحت کیا ہے۔ عمرو بن اسید ضمری کی رائے ہوئی کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر جبرائیل کیا جائے۔ حارث نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اب ہم پہونچی ہوئی شہادت بہت غنیمت ہے۔ چنانچہ انہوں نے کفار سے مقابلہ کیا اور ان میں سے چار آدمیوں کو قتل کر کے حارث خود بھی شہید ہو گئے۔

(کنزانی معجم المسلم و مدارج النبوة)

ناظرین، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شوق شہادت ملاحظہ ہو کہ انہوں نے امن و عافیت کو چھوڑ کر شہادت حاصل کرنے میں سعی کی اور کامیاب ہوئے۔ اب جس طرح کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کرام نے قصد دیدہ و دانستہ اپنی جان میں ہلاکت میں ڈالی اور خود کی اسی طرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہے کہ فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیدہ و دانستہ صحابہ کو روانہ فرما کر قتل عمد کے مرتکب ہوئے والیافاں اللہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جانیں راہ خدا میں نذر کیں اور ان جانوں کے لئے اس سے عمدہ طور پر کام آنے کا

کوئی موقع نہ تھا۔ جان کی بڑی قیمت یہ تھی کہ راہِ خدا میں شہر ہو گئی۔ یہ کہنا کہ اس حادثہ کا اگر حضرت کو علم تھا یا ہوتا تو صحابہ کو نہ بھیجتے اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے۔ غرض عالمِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر لازم نکالنا ہے کہ جب جان تصدق کرنے کا موقع آتا اور یہ سمجھ کر جان جاتی ہے تو درگزر کر جاتے اور ہم لوگوں کی طرح خیال کرتے کہ کون مفتِ خطرہ میں جان نہ لاجول ولا قوۃ الا باللہ العلم العظیم تو یہ کیجئے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ دین پر جان نثار کرنے میں دریغ کر جائیں۔ جان جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تک نہ آئیں بلکہ یہ حضرات جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر کرنے کا موقع ہے تو بڑی خوشی اور شوق سے جان نذر کریں جیسا کہ میں صحابہ کے واقعات سے ثابت کر چکا ہوں۔

میں پہلے ہی سر شوق سے قتل میں جھکا ہوں

لے جان اگر خنجرِ فولاد تمہارا

۲۔ بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیر معونہ پر پہنچے اور انہوں نے حضورؐ پر ابانور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوبِ مرغوبِ حرام بن عثمان کو دیا کہ عامر بن طفیل کے پاس ہے جائیں۔ حرام دو شخصوں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے جب اس قوم کے نزدیک پہنچے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم یہیں رہو میں جاتا ہوں۔ اگر ان لوگوں نے مجھ کو امن دی تو تم بھی چلے آنا اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم صحابہ کے ساتھ جا بلندہ پھر حرام بن عثمان نے ان لوگوں سے کہا اسن دو تو میں تمہیں خدا کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیام پہنچاؤں۔ حرام بن عثمان گفتگو کر رہے تھے کہ ایک شخص نے جو ان کے پیچھے تھا ان لوگوں کے اشارہ سے انہیں حملہ کیا اور نیزہ مارا کہ وہ حرام کے بدن کے دوسری طرف نکل آیا۔ اسے حالت میں حرام بن عثمان کی زبان سے جو کلمے نکلے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنے والوں کو اس کا کچھ لطف آئے گا۔ حالت تو یہ کہ نیزہ سینے سے پار ہو گیا۔ اب خون چہرہ اور تمام بدن کو رنگین کر رہا ہے اور زبان پر کیا مبارک کلمہ ہے۔ اللہ اکبر

فُوتُ وَدَبَّ الْمَلَكُ۔ رب کعبہ کی قسم میری آرزو پوری ہو گئی اور مطلب حاصل ہو گیا اور مل گئی یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل پورے طور پر ہوئی رتہ شہادت ملا سبھاں اللہ ایک تو یہ دل تھے جو ریاہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں جان نذر کرتے تھے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی تفتیش اور حضور اقدس کی صفت کمال کے انکار میں رات دن سرگرم ہیں۔

فاما نزلوا قال بعضهم لبعض يبلغ رسالة رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم اهل هذا الماء فقال حواریون ملان اننا

فخرج بكتاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الى عامر بن الطفيل

وكانت على ذلك الماء فلما اتاهم حواریون ملان لم ينظر عامر بن طفيل

فكتاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال حواریون ملان

يا اهل بيوت معرفته ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

اليكم وانف اشهدان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله

فامنوا بالله ورسوله فخرج اليه رجل من كسرى البيت بوعم فخره في

جنبه حتى خرج من الشق الاخر فقال الله اكبر ففوت وارب

الكعبة (كذا في الخزانة ص ۳۰۶ و مدارج النبوة ص ۱۵)

علاوہ ازیں حضور کی ہر نہ دینے اور تحمل فرمانے میں اور بہت سی حکمتیں ہیں۔

۳۔ بیر معونہ میں جب حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے شوق سے مقابلہ کر کے شہید ہو گئے اور عمر بن امیہ ضمری آثار گئے اور عامر بن طفیل نے ان کو شہید نہ کیا پیشانی کے بال پکڑ کر چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ حاضر ہونے کی رخصت دی اور یہ دریافت کیا کہ ان شہید سے آپ واقف ہیں۔ فرمایا کہ ہاں واقف ہوں۔ تب وہ اٹھ کر شہداء کے قتل میں آیا اور ہر ایک کا نام و نسب دریافت کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ کوئی صاحب ایسے تم میں

تھے جن کی نیش یہاں نہیں ہے۔ عمرو نے کہا کہ ہاں عامر بن فہیرہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بندہ آزاد کردہ تھے وہ ان میں نہیں ہیں۔ کہا وہ کیسے آدمی تھے۔ فرمایا کہ وہ بڑے قابل اور بڑے مسلمان تھے۔ عامر بن طفیل کا فرنے کہا کہ ان کی شہادت کے وقت میں نے بخیم خود دیکھا کہ وہ آسمان کی جانب اٹھائے گئے۔

ف۔ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا عامر بن طفیل کا ایسا عجیب و غریب واقعہ دیکھنا اور خود اس کو بیان کرنا اور پھر اس جماعت کے قتل سے پشیمان نہ ہونا اور ایمان سے محروم رہنا تعجب خیز اور اس کی کور باطنی اور شقاوت ازلی کی صاف نظیر ہے مگر پھر بھی وہ تو کافر تھا اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان نمازگوں کا آیتیں اور حدیثیں اور عجیب و غریب واقعات کتابوں میں دیکھنے کے بعد بھی علم عظیم نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا انکار ہی کئے جانا اور انھیں پاکر بھی مطمئن نہ ہونا بلکہ اپنے قیاسیات فاسدہ اور اوہام باطلہ سے اس علم عظیم پر اعتراض گزنا حیرت انگیز ہے اللہ جل شانہ جانے پایا۔

۴۔ بنی کلاب میں ایک اور شخص حیار بن سلمیٰ بھی انہیں کفار میں تھا۔ اس سے منقول ہے کہ حبیب میں نے عامر بن فہیرہ نے نیزہ مارا اور وہ دوسری طرف نکل آیا تو میں نے ان کی زبان سے یہ کلمہ سنا فزت واللہ اور یہ دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اس وقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ اس لفظ سے کیا مراد ہے تو میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس گیا اور انہیں تال حال سنایا۔ کہنے لگے کہ ان کی مراد یہ تھی کہ خدا کی قسم میں نے مراد پالی۔ میں نے یہ سن کر ضحاک سے کہا کہ مجھے ایمان کر لیجیے اور میں مسلمان ہو گیا اور یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا باعث بنا۔

صدرا فاضل رحمۃ اللہ نے فرمایا سبحان اللہ! سعادت مندوں کو جیسے اس حال کے مشاہدے سے ایمان نصیب ہوا ویسے ہی اس کے استماع سے بھی صدائے برکات حاصل ہوئیں جنماضین اب تو سمجھے ہوں گے کہ حضور کے اہل بیت نے دینے میں حکمتیں تھیں، پھر اہل علم و دنیا علم نہ ہونے کے

مستلزم نہیں۔ ہر چند کفار نے سوال کئے مگر حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے انہیں وقت قیامت پر مطلع نہ فرمایا۔ پھر اگر یہ زرتشت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیے ظاہر فرماتے۔ اس سینہ مبارک میں اللہ کے ہزاروں راز مخزون تھے حضور امین تھے۔ یہ نشان نحل کی ہے کہ ایسے ایسے مواقع پر سکوت فرمائیں اور کلام اللہ جل شانہ کے سپرد کریں۔

جواب ۵۔ اللہ تعالیٰ کو تو علم تھا کہ یہ مسلمان مارے جائیں گے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ میرے نبی علیہ السلام کو ان کو مارے جانے سے غم لاحق ہوگا اور یہ بھی اس کا طریقہ عام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین دیکھنا نہیں چاہتا جیسا کہ چند مثالیں فقیر نے کتاب "شرح حدیث افک" میں لکھی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ اے نبی علیہ السلام آپ اپنے فقیروں کو نجدیوں کو ساتھ نہ بھیجیے۔ اس سے کیوں نہ کہا جائے کہ وہاں بھی حکمت تھی تو یہاں بھی۔

تحقیقی جواب ۶۔ بنی علیہ السلام ایسے معاملات میں خصوصاً متوجہ رہتے پھر کبھی یہی جواب ۶۔ ان حالات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ظاہر فرماتے اور کبھی بالربہی مخفی رکھتے غزوہ موتہ کو مومنوں کو بتایا جیسا کہ گذرا اور یہاں بھی کچھ حالات ظاہر فرمائے چنانچہ شیخ محقق سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کو لکھتے ہیں۔

مردی ہے کہ جب قرآن کفار کے گھیرے میں تھے تو بارگاہ شہیدوں کا سلام، الہی میں عرض کرنے لگے کہ ہم کسی کو نہیں دیکھتے کہ ہمارا سلام تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پہنچائے۔ تو ہی ہمارا سلام حضور کی بارگاہ میں پہنچا۔ اس پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان دروہندوں کا سلام حضور علیہ السلام کا سلام پہنچایا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان شہیدوں کی خبر صحابہ کرام کو پہنچائی اور فرمایا تمہارے ساتھی مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں اور حق تعالیٰ سے

مناجات کر رہے ہیں جس میں تو راضی ہے تو ہم بھی راضی ہیں۔ (ملک النبوۃ)
 فائدہ: مفسرین کہتے ہیں کہ ان کے حق میں یہ آیت اتری جو بعد کو منسوخ ہو گئی وہ آیت منسوخہ یہ
 بَلِّغُوا عَنَّا قَوْلَنَا اَنَّا قَدْ بَيَّنَّاهُ لَكُمْ فَرَضًا وَّعَنَّا اَوْثَانًا
 غور کیجئے: حضور علیہ السلام نے حالات سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبردار فرمایا ہے
 اور سنیے۔

حضرت عامر بن نفیرہ کا چشم دید واقعہ: اسی مضمون میں آپ نے حضرت عامر بن
 نفیرہ کا واقعہ پڑھا۔ اس کے لئے منقول ہے کہ ضحاک بن سفیان نے ایک خط رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا جس میں جبّار بن سلمیٰ کے اسلام لانے اور انکا حضرت عامر
 بن نفیرہ کو آسمان پر لیجاتے دیکھنے کا حال تحریر کیا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد
 ملاحظہ ہو آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ فرشتوں نے ان کے جسم کو دفن کیا اور ان کو اعلیٰ علیین میں
 لے گئے۔ (ملک النبوۃ ص ۲۶)

فائدہ: غور کیجئے اگر حضور علیہ السلام واقعات کو مشاہدہ نہیں فرماتے تھے تو اعلیٰ علیین اور
 فرشتوں کے ذہن کی خبر دینے کا کیا معنی؟
 افسوس صد افسوس! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بوقت خطبہ سینکڑوں میل دور شہر
 اسلام کو دیکھیں اور انہیں ہدایت بھی دیں اور ان کے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لاعلمی
 کیا تہمت۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

ازالہ وہم: یہاں واقعات کو ظاہر نہ کرنا یا ان سے خاموش رہنا یعنی حرکت ہوتا
 ہے جیسے بار بار عرض کیا کچھ یہاں بھی یہی معاملہ ہوا

حضور مودع عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قمر تبلیغین کو روانہ کرنے سے پہلے
 تحقیقی جواب: یہی آنے والے حادثہ کی طرف اشارہ فرمایا چنانچہ جب عامر نجدی نے تبلیغین
 کو آپ نے فرمایا اِنَّا نَشْرُطُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ نَجْدٍ رَوَّاهُ الْبُحَّارُ، میں ان کے متعلق نجدیوں سے ڈرتا

ہوں یہ یعنی اسی طرح ہے جسے یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کیساتھ
 روانہ کرتے وقت فرمایا اِنِّیْ لَیَحْزَنُنِّیْ اَنْ تَذْهَبُوْا بِہٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذَّانِبُ وَاَنْتُمْ
 عَنْہُ غٰفِلُوْنَ بے شک مجھے غم دیکھا کہ تم اسے لے جاؤ اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا
 کھالے۔

فائدہ: ہم نے رسالہ دفع التأسف عنہ فی علم الیہ یوسف سے دلائل سے ثابت
 کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو انکے آئینوں کے مکر کا علم تھا بھی یہی کلمات فرمائے۔ اسی طرح
 ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نجدی کے مکر و قریب کا علم تھا اسی لئے یہی الفاظ
 فرمائے۔ آج بھی نجدی اور ان کے چیلے ان کے پاک علم کا انکار کر کے حزن و ملال میں
 ڈال رہے ہیں جیسے کہ کل ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نجدیوں نے رنج و الم
 اور حزن و ملال میں ڈالا۔

حضور علیہ السلام کا حزن و ملال: جب قمر اصحاب کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو
 حضور علیہ السلام بہت غمزدہ اور ملول ہوئے اور سخت کرب محسوس فرمایا یہاں تک کہ ایک
 ماہ تک ایک روایت میں چالیس روز تک فجر کی نماز میں قنوت پڑھی اور رات و دن کو ان میں
 اور نجد کے تمام قبائل پر دعا فرمائی (ملک النبوۃ ص ۲۶)

انتباہ: ہم نے اس سوال کے جواب میں طوالت کی ہے اس لئے کہ مخالفین اس واقعہ کو
 بار بار اور بڑے زور وادھیل سے سمجھتے ہیں تاہم قلم کو روکا ہے مزید تفصیل فقیر کی کتاب احسن
 التخریر فی تقاریر دورۃ التفسیر میں ملاحظہ ہو۔

مولوی خلیل احمد بیٹھوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہا نے اپنی تصانیف
 سوال: میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ تھا۔ چنانچہ
 ایک روایت بھی اپنے دعویٰ پر دلیل کے طور پر لکھی ہے وہ یہ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا،
 لَا اَعْلَمُ مِنْ وُدِّ الْحِجَابِ مِیْنِیْ نِہِیْں جانتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہو رہا ہے۔ اس روایت سے

بھی ہو سکتا ہے اور "النعمة تشبه النعمة" آواز آواز کے مشابہ ہو سکتی ہے اور بار بار ایسے واقعات مشاہدے میں آچکے ہیں کہ دشمن دوست کی آواز سے مشابہ کر کے باہر جا کر جان سے مار دیتا ہے اسی لئے آپ نے رہتی دنیا تک اُمت کو سبق سکھایا کہ جب تک بلانے والے کے متعلق یقین نہ ہو کہ کون ہے باہر نہ جاؤ افسوس ہے مخالفین پر کہ حضور علیہ السلام تو اُمت کی خیر خواہی کر رہے ہیں لیکن یہ لوگ ان کی توہین پر کمر بستہ ہو کر آپ کی لاعلمی ثابت کر رہے ہیں۔

لطیفہ اس وقت باہر سے بلانے والا حضور علیہ السلام کا کوئی امینی ناواقف نہ تھا بلکہ حضرت جابر صحابی تھے جو اکثر اوقات حاضر باش رہتے تھے کیا (معاذ اللہ) آپ کی حق قلم ہری اتنا کمزور پڑ گئی تھی کہ حاضر باش صحابی کی آواز بھی بار بار عرض کرنے سے نہ پہچان سکے جبکہ ہم ایک جانی پہچانی شخصیت دوست وغیرہ کے آواز دینے سے فوراً پہچان جاتے ہیں کہ یہ کون ہے۔

سوال صحیح بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کو سنا۔ آپ نے باہر تشریف لا کر فرمایا کہ سوائے اس کے نہیں کہیں آدمی ہوں۔ میرے پاس جھگڑنے والے آتے ہیں۔ شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہو۔ اُس کی خوش بیانی سے میں اس کو سچا جانوں اور اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ پس جس کو میں حق مسلمان کا دلائل وہ سمجھے کہ جہنم کا ایک ٹکڑا دلاتا ہوں۔ اس حدیث سے مخالفین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کی نفی اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب ہوتا تو خلاف فیصلہ کا آپ کو کیوں خوف ہوتا؟

جواب

اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصود محض تہدید ہے کہ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں کہ دوسروں کا مال لینے کے لئے زبانی تو تین خبیث

کریں۔ چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔

فان قضیت لاحدکم منکم لشیء اگر میں تم میں سے کسی دوسرے کو دوسرے من اخیہ فانما اقطع له قطعة کی چیز دلا دوں۔ تو وہ اُس کے لئے آگ من النار (ترندی) کا ٹکڑہ ہے۔

فائدہ: مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ تو اس سے حاصل کیا۔ بفرض حال اگر میں تمہاری تیز بیانی اور شیریں بیانی شک تمہیں دوسرے کا حق دلا دوں۔ تو بھی تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے ہی لئے وہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑہ ہے تو تم دوسرے کے حق کھانے کی کوشش ہی نہ کرو۔ مقصود اس حدیث سے یہ تھا مگر مخالفین نے اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نفی علم غیب پر استدلال کیا۔ اگر حضور کسی کا حق کسی دوسرے کو دلا دیتے کچھ جائے عذر ہوتی کہ اب تو کچھ شبہ کا موقع ہے کہ حضور نے کسی کا حق کسی اور کو دلا دیا۔ مگر یہاں شبہ کو کچھ بھی دخل نہیں کہ حضور نے ایک کا حق دوسرے کو کیوں نہ دیا۔ بلکہ جو لفظ فرماتے وہ بھی جملہ شرطیہ ہے جو صدق واقعہ کا مقتضی نہیں بلکہ ایک فرض محال ہے۔ یعنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرم کر دیا ہے۔ اگر بالفرض ایسا ہو تو بھی کچھ فائدہ نہیں دیکھئے ایسا جملہ شرطیہ قرآن مجید میں بھی وارد ہے۔

قل ان کان للرحمن ولد فانا فرمائیے اگر رحمن کی اولاد ہو تو اس کا اول العابدین۔ میں ہی پہلا عبادت کرنے والا ہوں۔

ثابت ہوا شرطیات مقدم کے صدق کو مستلزم نہیں ہوتے بلکہ فرض محال

مک بھی بتا ہے چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہے اور علیؑ ہذا اس حدیث میں بھی یہی معنی ہے رحمہ تعالیٰ شارحین حدیث بھی یہی معنی لیتے ہیں۔ چنانچہ شارحین حدیث کی شرح میں ہے۔

وان قوله عليه السلام فمن قضيت له بحق مسلماً لا
شروطيه وهو لا تقضى صدق المقدم فيكون من باب فرض
المحال نظراً الى عدم جواز قراره على الخطاء ويجوز ذلك اذا
تعلق به فرض كما في قوله تعالى فان كان للرجل ولد
فما اقل العابد بن والغرض فيما نحن فيه التهديد والتفريع
على اللسان والاقدام على تلحين الحج في اخذ اموال الناس.
ترجمہ: اور حضور علیہ السلام کا قول فمن قضيت له بحق مسلم لا
شروطيه ہے اور جملہ شرطیہ صدق مقدم کو صدق مقدم کو مقتضی نہیں تو
فرض محال کی قبیل سے ہوگا اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطا پر برقرار رہنا
ممتنع ہے اور ایسا مجبوراً جارہے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قل ان كان
للرجل النجم لیسے جملوں عرض تہمدہ وتقرض (دھکنا ڈرانا) ہوتا ہے۔
یہاں بھی وہی ہے کہ کوئی زبان کی چالاکی اور غلط دلائل قائم کر کے

لوگوں کے اموال نہ لے۔

سوال بخاری جلد اول کتاب الجنائز میں حضرت ام العلاء کی روایت ہے۔
والله ما أدري و خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ عالا کر میں اللہ
انسانوں اللہ ما يفعل بي کارسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا۔
اس معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی بھی خبر نہ تھی کہ قیامت
میں مجھ سے کیا معاملہ ہوگا۔

اجمالی جواب یہاں علم کی نفی نہیں بلکہ درایت کی نفی ہے یعنی میں اپنے اٹکل و
قیاس سے نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا بلکہ اس کا
تعلق وحی الہی سے ہے تو اسے ام العلاء تم جو عثمان ابن مظعون کے جنتی ہونے
کی گواہی محض قیاس سے دے رہی ہو یہ معتبر نہیں۔ اس غیب کی خبروں میں تو
انبیاء کرام بھی قیاس نہیں فرماتے یہاں تک کہ خود میں بھی ایسی باتوں کو اٹکل اور
قیاس سے نہیں کہتا بلکہ وحی ربانی سے کہتا ہوں جو کچھ کہتا ہوں (جیسا کہ ہم نے درایت
کی تحقیق میں عرض کیا ہے۔

تفصیلی جواب دراصل ہمیں تعلیم امت مطلوب ہے کیونکہ عثمان بن مظعون پہلے
صحابی (رضی اللہ عنہ) ہیں جن کا مدنیہ طیبہ سب سے پہلے وصال
ہوا تاکہ آئندہ سبق مل جائے کہ کسی کی موت پر خواہ مخواہ قیاس آرائی نہ کی جائے کہ جنتی
ہے یا جہنمی ورنہ اگر یہ معنی نہ کیا جائے تو ہزاروں روایات کو غلط ٹھہرانا پڑے گا۔
جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنتی اور دوزخی کی خبر دی جس کی تفصیل مختصراً
عرض کر دوں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے فرمایا مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین

میں ہے کہ ہم اولاد آدم کے سردار ہیں اُس روز لو الحمد ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔
آدم و آدمیان ہمارے جنت کے نیچے ہوں گے۔

⑤ عشرہ مبشرہ دس جنتی صحابی (ابو بکر و عمر و عثمان و علی و عبد الرحمن بن
عوف وغیرہم) کو جنت کی خوشخبری کس نے دی (کیا یہ کوئی کہہ سکتا ہے صحابی تو جنتی ہیں
لیکن نبی علیہ السلام کو اپنی خبر نہ تھی کہ وہ معاذ اللہ)

۳۱ ان ہر ایک کو بلکہ ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہشت کا مشرہ ہر سنایا۔

۳۲ حنین کریمین رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ یہ جو نمان جنت کے سردار ہیں۔

۳۳ خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خواتین جنت کی سردار بتایا۔

۳۴ مجاہد جہنمی کو عین جنگ کے وقت اس کا انجام بد بتایا کہ یہ جہنم میں جانے لگا۔

صرف اسی موضوع کی احادیث جمع کی جائیں تو ہزاروں لیکن ضدی کو پھر بھی ضد

رہے گی صرف اہل ایمان کی تازگی کے لئے کچھ عرض کر دوں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَقَالَ
خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَيَدُّهُ كِتَابَانِ فَقَالَ
اَتَدْرُونَ مَا هَذَانِ الْكِتَابَانِ
قُلْنَا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا
فَقَالَ لِذِي فِي يَدِهِ الْيُمْنَى
هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ

فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ
أَسْمَاءُ الْبَاءِ بِهِمْ وَقَبَائِلُهُمْ
ثُمَّ أُجِلَّ عَلَىٰ آخِرِهِمْ فَلَا
يَزَادُ فِيهِمْ وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُمْ
أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِذِي فِي شِمَالِهِ

ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہے اس
میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے آباء
کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج
ہیں پھر اس کے آخر پر میزان لگائی گئی اور
ان میں نہ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے

هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ
فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ
آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجِلَّ
عَلَىٰ آخِرِهِمْ فَلَا يَزَادُ فِيهِمْ
وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُمْ أَبَدًا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۱ باب القدر و ترمذی شریف تا ابد۔)

باب القدر

اویسی کی اپیل
والے سے اپیل ہے کہ یہ حدیث صحیح صحاح ستہ کی ترمذی

شریف کی مستند روایت پڑھ کر فیصلہ فرمائیے کہ آپ تمام جنتیوں اور دوزخیوں کا
رجسٹر ہاتھ میں رکھتے ہیں لیکن وہابیوں دینویوں کے مولوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ اپنے خاتمہ علی الایمان کی خبر ہے نہ دوسروں کی پھر ڈھٹائی
یہ کہ دلائل سے ثابت کیا جا رہا ہے اور دلائل بھی وہ جو منسوخ ہو چکے ہیں اسے کہتے
ہیں غدار امتی۔ اب قارئین خود سوچ لیں کہ غدار امتی بننا چاہتے ہیں یا وفادار۔

افتیاد بدست مختار۔

۱ مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا کہ
”جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے
کرے گا دنیا خواہ قبر و خواہ آخرت و حشر

اس کی حقیقت کسی کو نہیں معلوم نہ ولی کو نہ نبی کو“ (تقویۃ الایمان ص ۱۲)

② مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل انبھوی نے لکھا کہ "حضور علیہ السلام کی طرف نسبت کر کے لکھتے ہیں) میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ (برائین قائم ص ۱۷۸) مولوی خلیل احمد) خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا یحکم (خدا مجھے نہیں معلوم کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا) لطیفہ دیوبندیوں کو اپنے مولویوں سے ایسی عقیدت ہے کہ جب یہ حوالہ دے تو بجائے اپنے مولویوں کی غلطی کے اعتراف و اظہار کے کہتے ہیں جب حادثہ میں ہے تو انکار کیوں لیکن انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و احترام کا خیال آج نہیں گذرتا کہ آپ کے حق میں اتنی بڑی جرأت کرنے والے کو سنگسار کرنے کی بات کرنی چاہیے جبکہ اس سے پہلے تفصیل گذری ہے کہ یہ حدیث اور ایسے ہی وہ آیت پاره ۲۶ احقاف رکوع ابھی منسوخ ہے اور منسوخ آیات و امارات سے اسدلال گمراہی اور عظیم فتنہ ہے۔

حکایت فقیر اویسی کے پاس چند زمیندار ایک دیوبندی ملاں کو لے آئے اور فرمایا کہ یہ کہتا ہے کہ ملائے دیوبند کا کیا قصو ہے کہ مولوی اویسی ہر وقت ان کے درپے ہے۔ فقیر نے تقویۃ الایمان اور برائین قاطعہ اٹھوا کر دونوں حوالے دکھائے تو اس نے یہی کہا کہ جب حدیث ہے تو انکار کیوں تو میں نے اسے نسخ (سورۃ الفتح کی آیت اول) دکھائی تو بھی نہ مانا۔ زمینداروں نے اس کے گلے میں پھندا ڈالا اور کھینچ کر لے گئے اور کہا کہ اگر تیرا قتل کرنا ہمارے بس میں ہوتا تو تجھے نہ چھوڑتے اب تیری اتنا سزا کافی ہے تو ہمارے علاقہ سے نکل جا۔

عجیب انکشاف اس آیت کے نزول پر کفار بہت خوش ہوئے یا آج وہابی دیوبندی خوش ہیں چنانچہ تعمیر خازن میں

اسی آیت کے ماتحت ہے۔

لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَرَحَ الْمُشْرِكُونَ فَقَالُوا وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى مَا أَمْرُنَا وَآمْرُ مُحَمَّدٍ الْوَاحِدِ وَفَالَهُ عَلَيْنَا مِنْ مَرْيَةِ وَفَضْلٍ لَوْلَا أَنَّهُ مَا ابْتَدَعَ مَا يَقُولُ لَأَخْبِرَهُ الَّذِي بَعَثَهُ بِمَا يَفْعَلُ بِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِيُفْزِكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ الْآيَةَ فَقَالَتِ النَّجْبَةُ هَيْبَةَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتَ مَا يَفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا يَفْعَلُ بِمَا فَا نَزَلَ اللَّهُ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتِ الْآيَةِ وَأَنْزَلَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَن لَّمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا وَهَذَا قَوْلُ النَّسِ وَقَتَادَةَ وَعِكْرَمَةَ قَالُوا إِنَّمَا هَذَا قَبْلُ أَنْ يُجَبَّ بِفَضْرَاتِ ذَنْبِهِ وَإِنَّمَا أَحْبَبَ بِفَضْرَاتِ

جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزی کی قسم ہمارا اور حضور علیہ السلام کا تو یکساں حال ہے اُن کو ہم پر کوئی زیادتی اور بزرگی نہیں اگر وہ قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ کر نہ کہتے ہوتے تو اُن کو معنی والا غا انہیں بتا دیتا کہ اُن سے کیا معاملہ کرے گا اور ب نے یہ آیت اُن کی آری لُغْفَ لَدَّ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ بِسَحَابٍ لَمْ يَرْضَ لِيَا كَرَامًا اللَّهُ آيَ كُومَارَكُ هُوَ آيَ نَ تَوَجَّانَ لِيَا جَوَّابُ كَ سَاثَ هُوَا هَمَّ سَ كَا مَعَا طَرُ كَا جَاوَدَ كَا قَوِيَّةُ آيَتِ اُنْزَرِي كَ دَاخِلُ مَرَا كَا اللَّهُ مُسْلِمَانِ مَرْدَاوَرُ عَوْرَتُولُ كُوجُنْتُولُ مِيں اور یہ آیت اُن کی کہ خوشخبری دیجئے کہ اُن کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے یہ حضرت انس اور قتادہ و عکرمہ کا قول ہے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس آیت سے پہلے کی ہے جبکہ حضور علیہ السلام

ذَنْبِهِ عَامَ الْحُدُيْبِيَّةِ فَغُفِرَ
لَهُ ذَلِكُ -
کو ان کی مغفرت کی خبر دی گئی مغفرت
کی خبر آپ کو حدیبیہ کے سال دی گئی تو
یہ آیت منسوخ ہو گئی۔

فائدہ دیکھئے کفار حضور علیہ السلام کی لاعلمی از قاتلہ پہ کتنا خوش ہوئے
ایسے ہی یہ لوگ آیت دلیل کے طور پر پیش کر کے ضمناً خوشی کا اظہار کرتے
ہیں اس سمجھ لیجئے کہ یہ کون ہوئے۔

سوال اگر کوئی کہے کہ آیت لَا اِذْرِيْ خَيْرَہِ اور خیر منسوخ نہیں ہو سکتی جیسے
قواعد النسخ میں تم نے خود لکھا ہے؟

جواب بہت سے علماء نسخ خبر جائز کہتے ہیں جیسے وَ اِنْ تَبَدُّواْ لَّا
يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا سَخِرَ - ایسے ہی لَا اِذْرِيْ کو ابن عباس
والن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ سَخِرَ مانا مزید تفصیل و تحقیق
فقیر نے کتاب تاسخ منسوخ میں لکھی ہے۔

یہاں گویا فرمایا قُلْ لَا اِذْرِيْ اور قل امر ہے۔ نسخ کا تعلق اسی سے ہے

۳) بعض آیات صورت میں خبر اور معنی میں امر ہیں جیسے كُتِبَ عَلَيْكُمْ
الصِّيَامُ يَا لَلنَّاسِ جِجْ الْبَيْتِ وغیرہ۔

سوال مدینہ پاک میں انصار باغوں میں زردخت کی شاخ مادہ درخت میں
لگاتے تھے تاکہ پھل زیادہ دے اس فعل سے انصار کو حضور علیہ السلام
سے منع فرمایا اس کام کو عربی میں تلیق کہتے ہیں، انصار نے تلیق چھوڑ دی۔ خدا
کی شان پھل گھٹ گئے۔ اس کی شکایت سرکار عالم کی خدمت میں پیش ہوئی تو فرمایا

اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاَمْرِ دُنْيَاكُمْ
اپنے دنیاوی معاملہ تم خوب جانتے ہو۔

اس حدیث کو لے کر دیوبندی وہابی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
سخت چوٹ کرتے ہیں اور قاعدہ کلیہ کے طور کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام دنیاوی امور
میں یکسر بے خبر تھے۔ اسی قاعدہ پر برائین قاطعہ میں لکھا کہ حضور علیہ السلام سے شیطان
ملک الموت کا علم زائد ہے اسی قاعدہ پر اشرف علی تھانوی نے الاضاف الیہ میں
لکھا کہ آپ سے سیاسی لوگ سیاست میں زائد علم رکھتے ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ
ادھر خود اقراری ہیں کہ حضور علیہ السلام علی الاطلاق جمیع مخلوق سے اعلم ہیں لیکن جب
تفصیل کا موقع آتا ہے تو دنیاوی معاملات میں حضور علیہ السلام کی کسر بے خبر ثابت کرتے
ہیں ان کا استدلال حدیث مذکور سے ہے وہ بھی صرف اسی لئے کہ ان کے رشید احمد
گنگوہی اور غلیل احمد انبیٹھوی اور اسماعیل دہلوی سے جو گستاخیاں سرزد
ہوئیں وہ صحیح ثابت کی جا سکیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا خیال نمازیں آجائے گدھے کے خیال سے بدتر (معاذ اللہ) صراط المستقیم اور
شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے (برائین قاطعہ)
کیونکہ ملک الموت اور شیطان کا علم دنیاوی باتوں سے متعلق ہے اسی لئے ان کا علم
زائد ہو جائے تو کیا حرج ہے؟

جوابات تفصیلی دیوبندی وہابی کے قاعدہ مذکورہ کا رد تفصیلی تو ہم نے علم الغیب
فی الحدیث میں لکھا ہے یہاں صرف اپنا عقیدہ مع مختصر جواب پھر
حدیث ہذا کی تفصیل عرض کروں گا۔

حدیث میں صریح ہے "اَوْتِيْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ" میں پہلے پچھلے

تمام لوگوں کا علم عطا کیا گیا ہوں۔ اس حدیث شریف میں دینی و دنیوی جمیع علوم کے علم کا دعویٰ ہے فرق صرف اتنا ہے کہ آپ دینی امور کے اظہار پر مامور ہیں اور دنیوی امور کے لئے مختار ہیں تاکہ امت کے لئے موجب کلفت و مشقت نہ ہو (شرح شفاء لیکن گوش فرمائے کہ امت دنیوی امور کو بھی دین کے تحت ڈھالنے کے عادی بنیں یہاں تعلق میں بھی یہی فرمایا کہ یہ لوگ تو کل کریں تو تعلق کی دائمی کلفت و مشقت سے بچ جائیں لیکن جب انہوں نے بے صبری دکھائی تو فرمایا "انتم اعلم باہور دنیا کم" لیکن افسوس کہ دیوبندیوں و باہیوں نے یہاں بھی خیانت کر کے غلط ترجمہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تم (مجھ سے زیادہ) جاننے والے ہو۔ حالانکہ انتم اعلم باہور دنیا کم کا ترجمہ یہ ہے کہ تم اپنے دین کے کام کو ہی جانو۔ لیکن علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفی کرنے کے لئے ان حضرات نے حدیث کا ترجمہ ہی اپنی طرف غلط کیا۔ اگر صرف ترجمہ پر ہونا نگاہ ہو تو مطلب ظاہر ہے کہ جب باہیانوں نے توکل پر عمل نہ کیا تو حضور علیہ السلام نے بطریق عرف نہ جبر کے رنگ میں فرمایا انتم اعلم الخ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ شرح شفاء بحث معجزات میں اسی حدیث تعلق کا جواب ملائم سنوسی سے بھی نقل فرماتے ہیں۔

ومن معجزاتہ الباہرۃ ای
ایاتہ الظاہرۃ (مما جعده اللہ
لہ من العوارف) ای الجزئیۃ
(والعموم) ای الکلیۃ والدرکات
الظنیۃ والیقینیۃ والاسرار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے وہ ہے جو اللہ تعالیٰ آپ کے واسطے معارف جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمیع کئے اور آپ کو

الباطنۃ والالوار الظاہرۃ
(وخصہ) من الاطلاع علی جمیع
مصالح الدنیا والدین، ای مایتم
بداصلاح الامور الدینیۃ
والاخریۃ واستشکل بانہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجد
الانصار یلحقون النخل فقال لوتیتمو
فتوکوہ فلم یخرج شیئاً اوخرج شیعا
فقال انتم اعلم باہور دنیا کم قال
الشیخ السنوسی اراد ان یحملہم
علی فرق العوائد فی ذلک الی
باب التوکل واما ہناک فلم یقتلوا
فقال انتم اعرف بدنیاکم ولوا مقتلوا
او تحملوا فی سنۃ او سفیتین لکفوا امر
ہذہ المحتجۃ (شرح شفاء العلامة قاری
جزاؤل ص ۳۷)

دین و دنیا کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دیکر خاص کیا۔ اس پر یہ اشکال وارد ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تعلق تحمل کر رہے تھے یعنی خرمکے نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اسکو چھوڑ دیتے تو اچھا تھا انہوں نے چھوڑ دیا تو پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دنیاوی کاموں کو تم جانو۔ شیخ سنوسی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرق و خلاف عوائد پر برا بیگھتہ کرنے اور باب توکل کی طرف پہچاننے کا ارادہ کیا تھا انہیں ان اطاعت نہ کی اور جلدی کی تو حضرت نے فرمایا کہ اپنے دنیاوی کاموں کو تم جانو۔ اگر وہ سال و سال اطاعت کرتے اور تعلق نہ کرتے اور امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتثال کرتے تو انہیں تعلق کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔

فائدہ

علامہ قاری اور علامہ سنوسی کی شرح سے کتنا صاف واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تلقیح کرنے سے منع فرمایا تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا جب پھل کم آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے دنیاوی کاموں کو جانو اگر وہ آپ کے حکم کی سال دو سال اطاعت کرتے تو انہیں تلقیح کرنے کی محنت نہ کرنی پڑتی۔ اور آپ نے ان کو باب توکل تک پہنچا دینے کا ارادہ فرمایا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی و دنیاوی تمام مصلحتوں پر مطلع فرما دیا ہے۔

انتباہ

اس حدیث میں ایک لفظ ایسا بھی نہیں کہ جس کے یہ معنی ہوں کہ تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ یا اس واقعہ میں علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفی ہو۔ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے علم ہونے کی دلیل لینا اول درجہ کی خباثت نہیں تو اور کیا ہے۔

ایسے ہی علامہ قیصری رحمۃ اللہ نے فصل الخطاب میں فرمایا کہ

وَلَا يَغْرَبُ عَنْ عَلِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ مِنْ حَيْثُ مَرَّتْ بِهِنَّ وَإِنْ كَانَ يَقُولُ أَنْتُمْ أَغْلَبُ بِأُمُورِ دِينِكُمْ (فصل الخطاب)

ترجمہ: کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں
و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں
اگرچہ بشریت کے اعتبار سے یہ فرمادیں کہ
تم دنیا کا کام جانتے ہو۔

فائدہ

ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام دنیاوی امور کا علم ہے زمین و آسمان میں کوئی ذرہ ایسا نہیں جو کہ آپ سے پوشیدہ ہو۔ ہاں اگر

وہ اس نقصان کو کچھ سال دو سال برداشت کر لیتے تو انہیں نفع بھی ہوتا اور یہ محنت نہ اٹھانی پڑتی تو معلوم یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام امور دنیاوی کا علم ہے دنیا کا کوئی امر قیامت تک آپ سے مخفی نہیں ہے آپ تو ساری دنیا کو کف دست کی مثل ملاحظہ فرما رہے ہیں خلاصہ یہ کہ معاوہ عام ہے کہ جب کوئی کسی کی مصلحت نہ و مخلصانہ نصیحت پر عمل نہیں کرتا تو ہم بھی عام طور پر کہہ دیتے ہیں تو جان تیرا کام جانے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ مکمل اپنی لاعلمی کا اظہار کر رہا ہے بلکہ مخاطب کو نصیحت قبول نہ کرنے پر اس سے گویا ناراضگی ظاہر کر رہا ہے۔

سوال

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ اب میں کبھی شہد نہ بنوں گا۔ اس پر قرآن کی آیت اتری کہ آپ اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہیں جو چیز اللہ نے حلال کی آپ کے لئے۔ لہذا اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب جاتے ہوتے تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے کی قسم کھا لیتے؟ چنانچہ گھر ڈی نے صاف لکھا کہ نبی علیہ السلام نے شہد کو اپنے اوپر بیویوں کی سازش کے عدم علم کی بنا پر حرام کیا تھا؟ (بترید النواظر)

جواب

در اصل یہ سوال مخالفین کو سورہ تحریم کے ایک شان نزول سے سوچا ہے جسے فقیر تفصیل سے عرض کرتا ہے جس سے سرے سے سوال بے بنیاد ہو جائیگا لیکن افسوس یہ ہے کہ مخالفین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس شان نزول سے صرف لاعلمی ثابت کی ہے بلکہ کہا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام کر دیا اسی لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے جبر کا میرے حلال کو حرام کیوں فرمایا وغیرہ وغیرہ فقیر تفصیلی جواب سے پہلے شان نزول عرض کرتا ہے۔

شان نزول

سورہ تحریم پٹا کی پہلی آیات کے متعلق ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہد بہت پسند تھا۔ آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس اکثر تشریف فرما کر شہد نوش فرماتے تھے۔ حضرت سیدہ عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں وہ آپ سے کہہ دے کہ آپ کے منہ سے منافق کی بوائی ہے آپ فرمائیں گے کہ میں نے تو شہد پیایا ہے۔ تو یہ جواب دے کہ شہد کی مکھی مغایر پر بیٹھی ہوگی۔ پس چونکہ آپ کو بدبو سے نفرت ہے آپ شہد پینا ترک فرمادیں گے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس نشست کم ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھالی کہ اب کبھی شہد نہ پیوں گا۔

اس پر قرآن شریف کی یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ
اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
پ ۲۸ ع ۱۸ سورۃ التحریم،
اے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
آپ اپنے اوپر کیوں حرام کئے جیتے ہیں وہ
چیز جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کی۔ اپنا زلف
کی مرضی چاہتے ہو۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فائدہ

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ میں یہاں حرام کر دینے سے آپ کا ترک کر دینا مراد ہے۔ اعتقاد ایسا نہیں جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ آپ نے خدا کی حلال کی بوائی چیز کو حرام قرار دیا تو وہ بالاتفاق کافر ہے۔

چنانچہ صاحب تفسیر سراج منیر اسی آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

بان المراد بہذا التحريم هو
الامتناع من الانتفاع بالازواج
اعتقاداً - والنبی صلی اللہ علیہ
وسلم امتنع الانتفاع بها مع
اعتقاد لو أنها حلالاً فان من
اعتقد ان هذا التحريم ما احل الله
فقد كفر فكيف يضاف الى النبي
صلی اللہ علیہ وسلم -
البتہ آپ کے حرام کرنے سے مراد اپنی ذات
کو شہد کے استعمال سے روکنا ہے۔ از روئے
اعتقاد حلال کو حرام سمجھنا مراد نہیں۔ یعنی
آپ نے شہد کو اپنے لئے اس کو حلال کا اعتقاد
رکھتے ہوئے منع فرمایا۔ پس جو شخص اعتقاد کرے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق تعالیٰ کی حلال کی
ہوئی چیز کو حرام فرمایا تو ایسا اعتقاد کرنے والا
کافر ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف
یہ نسبت کیسے ہو سکتی ہے۔

اس سے آگے چل کر صاحب تفسیر سراج منیر فرماتے ہیں۔

تبتغی ای تريد اذلة عظمت
من مكارم اخلاقك وحسن
صحبتك مرضات ازواجك
(سراج منیر)
یعنی آپ اپنے خلیق عظیم اور کرم عظیم کی وجہ
سے ازواج مطہرات کی خوشنودی اور
رضامندی چاہتے تھے اور آپ کے صحبت
کا تقاضا تھا۔

فائدہ

قرآن کریم کے مبارک لفظ تبتغی مرضات ازواجك اور تفسیر بھی
یہ صاف ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اسی لئے
شہد چھوڑ دیا۔ اس کو علم سے کیا واسطہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے تھے کہ
اس میں بدبو نہیں ہوتی۔ مگر انہما کہ طبع شریف میں کمال تحمل و بردباری تھی اور آپ کے اخلاق

اَنْ اُتِنَا دَخَلَ عَلَيَهَا الْبَنِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقِلْ لَهُ اِنِّي اَجِدُ رِيحَ
مَغَافِرٍ اَكَلْتُ مَغَافِرٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذَالِكُ لَهٗ فَقَالَ بَلْ شَرِبْتُ
عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ اَعْدُوْلَهٗ وَقَدْ خَلَقْتَ فَلَا تُخْبِرِي ذَالِكَ.
(التفسير الخازن وكذا البخاري ومسلم شریف)

”حضرت عائشہ ومنصور رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کسی کے پاس
جب حضور تشریف لائے اور انہوں نے اپنا منصوبہ کیا کہ ہم حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے مغفیر کی بو پاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کچھ
مضائقہ نہیں۔ کیونکہ ہم نے تو زینب بنت جحش کے یہاں شہد پایا ہے۔
چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری مرقات المفاتیح میں اسی حدیث لا تخبری کے
معلق فرماتے ہیں۔

الظاہر انہ لئلا ینکسر خاطر
زینب من امتناعہ من عسلہا
مراقاة المفاتیح۔
(ترجمہ) یہ اس لئے فرمایا کہ شہد چھوڑنے
کی خبر کسی کو نہ دینا تاکہ اگر حضرت زینب
بنت جحش کو معلوم ہوا تو ان کی دل شکنی ہوگی

صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب معلوم تھا کہ ہمارے منہ
فائدہ سے بونے مغفیر کو کوئی علاقہ نہیں۔ مگر یہ بھی معلوم تھا کہ ان کا منشا یہ ہے
کہ حضور شہد پنا ترک فرمادیں۔ اسی لئے اُن کی رضا مندی کے لئے فرمایا کہ اب ہم ان
طرف عود نہ کریں گے یعنی قسم کھاتے ہیں کہ پھر شہد نہ پیئیں گے اور تم اس کو شہد چھوڑنے
کی خبر نہ دینا۔ اس لئے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی دل شکنی ہوگی۔

غرض کہ قرآن کریم کی آیت شریفہ و حدیث شریفہ سے متحیرین علم رسول صلی اللہ

کریم ایسے تھے کہ کسی کو ناراض اور شرمندہ کرنا گوارہ نہ فرماتے تھے۔ بنا علیہ اس وقت
ازواج سے اس معاملہ میں سختی نہ فرمائی اور ان کی رضا مندی کے لئے انہیں شہد چھوڑنے
کا اطمینان دلادیا۔ پھر اس پر یہ بھی منع فرمایا کہ اس کا کہیں ذکر نہ کیا جاوے مدعا یہ تھا
کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کے پاس شہد پایا تھا انہیں شہد چھوڑنے کی اطلاع
نہ دی جائے کیونکہ اس سے ان کو ملال ہوگا اور منظور ہی نہیں کہ کسی کی بھی دل شکنی
ہو۔ دیکھئے ابی منافق نے جس کا نفاق اظہر من الشمس ہو چکا تھا مرتے وقت اپنے
لئے آپ کی قمیص مبارک طلب کی۔ آپ نے باوجود اس علم کے وہ منافق ہے اُس کو
وہ قمیص مرحمت فرمائی۔ پس رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے یار
تجربہ انگریز نہیں کہ آپ ازواج مطہرات کی خوشنودی اور رضا مندی کے لئے اپنے ذاتی
فائدہ کو ترک فرمادیں۔ ایسے عمل اعتراضات کرنے والے یہ کیا جان سکتے ہیں کہ اُس
آقلے دو جہاں کی رحمت عالمین اور اخلاق عظیم کی خود جناب حق تعالیٰ مجدد نے تعریف
بیان فرمائی:

اِنَّكَ لَعَلَّ خَلَقْتَ عَظِيمٌ اَوْ رَمَاهُ اَرْسَلْنَاكَ الرَّحْمَةَ لِلْعَالَمِينَ اَوْ
عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ
یہ ہے اخلاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان۔

چنانچہ علامہ خازن نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے ضمن میں وہ حدیث شریف
نقل فرمائی ہے جو صحیح بخاری و مسلم شریف میں موجود ہے۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ان البنی صلی اللہ علیہ وسلم کان
یمسک عند زینب بنت جحش فی شرب عسلہا فتواطیت انا حفصۃ

کو بھی ہو لہذا اب اگر مطلق عالم الغیب کا اطلاق کسی غیر پر ہو اس سے معنی اول الذکر کا وہم پیدا ہوتا ہے اس وہم سے بچتے ہوئے بلا تقييد عالم الغیب کا اطلاق غیر پر نہ کریں گے جیسا کہ بحر العلوم اور میر سید سدر جہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے۔

سوال یہ عجیب منطوق ہے کہ انبیاء علیہم السلام جب غیب جانتے ہیں تو پھر اطلاق نہ ہوا ایسے ہی ہے کہ کہا جائے کہ فلاں شخص کھانا پیتا ہے چلتا ہے لیکن اسے کھانے والا پینے والا نہ کہا جائے؟

جواب قرآن و حدیث و شرع میں ایسی ہزاروں مثالیں ہیں مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تخلیق اُخلاق سے تعبیر کیا گیا لیکن ان کو خالق نہیں کہا جائے گا اللہ تعالیٰ نے اپنے عالمِ بیَعْلَمَ کہا ہے لیکن اسے معلّم نہیں کہا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ کا صفاتی اسم ہے اور اس کے اسماء کی طرح اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفاتی اسماء تو قیضیہ ہیں چونکہ مذکورہ بالا وجہ سے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے اب بلا قید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے استعمال نہیں ہوگا۔

سوال جو چیز تبادی جائے اس پر لفظ غیب نہیں بولا جاسکتا۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم بذریعہ وحی دیا جاتا ہے۔ لہذا آپ کو غیب کا علم نہ تھا؟

جواب ① جاننے کے بعد غیب نہیں رہتا صرف اس کے لئے جو جان لیتا ہے اور جو نہیں جانتا اس کے لئے تو ہنوز غیب ہے اب جاننے والے جو کہتے ہیں کہ وہ غیب جانتا ہے تو اس سے نہ جاننے والے کی بہ نسبت مراد ہوتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو بھی عالم الغیب نہ کہا جائے حالانکہ وہ غیب و حاضر کا نہ صرف عالم بلکہ خالق بھی

عالم و علم کو کچھ مرد نہیں پہنچ سکتی۔ نہیں معلوم کہ متکبرین سمجھ کر ایسے اعتراض کرتے ہیں۔ آیت یا حدیث میں ایک کسی طرح یہ ثابت ہو سکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فحول امر کا علم نہیں۔

ان احادیث کے علاوہ مخالفین اور روایات بھی علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکار میں پیش کرتے ہیں چونکہ اصولی طور ان کے جوابات بھی آگئے ہیں۔ اسی لئے کتاب کو طول سے بچانے سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ باقی روایات کے جوابات فقیر کی کتاب علم الغیب فی الحدیث میں پڑھیے۔

تعجب بالائے تعجب آیت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاعلمی کا ذکر ہے نہ شان نزول میں دیوبندیوں و ہابیوں نے از خود حضور علیہ السلام پر لاعلمی کی تہمت لگائی ہے۔ اس آیت کے تحت مزید تفصیل تفسیر اویسی میں دیکھئے۔

سوال جب انبیاء علیہم السلام کو غیب عنایت فرمایا جاتا ہے اور وہ غیب جانتے ہیں تو ان کو عالم الغیب علی الاطلاق کہنا کیوں جائز نہیں خدا کی طرح ان کو بھی عالم الغیب کہنا چاہیئے؟

جواب اگرچہ مبدا کا صدق مشق کے صدق کی علت ہو تا ہے جیسا کہ عدل کا صدق عادل ہونے کو چاہتا ہے اور ظلم کا صدق ظالم ہونے کو چاہتا ہے وغیرہ لیکن یہاں خاص وجہ کی بنا پر علم کا اطلاق تو جائز ہے لیکن عالم الغیب کا اطلاق مستحسن نہیں اور وہ وجہ یہ ہے کہ صاحب تفسیر کثافہ رقمطراز ہیں کہ غیب وہ امر مخفی ہے جس تک رسائی ابتداء علم الہی ہی کو ہو کہ اس کے بتانے اور دلیل قائم کرنے سے دوسروں

ہے تو وہاں بھی یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ غیب جانتا ہے جو اس کی مخلوق سے غیب۔
 (۲) ہم نے تفصیل سے لکھا ہے کہ یَوْمَ مَنُونٍ بِالْغَيْبِ میں غیب سے کیا مراد ہے
 اور جو مراد لی جائے گی اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے بلکہ ہر وقت مشاہدہ فرماتے
 ہیں۔ دوبارہ سینے کہ غیب لغت میں پوشیدہ شے کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح شرع میں
 وَالْمُرَادُ بِهِ الْخَفِيُّ الَّذِي لَا يُدْرِكُهُ یعنی غیب اُس پوشیدہ چیز کا نام ہے
 الْحِسُّ وَلَا تَقْتَفِيهِ بَدَاهَةُ جس کو حس اور ادراک نہیں کرتی اور عقل یا
 الْعَقْلُ نہیں لیتی۔

اسی طرح صاحب تفسیر کبیر اسی آیت شریفہ کے تحت فرماتے ہیں۔

قَوْلُ جَمْعٍ مِّنَ الْمُفْتَسِرِينَ أَنَّ الْغَيْبَ ترجمہ: جمہور مفسرین کا قول ہے کہ غیب
 هُوَ الَّذِي يَكُونُ غَائِبًا عَنِ الْحَاسَّةِ وہ ہے جو حواس غائب ہو۔ پھر اُس غیب
 هَذَا الْغَيْبُ يَنْقَسِمُ إِلَى مَا عَلَيْهِ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر دلیل نہ ہو
 دَلِيلٌ وَإِلَى مَا لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ اور ایک وہ جس پر دلیل ہو۔

ثابت ہو گیا کہ غیب وہ چھپی ہوئی چیز ہے جس کو انسان آنکھ، ناک، کان، وغیرہ
 حواس سے محسوس نہ کر سکے اور بلا دلیل بداهتہ عقل میں نہ آسکے۔ حواس خمسہ سے جو چیز
 ادوجھل ہے اُسے غیب کہا جاتا ہے اور جو چیز حواس خمسہ یا بذریعہ آلات و ذرائع کے
 معلوم ہو اُسے غیب نہیں کہا جاتا۔ اسی لئے ریڈیو تار وغیرہ کی خبر غیب نہیں ایسے ہی
 آلات سے پیٹ کے بچے کی خبر دنیا نبض سے بیماری کی خبر دنیا وغیرہ وغیرہ

وَإِنَّهُ لَتَنَزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا
 بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ اتارا ہوا ہے۔ اُسے روح الامین لے کر

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُتَذَرِّينَ اترا۔ آپ کے قلب مبارک یعنی دل پر کہ آپ
 (پارہ ۱۴ سورۃ الشعرا) دُرِّ نَازِلٍ۔ بلکہ دل کے ساتھ تھا۔
 قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِيلِ فرمادیجئے۔ جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو
 فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ قَلْبُكَ بِإِذْنِ اللَّهِ اُس نے آپ کے قلب (مبارک) پر اللہ
 کے اذن سے یہ اتارا۔

فائدہ

آیت میں واضح طور ہے کہ وحی کا تعلق حواس خمسہ کے ساتھ نہیں۔ بلکہ اس کا
 نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قلب اقدس کے ساتھ تعلق ہے۔ عقل

انسانی سے بالاتر ہے اور نبوت کا اولین خاصہ بھی یہ ہوا کرتا ہے کہ ان کے قلب پر فرائد
 کریم وحی نازل فرماتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر عام انسانوں اور مقام نبوت میں کچھ فرق
 نہ ہوا اور قلب ہی ایک ایسا مقام ہے جو تمام اجزائے انسانی میں بمنزلہ عرش الہی کے
 ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کی عظمت اللہ۔ اللہ احادیث و
 علمائے امت نے جو بیان کی ہے اگر اُس کا ذکر کیا جائے تو اس کے لئے کئی دفاتر چاہئیں،
 تب بھی ناکافی کیونکہ اسرار ربانی کا گنجینہ و خزینہ ہے اور مخفی خزینہ کو مالک کے سوا کسی
 کو کیا خبر۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُشِيرَ أَنْ تُكَلِّمَهُ اور نہیں ہے کسی بشر کی طاقت کہ اُس کو اللہ
 اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ عَجَابِ کلام کرے۔ مگر الفا سے یا پردے کے پیچھے
 أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بآذَنِهِ یا جبریل بھیج کر وحی کرتا ہے۔ وہ اللہ کے
 مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ اذن کے ساتھ جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ
 (پ ۲۵ سورہ شوریٰ) اللہ بڑا جاننے والا بڑا دانہ ہے۔

وحی غیب ہے جو وحی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کی گئی ہے اس کو قرآن کریم نے بھی غیب کہا ہے: چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ (پت سورہ آل عمران) آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں

فائدہ آیت میں وحی نے غیب کا تعین فرما کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت کیا گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر علم غیب کا لفظ نہیں استعمال کرنا چاہیے آج تک کسی عالم یا مفسر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا استعمال نہیں کیا اس لئے کہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے اسمائیں سے ہے لہذا یہ صفت مخلوق پر استعمال کرنے سے شرک فی الہامتا ہوگا اسی لئے حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک ہے۔

مسلمانوں سے اپیل فیہی باتوں کا بنانا ایک کمال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں بہت سے افراد و اشیا کو عطا فرمایا۔ فقیر نے چند شواہد قائم کئے اور قاعدہ ہے کہ ہر کمال جسے ملا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ملا ہے ورنہ مخالفین اتنا تو مانتے ہیں کہ ہر صاحب کمال سے آپ کا مرتبہ اول ہے کیونکہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
اسی لئے لازماً ماننا چاہیے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علوم نبیوں کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں

فائدہ آیت سے ثابت ہو کر وحی انبیاء پر رسول یا پردے کے چھپے سے متویہ عالم انسانوں کی برداشت سے باہر ہے۔ کیونکہ یہی حد انبیائے کرام علیہم السلام کا ہے ان کا تعلق انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دس کے ساتھ ہوا کرتا ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا جو چیز اللہ تعالیٰ نے نبی اللہ پر ہی برقرار رکھی اس پر غیب کا اطلاق ضرور ہوگا کیونکہ علم واسے سے تو غیب کا پردہ ہی اٹھ گیا ہے جہد و زور سے پوشیدہ ہے تو غیب ہی ہوگا۔ ہم ابتدائیں ثابت کر چکے ہیں کہ آیت یٰۤاَیُّهَا مَنُورُ بِالْغَيْبِ کے تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ بِمَا غَابَ عَنْهُمْ مِنَ الْبُعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۚ (مجادلین) سارا امتحان یہ ہے جو لوگ ایمان لائے ساتھ غیب کے وہ جو غیب ہے ان سے قیامت اور جنت و دوزخ

اس آیت کے تفسیر سے یہ ثابت ہو گیا کہ سب باتیں قیامت برحق و جنت و دوزخ برحق ہے۔ ان چیزوں کا علم حضور علیہ السلام کو ہے اور یہ غیب میں۔

سوال کے جواب کا خلاصہ بقول مخالفین کے جو چیز بتا دی جائے وہ غیب نہیں ہو سکتا۔ تو پھر جنت و دوزخ و قیامت وغیرہ کو قرآن نے غیب کیوں کہا ہے۔

نیز نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو وحی کی گئی ہے اس کو غیب کہا جاتا ہے کیونکہ اسے نہ ہم حواس سے نہ ہدایت عقل سے اس کو پا سکتے ہیں لہذا نبی اللہ کو جو چیز وحی کی گئی اُسے غیب ہی کہا جائے گا ورنہ یٰۤاَیُّهَا مَنُورُ بِالْغَيْبِ کا انکار لازم آئے گا۔

یہ کمال منافقین نے زمانا۔ جس کے چند نمونے فقیر نے پہلے عرض کئے ہیں اور اب ہمارے دور کے مسلمان مٹا چند فرقے منکر ہیں اور دعوائے مسلمان بھی اس سے عام مسلمانوں کو دھوکہ ہوتا ہے لیکن یہ تو سمجھتا ہے جس کو جس سے ضد ہوتی ہے وہ صاف اقرار نہیں کرتا تو اس کے اطوار خود اس کی مخالفت کے شواہد کافی ہیں جیسے منافقین کے چند اطوار فقیر نقل کر چکا ہے۔ یہاں چند نمونے اعدائے خدا کے ملاحظہ ہوں۔

عقیدہ ہم سب کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کو نہ صرف جانتا ہے بلکہ ہر شے کا خالق بھی ہے لیکن ہندو (دہریہ) ہمارے خدا (معبود) کا مخالف ہے وہ نہ اللہ تعالیٰ کا اختیار مانتا ہے نہ علم اور نہ ہی اور کوئی کمال بلکہ اس کے ہر کمال کو نفی و عیب ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ ایک ہندو (دہریہ) نے ایک کتاب لکھی ہے "ستیا رتھ پرکاش" اس کے چودھویں باب میں قرآن مجید کی بسم اللہ سے والناس تک آیات لکھ کر اللہ تعالیٰ کے علم و اختیار و دیگر کمالات پر بھیتیاں اڑائی ہیں (معاذ اللہ) چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

① پارہ اول آیت ۳۶ پر لکھتا ہے "اس سے (ثابت ہوا کہ) خدا ہمہ دان نہیں یعنی ماضی، حال، استقبال کی باتیں پورے طور پر نہیں جانتا۔ اگر جانتا تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا اور خدا میں کچھ حلال (طاقت) بھی نہیں ہے۔۔۔ دیکھئے ایک کافر شیطان نے خدا کے بھی چھکے چھڑا دیئے۔ (ستیا رتھ پرکاش ص ۶۷)"

② پارہ پنجم آیت ۷۹-۷۷ پر لکھتا ہے "اگر خدا ایسی باتوں کا روزنامہ رکھتا ہے تو وہ ہمہ دان نہیں۔ اگر ہے تو لکھنے کا کیا کام ہے۔ (ایضاً ص ۳۹۲)"

③ پارہ بارہاں آیت ۷ سورہ گیارہویں پر لکھتا ہے کہ جب خدا اعمالوں کی آزمائش

کرتا ہے تو ہمہ دان نہیں ہے الخ (ایضاً ص ۷۳)

④ پارہ ۱۶ و ۱۷ آیت ۷۹ تا ۹۱ پر لکھتا ہے بھلا خدا کی کتنی نادانی ہے اسے یہ شک ہوا کہ کہیں لڑکوں کے ماں باپ مجھ سے باغ نہ کر دیتے جائیں (معاذ اللہ) (ایضاً ص ۷۹)

⑤ اعمالنامہ پڑھ کر انصاف کرنا بھلا یہ کام ہمہ دان کا ہو سکتا ہے الخ (ستیا رتھ پرکاش ص ۳۲)

یہ چند نمونے ہیں ورنہ ایسے گندے کیچڑ اچھالے ہیں کہ اتنا رشہری غیث نے نہیں اچھالے ہوں گے۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بھی کسی کا مخالف ہوتا ہے وہ خواہ مخواہ ایسی باتیں بناتا رہتا ہے جس طرح اوپر کے مضامین سے سمجھ لیں کہ ہندو چونکہ خدا کا دشمن ہے اسی لئے ایسے بکواسات لکھے تو پھر ہم بھی یہی سمجھتے ہیں کہ مخالفین (دیوبندی و بابی) بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے انکار پر اتنا زور لگاتے ہیں تو دفع ہوتا ہے کہ۔۔۔۔۔

اسی لئے فقیر کہتا ہے کہ ہندو خدا کے علم غیب کا منکر ہے اور یہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فلہذا یہی کہنا موزوں ہے کہ نام دو ہیں دونوں کی حقیقت ایک ہے۔

لطیفہ: ستیا رتھ پرکاش (کتاب) میں ہندو نے چند قرآنی آیات جمع کی ہیں انہیں ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ علم غیب اور نہ اسے کوئی اختیار ہے اور اس کا طریقہ استدلال اس طرح ہے جیسے ہمارے دو میں دیوبندی و بابی حضرات علیہ السلام کے علم غیب و اختیار کی نفی میں قرآنی آیات و احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ فقیر اہل اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ ہندو کی کتاب "ستیا رتھ پرکاش" اردو باب ۱۴ کو نور سے پڑھ کر پھر فقیر کے ساتھ ملکر کہیں "مل بیٹھے ہیں دیوانے وہ"

(ہندو و بابی + دیوبندی)

اعتراضات از اقوال علماء

اور ان کے جوابات

مئی نبین کو یہاں سے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے انکار کا معمول
ساہارا ملا ہے انہیں سجا ڈالیں اگرچہ درحقیقت وہ انکار نہیں اقرار ہے لیکن دشمن کو ہمیشہ
غیب کی تلاش رہتی ہے۔ اسی لئے مخالفین کا آخری وار عبارت فقہا سے ملاحظہ ہو۔

اصناف کے مستند عالم دین بلکہ گیارہویں صدی کے مجدد ملا علی قاری
سوال: رحمۃ اللہ الباری نے شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں۔

جزم المبنیة بکفر من اعتقد ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یعلم الغیب، بلے نام حنفی علماء نے اس شخص کے حق میں کفر کا فتویٰ دیا ہے جو
یا اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان تھے۔

جواب: ملا علی قاری ہوں یا کوئی اور سہارا امام ان سب کی ذاتی علم کی نفی مراد
ہوتی ہے چنانچہ وہی حضرات اپنی تصانیف میں علم عطائی نہ صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے
بلکہ ان کے وارثین کا ملین اویا کرام کے لئے بھی اتنا علوم ثابت کرتے ہیں جن سے عقل
دنگ ہو جاوے چنانچہ انہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ کی تصانیف کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوگا
فقیر خدایک عبارت پیش کرتا ہے۔

۱۔ واما ما تعلق بعقدہ امی یجزم قبلہ فی معرفۃ ربہ من ملکوت السموات
والارض ای ظاہرہما وباطنہما وخلق اللہ تعالیٰ امی وسماء

مخلوقاۃ العلویہ والسفلیۃ و تعیین اسماء المستمر
ای الشتمہ علی نعوت الجبال وصفات الجلال کما لیتقصیہ
ذات الکمال وایاتہ الکبریٰ ای العظمیٰ و عنجاب مخلوقاتہ
وغرائب مصنوعاتہ وامور الاخرۃ من نشر وحشر وشدائد
احوالہا و مکاید احوالہا واشغاط الساعۃ ای علاماۃا من قطعۃ المور
وقلۃ الدار و کثرة اللہام و کثرة النظم من الانام و احوال السعداء فی
جنت النعیم و الاشتیاء فی محنہ الحرجہ و علم ما کان فی بدال الامور ما
یکون ما لم یعلمہ و یرى انما لا یعلمہ الا یوحى فعلى ما تقدم من
انہ معصوم لا یأخذ لا ینما اعلم بہ منہ شک ولا ریب۔
(شرح شفا اللہ علی قاری جلد ثانی ص ۲۲)

مذکورہ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ:

رب تعالیٰ کی معرفت میں چودہ طبق زمینوں آسمان کی بادشاہی یعنی ان کے
ظاہر و باطن اور ساری مخلوقات، مخلوقات علوی و سفلی اور آسمانی و حسی کی
تعیین یعنی وہ اسماء جو صفات جلال و جمال پر مشتمل ہیں جیسا کہ ذات کمال کا انتقال
سے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وہ نشانیاں جو نہایت غیبی ہیں اور عجیب و غریب
مخلوقات و مصنوعات اور آخرت کے مہملات جیسے حشر و نشر جنات و درج
اور اس کی حسنیات اور قیامت کی نشانیاں دیز اور ماکان دما کیوں کا بندہ ربیب
وہی علم تیرہ چیزیں ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں اور ان
میں سے جس چیز کی آپ کو خبر ہو گئی اس میں آپ کو کبھی بھی شک و شبہ
نہیں ہوگا۔

اس مذکورہ عبارت میں ملا علی قاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بالکل واضح الفاظ میں علم ماکان و مایکون کی تصریح فرما رہے ہیں۔

۲۔ اسی شفا کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو حضرت ملا علی قاری شفا شریف کی اس عبارت (ومن معجزة الباهرة ما جعده الله له من العوارف والعلوم وحصه من الاطلاع على جميع مصالح الدنيا والدين ومعرفته يا مورثنا الله وقوانين دينه وسيا

عباده ومصالح امته) کے ماتحت شرح میں لکھتے ہیں۔

ومن معجزة الباهرة اي اياة الطاهرة (ما جعده الله له) من العوارف اي الجزئية والعلوم اي الكلية والمدس كان الظنية واليقينة والامور الباطنة والا نوار الظاهرة (وحصه به) اي ما حصه به (من الاطلاع على جميع مصالح الدنيا والدين اي ما يتعوبه اصلاح الامور الدنيا والاخرية)۔

یعنی آپ کے روشن معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے معارف جزئیہ، علوم کلیہ، مدركات ظنیہ اور یقینیہ، اسرار باطنیہ اور انوار ظاہر جمع کئے اور آپ کو دین و دنیا کی تمام مصلحتوں پر اہل علم کے خاص فرمایا۔

قارئین کرام: غور فرمادیں کہ ملا علی قاری حضور علیہ السلام کے لئے علوم کلیہ اور معارف جزئیہ کلیہ مرتب الفاظ میں اقرار فرماتے ہیں اور دین و دنیا کی تمام مصلحتوں پر آپ کے مطلع ہونیکا اعتراف کر رہے ہیں۔

۳۔ یہی ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں شیخ ابو عبد اللہ شیرازی کی کتاب عقائد سے نقل کرتے ہیں۔

نعتقد ان العبد ينقل في الاحوال حتى يصير الى نعت الروحانية فيعلم الغيب

یعنی ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ جب تک مقامات کو حاصل کر کے صفت روحانی تک پہنچتا ہے تو غیب جاننے لگتا ہے یعنی اس مقام کو طے کر نیچے بعد اس کو غیب حاصل ہو جاتا ہے۔

۴۔ یہی ملا علی قاری اسی کتاب عقائد سے مرقات شرح مشکوٰۃ میں نقل کرتے ہیں

يطلع العبد على حقائق الاستيلاء وتجلي لذ الغيب وغيب الغيب

یعنی بندہ پر مرتبی مقامات کے حصول کے بعد تمام ہشید کی حقائق روشن ہو جاتے ہیں بلکہ غیبوں کا غیب بھی اس پر روشن ہو جاتا ہے۔

۵۔ یہی ملا علی قاری اسی مرقات میں فرماتے ہیں۔

الناس ينقسم الى فطن يدرك الغائب كالما شهد وهم الانبياء والى من الغالب عليهم متابعة المحر والوهم فقط وهم الكثر الخلاق فلا يدركون من معلم يكشف لهم المعانيات وما هو الا النبي المبعوث لهذا الامر

یعنی لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ نیرک جو غیب کو شہادت کی طرح جانتے ہیں۔ یہ انبیاء کی جماعت ہے دوسرا وہ جن پر صرف حس اور وہم کی پیروی غالب ہے اکثر مخلوق اسی قسم کی ہے ان کو ایک سکھانے والے کی ضرورت ہے جو ان پر غیبوں کو کھول دے اور ایسا کرنے والا صرف نبی ہو سکتا ہے جو اسرار کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔

۶۔ یہی ملا علی قاری "شرح فقہ اکبر" میں ابوسلیمان دارانی سے نقل کرتے ہیں

۱۔ ”نہ ہتہ الخاطر“ میں ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اقطاب العجب میں سے ایک عارف کبیر حضرت سید احمد رفاقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اطلعه علی غیبہ حتی لا یشتب
شجوة ولا تخف ضرورة الا
بنظره

یعنی بندہ جب کامل ہوتا ہے تو باری تعالیٰ اس کو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے حتیٰ کہ کوئی دشت نہیں اکتا اور کوئی پتہرا نہیں ہوتا مگر اس کی نظر کے سامنے ہوتا ہے۔

۲۔ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں خمس لا یعلمهن الا اللہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

فمن ادعی علم شیئ منها غیر مستند
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان کاذبا فی دعواه

یعنی جو کوئی علوم خمس میں سے کسی علم کا دعویٰ کرے اور اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ نہ کرے (کہ حضور کے بتانے سے مجھے اس کا علم ہوا تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہوگا۔

ف: ان العالجات کو منصف مزاج پڑھنے کے بعد انصاف فرمائے کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے علوم انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے متعلق کس طرح گواہی دی ہے اور جن عقائد کو مومنین کفر و شرک کے کھاتے ہیں ڈالتے ہیں انہیں ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے اسلامی عقائد بتائے ہیں۔

سوال: اگر ذاتی کی نفی ہوتی تو قاضی خاں اور کبر الراقی وغیرہ کتب فقہ میں یہ کیوں لکھا ہوتا

تو توجہ بشہادۃ اللہ و رسولہ | یعنی ہر شخص اپنے کسی معاملہ پر خدا اور

یعنی مومن کی جس فرست کا ذکر حدیث پاک میں وارد ہے وہ روح کے کشف اور غیب کے معائنہ کا نام ہے جو قاضی ایمان سے ایک مقام ہے۔

۳۔ یہی ملا علی قاری ”زبدہ شرح قصیدہ بردہ“ میں فرماتے ہیں۔

علمہ صلی اللہ علیہ وسلم حاد لفقہ
العلم ومنہا علمہ بالامور الغیبیۃ

یعنی آپ کے علم کا سند بے شمار علوم و فنون کو حاد ہے اور غیبوں کا علم بھی

بھی حضور علیہ السلام کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

۴۔ قصیدہ بردہ شریف کے شعر
فان من جود الدنیا وضیقا
کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

کون علمہما من علومہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علومہ متنوع
الی کلیات والجزئیات وحقائق وحقائق وعوارف ومعارف تتعلق
بالذات والصفات وعلمہما انما یکون سطرا من سطور علمہ
وفہل من بحر جملہ

یعنی لوح و قلم کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے اور ایسے بے کہ حضور کا علم متعدد انوار پر مشتمل ہے۔ کلیات، جزئیات، حقائق، دلائل، عوارف اور معارف جو کہ ذات و صفات سے متعلق ہے اور روح و قلم کا علم تو حضور کے علم سے ایک سطر اور ان کے علم کے سمندر سے ایک نہر ہے۔

لا ینفقد النکاح ویکنفلا اعتقاده
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یعلم الغیب۔

رسول کو گواہ کرے وہ کانپے اس کی
وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں علم غیب
نہ تھا

تو پھر بعد اوصال کے بعد کیے ممکن ہو سکتا ہے پس اگر علم غیب رسول اللہ صلی
علیہ وسلم کو وہی ہوتا تو وہ شخص کافر کیوں ہوتا؟
جواب ۱: اس عبارت کے متعلق بعض محققین علماء یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ
وجہ لزوم کفر شرکت و مساوات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بحق سبحانہ بنظر ظاہر الفاظ ہے
نہ دے ہم ہوتا ہے کہ جیسے خداوند تعالیٰ عالم۔ ویسے ہی رسول اکرم عالم ہیں۔ لہذا اس کو بعض
علماء ضرور کفر کہتے ہیں۔

جواب ۲: چونکہ ابتدائے فتویٰ قالوا اسے ہے لہذا یہ قول صاحب فتاویٰ قاضی
خان کے نزدیک بھی ضعیف ہے۔ کہ فقہا قول ضعیف کو دوسروں پر محمول کرتے ہیں
اور اس کی نسبت اپنی طرف ناپسند کرتے ہیں اور قالوا لکھتے ہیں یعنی بعض لوگ
یوں لکھتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ قالوا غیر مستحسن اور غیر مروی عن الائمہ پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ
شرح نیتہ الصلٰۃ میں مذکور ہے اس سے اسکا مرجوح ہونا اور ضعیف ہونا ثابت
ہو جو کسی طریق سے بھی دعویٰ میں پیش کرنا صحیح نہیں۔ چنانچہ درمختار میں مرقوم ہے
کہ لفظ قیلے قول بعض اور ضعیف پر دلالت کرتا ہے۔

جواب ۳: شامی شائع درمختار نے تو صاف طور پر اس کی تردید کر کے فرمایا کہ
انہ لا یکنفولان الاشیاء تعرض | یعنی کافر نہیں ہوتا ہے کیونکہ اشید

علیہ روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وان الرسل یعرفون بعض
الغیب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کو
جاتی ہیں اور نیز انبیاء بعض غیب کو
جانتے ہیں۔

جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يَطْمُرُ عَلٰی
غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَقٰی
مِنْ رَّسُوْلٍ

یعنی نہیں ظاہر کرتا ہے وہ اپنے غیب
پر کسی کو مگر جس سے اُمتی ہو گیا رسول
سے۔

جواب ۴: طحاوی حاشیہ درمختار میں ہے۔

یکنفولعل وجهہ انہ حلل ما حرم اللہ تعالیٰ لان اللہ تعالیٰ

لہو یجعل النکاح الابشہود من الجنس فاذا اعتقد الحل بغیر
ذالک فقد خالف۔

یعنی کفر کی وجہ شائد یہ ہے کہ اُس شخص نے حلال و حرام سمجھ لیا۔ اس پیر
کو جب اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہیں حلال نکاح
کیا مگر ہم جس کو اُس سے پس جب اعتقاد کر لیا بغیر اس کے پس حقیقت
خلاصہ کیا۔

جواب ۵: شرح التلقی میں ہے

لأنہ ادعی ان الرسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب

یعنی شرح التلقی میں ہے کہ اُس نے
غیب دانی رسول کا اعتقاد کر لیا۔

ف: شیخ نزادہ السائر خانیم سے نقل کہ

لا یکنفولان الاشیاء تعرض علی | اور شیخ نزادہ نے تمار خانیم سے نقل

ما ح البنى صلى الله عليه وسلم
في عوف بعض الغيب قال الله
تعالى فلا يظهر علم غيبه
احدا الا من ارتضى من
رسول.

کر کے کہا کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس شیعہ پیش کی
جاتی ہیں۔ پس بعض سب کو آپ
پہچانتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ
اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر
نہیں کرتا مگر جس سے کہ وہ راضی ہو گیا
رسول سے۔

خلاصہ یہ کہ طحاوی نے کفر کی یہ وجہ قائم کی کہ انسان کے لئے انسان گواہ چاہئے
یہی حکم خدا ہے کہ گواہ ہم جنس ضروری ہے اب جو اس نے غیر ہم جنس کو گواہ بنا تو ظاہر
حکم کیا اور اخیر میں طحاوی نے صاف بیان کر دیا کہ شیخ زاہد تارخانیہ سے نقل کر کے کہتا
ہے کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ روح مبارک پر اس شیعہ پیش کی جاتی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام غیب کو جانتے ہیں۔ اور آیت کریمہ غیب دانی کی دلیل ہے۔

جواب ۱: جہاں مخالف کی دلیل میں احتمال قائم ہو جائے تو وہ استدلال
باطل ہو جاتا ہے۔ انجاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ اور مخالف کی پیش کردہ دلیل میں
طحاوی نے ایک گواہ ہم جنس کا احتمال کر دیا جو استدلال کفر کو باطل کرتا ہے اور پھر اخیر میں
جا کر صاف لکھ دیا کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء کو غیب پر اطلاع ہوتی ہے اور ان کو آیت
سے مدلل کر دیا۔ بوجہ دلائل کے شخص مذکور پر کیا کفر کا اطلاق آ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔
اور فقہ کرام نے قاعدہ لکھ لے جو کہ شرح فقہ اکبر میں مذکور ہے کہ جب تک دلائل قطعیہ
سے ثبوت نہ ہو لے کافر نہیں کہہ سکتے۔

اور معدن الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے۔

والصحيح انه لا يكفر لان الانبياء
عليهم السلام يعلمون الغيب
ويعرض عليهم الاشياء

یعنی صحیح یہ ہے کہ تحقیق وہ شخص کافر
نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام جانتے
ہیں غیب کو اور ان پر اشیاء پیش
ہوتی ہیں۔

خزينة الروایات میں ہے۔
في الضمومات والصحيح انه لا يكفر
لان الانبياء عليهم الصلوة
والسلام يعلمون الغيب ويعرض
عليهم الاشياء فلا يكون كفرا

یعنی صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا
کیونکہ انبیاء علیہم السلام غیب جانتے
ہیں اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی
ہیں۔ پس کفر نہیں ہوگا۔

اور مجموعہ خانی جلد ثانی میں مرقوم ہے۔

در فتاویٰ حجتہ میگوید۔ صحیح آیت

یعنی فتاویٰ حجتہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے

کہ اس مرد کافر نہ شود۔ زیرا کہ علماء
بندگان پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام
عرض کنند

کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا کیونکہ بندوں کے
اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر پیش کئے جاتے ہیں۔

جواب ۲: لفظ صحیح بمقابل فاسد مستعمل ہوتا ہے چنانچہ میون البصائر شرح
استبہ والنظائر میں مرقوم ہے پس صحیح کے مقابل قول کفر فاسد ہو کر مردود ہو گیا۔
خلاصہ یہ کہ ہماری تقریر سے قول کفر یا تو مرجوح یا غلط ہو گیا۔ لہذا صحیح قول
پر فتویٰ دینا چاہیے۔ غیر صحیح پر نہیں۔ جیسا کہ تلمیذ میں مذکور ہے۔

واذا انزلت بالصحيح او الماخوذ
به او به يفتي او عليه الفتوى

یعنی اور جب مرجوح صحیح کے ساتھ یا
مردود بہا یا بے فتویٰ یا علیہ الفتویٰ سے

لعنیت بخالفہ

کیا جائے تو ان کے مخالف فتویٰ نہیں
دیا جاسکتا۔اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ہر امتی کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔
چنانچہ عینی شرح صحیح بخاری جلد تاسع میں ہے۔اخرج ابن المبارک فی الزہد من طریق سعید ابن المسیب
لسیر من یوم الایوم من علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اُمۃ
غداۃ وعشیۃ فیعرف بسیماءہم واعمالہم فلذلک
یشہد علیہمیعنی نہیں ہوتا ہے کوئی دن گزرے جس کی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
آپ کی امت صبح و شام۔ آپ پہچان لیتے ہیں ان کو ان کی علامتوں اور اعمال
کے ساتھ۔ پس اسی واسطے ان کے گواہ ہوں گے۔ان کے علاوہ متعدد روایات فقیر نے فیض الغفر فی علم مافی السدیر
میں لکھے ہیں۔فائدہ ان روایات سے اُمت کا صبح و شام پیش کیا جانا اور حضرت کا ان کو پہچانا
اور گواہی دینا ثابت ہے۔ ایسی مستند اور صحیح روایات کو اگر کوئی معترف

حضور علیہ السلام کے علم غیب میں شک و شبہ کرے تو وہ اپنی بد قسمتی پر روئے۔

نوٹ: فقہا کرام کی جن عبارات سے مخالفین نے اعتراضات اٹھائے ہیں فقیر نے ان کے
جوابات میں ایک رسالہ لکھا تھا امانا لو امانا لو احتی تعلما و ما قیل وقالو عرف قیل
قال کا حال لکھا ہے۔لطیفہ ہم نے مخالفین کا تجربہ کیا ہے کہ نہ صرف عبارات فقہا بلکہ قرآنی آیات اور
احادیث کا وہ حصہ پڑھ لکھ دیتے ہیں جو ان کے مطلب کا ہے اگر تشریح

Click

سے کام لیا جائے تو ان کے مطلب کا پردہ چاک ہو جائے گا ان کے چند حوالہ جات فقیر
نے اپنی کتاب رفع الحجاب عن تشہد اہل الحق و اہل الغرب میں دکھائے ہیں۔سوال علم غیب خدا کی صفت ہے اس میں کسی کو شریک کرنا فی الصفت ہے لہذا
حضور علیہ السلام کو علم غیب ماننا شرک ہے؟جواب غیب جاننا بھی خدا کی صفت ہے اور حاضر چیزوں کا جاننا بھی خدا کی
صفت ہے۔ عالم الغیب والشہادۃ اسی طرح سُنا دیکھنا نہیہہونا سب خدا کی صفات ہیں۔ تو اگر کسی کو حاضر چیز کا علم مانا یا کسی کو سمیع یا بصیر یا حی
مانا ہر طرح شرک ہوا۔ فرق یہی کیا جاتا ہے کہ ہمارا سُنا دیکھنا زندہ رہنا خدا کے دینے
ہے اور حادث ہے۔ خدا کی یہ صفات ذاتی اور قدیم پھر شرک کیا؟ اسی طرح علم غیب
بنی عطائی اور حادث اور متناہی ہے۔ رب کا علم ذاتی قدیم اور کل معلومات غیر متناہیہکا ہے نیز یہ شرک تو تم پر بھی لازم ہے۔ کیونکہ تم حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب
مانتے ہو بعض ہی کا سہی۔ اور خدا کی صفت میں کلاً و بعضاً ہر طرح شریک کرنا شرک ہے
یہی فرق آج تک مخالفین نے نہ سمجھا یا سمجھا تو ضد کو نہ چھوڑا اور نہ شرع عقائد و دیگر علم
کلام میں ثابت کیا گیا ہے کہ حیوۃ، قدرت، ارادہ، علم وغیرہ وغیرہ اللہ کی صفات ہیں۔
لیکن یہی صفات مخلوق کی بھی ہیں تو کیا یہ صفات مخلوق کے لئے ماننا شرک ہے جب یہ صفات
مخلوق کے لئے ماننا شرک نہیں تو عطائی طور غیب کا علم شرک کیوں۔سوال حضور علیہ السلام کو علم غیب کب حاصل ہوا۔ تم کہتی ہو کہ معراج
میں قطرہ ٹپکا یا گیا اُس سے علم غیب ملا اور کبھی کہتے ہو کہ خواب میں سب

کو دیکھا کہ اُس نے اپنا دست قدرت حضور علیہ السلام کے شانہ پر رکھا جس سے تمام علوم حاصل ہوئے۔ کبھی کہتے ہو کہ قرآن تمام چیزوں کا بیان ہے اس کے نزول ختم ہونے سے علم غیب ملا۔ اس میں کوئی بات درست ہے۔ اگر نزول قرآن سے پہلے علم ہل چکا تھا تو قرآن سے کیا ملا؟ تحصیل حاصل محال ہے۔

جواب حضور علیہ السلام کو نفس علم غیب تو ولادت سے پہلے ہی عطا ہو چکا تھا کیونکہ آپ ولادت سے پہلے عالم ارواح میں بھی نہ تھے۔ کُنْتُ بَيْتًا وَاَدَمَ بَيْنَ الْطَيْنِ وَالْعَالَمِ اور نبی کہتے ہی اس کو ہیں جو غیب کی خبریں دے گا۔ مگر ماکان و مایکون کی تکمیل شب معراج میں ہوئی۔ لیکن یہ تمام علوم شہودی تھے کہ تمام اشیاء کو نظر سے مشاہدہ فرمایا پھر قرآن نے اُن ہی دیکھی ہوئی چیزوں کا بیان فرمایا۔ اسی لئے قرآن میں ہے تَبَيَّنَا نَا نَكْلُ شَيْءٍ مِّنْ حَيْزٍ كَايَانٍ اور معراج میں ہوا تَجَلَّى لِي كُنْتُ شَيْءٌ مِّنْ عَشْرَتٍ دِجْمَا اور ہے بیان کچھ اور جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر اُن کو تمام چیزیں دکھا دیں۔ بعد میں اُن کے نام تباہئے۔ وہ مشاہدہ تھا اور یہ بیان۔ اگر چیزیں دکھائی نہ گئی تھیں تو تَمَّ عَسْ ضَمُّ عَلَى الْمَلَكَةِ کے کیا معنی ہوں گے۔ یعنی پھر ان چیزوں کو ملائکہ پر پیش فرمایا۔ لہذا دونوں قول صحیح ہیں کہ معراج میں بھی علم ملا وہ قرآن سے بھی۔

سوال یہ علوم پہلے تھے تو پھر نزول قرآن کا فائدہ۔

جواب نزول قرآن صرف حضور علیہ السلام کے علم کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اُس سے ہزار ہا دیگر فائدہ ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ کسی آیت کے نزول سے پہلے اُس کے

احکام جاری نہ ہوں گے۔ اُس کی دُور و غیرہ نہ ہوگی۔ اگر نزول قرآن حضور علیہ السلام کے علم کے لئے تو بعض سورتیں دوبارہ یہاں نازل ہوئیں؟ تفسیر مدارک میں ہے۔

فَاتَحَتْهُ الْكِتَابُ مَكِّيَّةٌ وَقَبْلَ مَدَنِيَّةٌ سورہ فاتحہ کی ہے اور کہا گیا ہے مدنی ہے وَلَا مَعَهُمْ اَنْفُهَا مَكِّيَّةٌ وَمَدَنِيَّةٌ اور صحیح ہے کہ یہ مکی جی ہے اور مدنی نَزَلَتْ بِمَكَّةَ ثُمَّ نَزَلَتْ بھی۔ اولاً مکہ میں نازل ہوئی پھر بِالْمَدِينَةِ۔ مدینہ میں۔

مشکوٰۃ حدیث معراج میں ہے کہ حضور علیہ السلام کو شب معراج میں پانچ بیانی اور بقرہ کی آخری آیات عطا ہوئیں۔ اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے سوال کیا کہ معراج تو مکہ معظمہ میں ہوئی اور سورہ بقرہ مدنی ہے۔ پھر اس کی آخری آیات معراج میں کیسے عطا ہوئیں؟ تو جواب دیتے ہیں۔

حَاصِلُهُ اَنَّهُ مَا وَقَعَ تَكَرُّارُ الْوَحْيِ خلاصہ یہ ہے کہ اس میں وحی مقرر ہوئی، ذِيهِ تَعْظِيمًا رَافِعًا مَا لَنَا نَبِمْ فَاَذْحَى حضور علیہ السلام کی تعظیم اور آپ کے اہتمام اللہ اَلَيْهِ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ بِلَا شان کے لئے۔ پس اللہ نے اُس رات بغیر وَاسِطَةِ جِبْرِيلَ واسطہ جبریل وحی فرمادی۔

اسی حدیث کے ماتحت لمعات میں ہے۔

نَزَلَتْ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شب معراج میں یہ آیات بغیر واسطہ کے اُنہیں لَيْلَةُ الْمُعْجَاجِ بِلَا وَاسِطَةٍ ثُمَّ پھر ان کو جبریل نے اُتارا تو قرآن میں رکھی گئیں۔ اب سوال یہ ہے کہ دوبارہ نزول

المُصَاحِفِ - کس لئے ہوا، حضور علیہ السلام کو تو پہلے

علم حاصل ہو چکا تھا۔

نیز اجمال و تفصیل کی کیفیت بھی تھی اور اجمال و تفصیل کا فرق فقیر نے پہلے بسط

سے عرض کیا ہے۔

فقط

فصلی اللہ علی حبیبہ الکریم و علی آلہ واصحابہ

اجمعین

هذا آخر ما سطره قلم الفقير القادر

ابن الصالح محمد فيض احمد الدوي

الرضوي غفرلہ

۳ ربیع الاول شریف ۱۴۰۱ھ

بروز ہفتہ